بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیاحت زمین

مترجمہ

سید محمود اعظم صاحب فہمی

باجازت خاص دائرہ ادبیہ لکھنؤ

احقر العباد محمد حسن نے

انوار المطابع لکھنؤ میں طبع کرایا

بار پنجم

قیمت ۱۲/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسّی دن میں تمام روئے زمین کی سیر

پہلا باب

فلیاس فوق (آقا) اور پاسپارٹو (نوکر) دونوں کیونکر ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں؟
۱۸۷۲ء میں مکان نمبر ۷ جو شہر لندن کے ساویل راؤ اسٹریٹ پر واقع ہے
فلیاس فوق نامی ایک معزز انگریز کرایہ پر لئے تھا۔
یہ جنٹلمین لندن کے مشہور "رفارم" کلب[1] کا ایک عجیب الاطوار ممبر تھا
اور ہر ایسے کام سے نفرت رکھتا تھا جو لوگوں کی نظروں میں شہرت کا باعث
ہوسکتا ہے اگرچہ اس معزز انگریز کے حالات بہت کچھ پوشیدہ تھے پھر بھی یہ انگلستان
کے ایک مشہور، پرگو اور خوش بیان لکچرار کی جانشینی کے لئے، منتخب اور
نامزد ہوچکا تھا۔ لوگ اس کے متعلق اس کے سوا کچھ نہیں جانتے تھے کہ
فلیاس فوق لندن کے کسی معزز خاندان کا رکن، اور ایک مہذب و
خوش طبع جنٹلمین ہے۔

---

[1] کلب کو فرنچ زبان میں (کلوپ) کہتے ہیں، یہ بڑی بڑی عظیم الشان نہایت باقاعدہ
آراستہ اور بہترین فرنیچر (فرشوں) سے مزین عمارتیں کوٹھیاں ہوتی ہیں کلب ان
بڑے بڑے لوگوں کے کھانے کتابوں اخبارات کا مطالعہ کرنے جوا وغیرہ کھیلنے اور

فلیاس فوق ایک خالص انگریز ہے! فلیاس فوق نہ کبھی کسی کو بورسؔ ہی میں نظر آتا ہے اور نہ کبھی کسی بنکؔ میں، نہ شہر کی اور منڈیوں میں کسی نے اُسے دیکھا ہے! کوئی جہاز، کوئی اگنبوٹ۔ کبھی لندن کے بندر میں ایسا داخل نہیں ہوا جسپر فلیاس فوق کا مارک (نام ونشان) ہو، یہ جنٹلمین نہ کسی حکومت سے کوئی تعلق رکھتا ہے، نہ اس کا نام وکلا کی کسی سوسائٹی میں ہے اور نہ کسی گرجا میں سُنا گیا ہے، نہ ممبران کونسل میں اور نہ مجلس اعیان حکومت میں نہ کسی دفتر میں، نہ پادریوں کی جماعت میں کبھی کسی شخص نے اسکو کچھ بیان کرتے دیکھا یا سُنا ہے، نہ ملکہ وکٹوریہ کے حضور میں!

فلیاس فوق نہ دستکار ہے، نہ تاجر، نہ وہ کسی کارخانہ سے سروکار رکھتا ہے لندن میں مختلف کام کرنے والی متعدد کمپنیاں ہیں، سب سے بڑی کمپنی (آرمولیکا)ؔ سے لگا کر اس ادنیٰ سوسائٹی تک جو زمین کے مضر کیڑوںؔ کو مٹانے کے لئے قائم ہے، کسی ایک میں بھی وہ شرکت وحصہ نہیں رکھتا۔ اس کے متعلق صرف اتنا کہا جاتا ہے کہ فلیاس فوق "رفارم" نامی مشہور و معروف کلب کا ایک ممبر ہے!

لیکن تعجب کا مقام ہے کہ ایک ایسا مجہول الاحوال شخص جس کے عادات واخلاق تک پوشیدہ ہیں "رفارم" ایسے مشہور کلب کا ممبر کیونکر بن سکا ہے لہذا ہم بتاتے ہیں کہ فلیاس فوق مشہور "بارنگ" بینک میں بڑے اعتبار کا آدمی ہے۔ جس قدر چک وغیرہ فلیاس فوق کے دستخطی بینک مذکور میں جاتے ہیں

ا۔ نقدلین دین کی بڑی بڑی عمارتیں جہاں نقدلین دین ہوتا ہے ۱۲

۲۔ بنک وہ بڑی بڑی کمپنیاں جن میں نقد روپیہ کا لین دین ہوتا ہے ۱۲

۳۔ (آرمولیکا) ایک بڑی کمپنی کا نام ہے جو تمام دنیا کے کاروبار کرتی ہے ۱۲

۴۔ موذی جانور جیسے سانپ، بچھو، وغیرہ اس قسم کے اور زمین کے رہنے والے جانور ۱۲

فوراً ادا کر دئے جاتے ہیں اور اُس کی تحریروں کی تعمیل کی جاتی ہے۔ اسکی بھی ایک ایسی حیثیت ہے، جس سے وہ کلب اور مذکورہ سوسائٹی میں خاص اعزاز و وقار رکھتا ہے۔

کیا فلیاس فوق دولتمند ہے؟ بیشک وہ مالدار ہے، کیونکہ وہ "رفارم" کلب کا دوامی (لائفٹ) ممبر ہے اور رفارم کلب کی ممبری دولتمندی پر منحصر ہے، یہ دولت اُسے کیونکر اور کہاں سے ہاتھ آئی؟ اسکا جواب البتہ مشکل ہے!

وہ فضول خرچ نہیں ہے، لیکن بخیل بھی ہرگز نہیں ہے، کیونکہ ہر کار خیر میں سب سے پہلے حصہ لیتا ہے اور جس کی مدد ضروری سمجھتا ہے کرتا ہے وہ خود جو کچھ خیر خیرات کرتا ہے تو نہایت مخفی طور پر کہ اپنے نام کو بھی ظاہر نہیں کرتا!!

خلاصہ یہ کہ فلیاس فوق سا کوئی آدمی دیکھنے میں نہیں آیا جو ملنے جلنے سے اس قدر الگ، اور اتنا عزلت پسند ہو کہ اپنے امکان بھر بات کرنے سے بھی پہلو بچاتا ہو۔ یہ اس کی کم سخنی کم میل جول ہی کا باعث ہے کہ اس کے زیادہ تر حالات وعادات پوشیدہ ہیں تاہم اس کا طرز معاشرت آفتاب کی طرح ظاہر و نمایاں ہے۔

اس نے سیاحت کی ہوگی؟ ایسا خیال ہوتا ہے کہ ضرور کی ہوگی، کیونکہ کوئی شخص اس کے برابر روے زمین کا نقشہ و جغرافیہ نہیں جانتا۔ دنیا کا کوئی دور سے دور مقام ایسا نہیں ہے جس کے متعلق وہ خاص معلومات نہ رکھتا ہو کبھی کلب میں کسی گم شدہ سیاح کی بحث چھڑ جاتی ہے تو فلیاس فوق اسکا دو فقروں میں فیصلہ کر دیتا ہے اور قریب تر احتمالات کو واضح دلائل کے ساتھ بیان کر دیتا ہے اور کچھ عجیب بات ہے کہ اس کی باتیں واقعات کے بالکل موافق ہوتی ہیں۔

اس سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ فلیاس فوق نے دنیا کے چپہ چپہ کو دیکھا اور اس میں گھوما ہے یا کم از کم سیر ضرور کی ہے،

جہاں تک معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ فلیاس فوق نے مدتوں برسوں سے لندن کو

نہیں چھوڑا ہے۔ جو لوگ فلیاس فوق کو اچھی طرح جانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ:۔
اگر وہ اپنے اوقات معینہ میں، جبکہ وہ کلب میں آتا جاتا ہے، نظر نہ آئے
تو پھر اُسے کہیں اور پالینا غیر ممکن ہے۔

اُس کی پابندی وقت اور اوقات گذاری کا مدار اور مقصد واحد اخبار بینی ہے
اخبار پڑھنے کے بعد وہ "ویسٹ" کھیلنے میں مصروف رہتا ہے، کیونکہ یہ کھیل نہایت اطمینان
اور خاموشی سے کھیلا جاتا ہے اور اس کے عادات وحالات کے موافق ہے، اس وجہ
سے وہ اکثر اوقات جیت لیجاتا ہے اور ہارتا بہت کم ہے لیکن جو کچھ جیتتا ہے وہ اپنی
جیب میں نہیں رکھتا، بلکہ اپنے جمع خرچ کی کتاب میں خیرات کی مد میں درج
کرلیتا ہے۔ یہ بھی جان لینا چاہئے کہ فلیاس فوق یہ کھیل محض کھیل سمجھکر کھیلتا ہے
نہ کچھ ہارنے جیتنے کے لئے۔

فلیاس فوق کی نہ بیوی ہے نہ بچے، نہ کوئی عزیز ہے نہ دوست! یہ حالت
حقیقت میں عجیب حالت ہے!!

فلیاس فوق مکان نمبر ۷ ساویل راو اسٹریٹ میں رہتا ہے، اس کے گھر کے
متعلق کوئی بات کہیں اور کبھی معرض بحث میں نہیں آتی کیونکہ کوئی اسکے گھر میں نہیں
آتا۔ صرف ایک خدمتگار اسے کافی ہے۔ صبح، شام کا کھانا اپنے معینہ اوقات
میں کلب میں کھاتا ہے، وہ ہر وقت ایک ہی (مقررہ) دالان اور ایک ہی (مقررہ)
میز پر کھاتا ہے۔ کبھی کلب کے ممبروں میں سے نہ کسی کو کھانے پر بلاتا ہے اور نہ
کسی بیرونی آدمی کو۔

ہر روز معینہ وقت پر آدھی رات کو سونے کے لئے اپنے گھر جاتا ہے اور نہ کبھی
ان نہایت درجہ مکمل و مرتب اوقات میں سوتا ہے، جو کلب نے اپنے ممبروں کے لئے
مقرر کئے ہیں۔ رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں صرف دس گھنٹے گھر میں سونے

نہانے کپڑے بدلنے میں گذارتا ہے اور باقی سارا وقت کلب میں صرف کرتا ہو، اگر کبھی چہل قدمی کو جی چاہتا ہے تو کلب کے ایک بڑے کمرے میں بہیت باقاعدہ اپنے حساب سے قدم رکھتا ہوا ٹہل لیتا ہے۔

یہ کمرہ سنگ سماق کے نہایت بلند چالیس ستونوں پر بنا ہوا ہے اور اُس کی چھت آبی رنگ کے بلور سے پٹی ہوئی ہے، فرش جِلا کئے ہوئے روغنی تختوں کا بنایا گیا ہے۔

کلب جو کھانا فلیاس فوق کے لئے تیار کرتا ہے وہ نفیس ترین کھانوں میں سے ہے اُس میں امریکہ کے تالابوں کی لذیذ مچھلیوں سے لیکر شمالی نہروں کی قدرتی طور پر جمی ہوئی برف تک اس کے لئے موجود رہتی ہے، جو بے حد مصارف سے لائی جاتی ہے۔ دنیا کی بہتر سے بہتر شرابیں اور سگار اُس کے لئے مخصوص ہیں۔

اگرچہ اُس کے مکان میں کوئی غیر معمولی شان وشوکت اور آرائش کا اسباب نہیں، لیکن جو انتظام اور خاص اصول اُس کے گھر کا ہے دوسری جگہ دیکھنے میں نہیں آسکتا۔ اسپر بھی فلیاس فوق اپنے ایک نفر ملازم سے مافوق العادت سلیقہ اور یکسانی کا طالب رہتا ہے۔

۱۵- اکتوبر کو فلیاس فوق نے اپنے خدمتگار فورسٹر نامی کو اس وجہ سے جواب دیدیا کہ اُسکے مُنہ دھونے کیلئے ۸۶ درجہ گرم پانی کی جگہ ۸۴ درجہ گرم لایا تھا،

فلیاس فوق اسی دن اپنے ساویل راو اسٹریٹ والے مکان کے کمرے میں ایک کوچ پر نہایت سلیقہ سے بیٹھا تھا اور اپنی آنکھیں اُس کلاک کی سوئی پر جمار کھی تھیں جو سنہ، مہینہ، گھنٹہ، منٹ، اور سکنڈ سب کچھ بتاتی تھی اس لئے کہ وہ نئے ملازم کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔

فلیاس فوق کو اپنی کبھی نہ بدلنے والی عادت کے مطابق ساڑھے دس بجے

دن کو کلب میں چلا جانا چاہئے۔ دس بج کے پچیس منٹ آچکے ہیں، کہ معزول خدمتگار فورسٹر جو پیچھے نئے خدمتگار کے آنے کا منتظر تھا، کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آیا اور یہ کہکر باہر چلا گیا۔

"نیا خدمتگار حاضر ہے"

اس کے بعد ہی ایک سی سالہ آدمی اندر آیا، فلیاس فوق نے اُس سے پوچھا۔ "تم فرانسیسی ہو اور تمھارا نام جون ہے، یہ ٹھیک ہے نا؟

خدمتگار۔ اگر اجازت ہو تو عرض کروں، میرا نام جون نہیں ہے، بلکہ جان ہے اور اپنی مہارت کارگذاری کی وجہ سے لوگ مجھے "پاسپارٹو" کہنے لگے ہیں۔ اگر جناب فرمائیں تو اپنے اس لقب کو بدل دوں۔

فلیاس۔ نہیں۔ نہیں! "پاسپارٹو" نام ہی کی مجھے ضرورت ہے، یہ لقب بدلنے کی حاجت نہیں۔ ایک ایسے شخص نے تمھاری سفارش کی ہے جس پر مجھے پورا بھروسا ہے۔ میں تمھاری مخصوص عادات و اخلاق کی نسبت صحیح معلومات رکھتا ہوں تمھیں بھی میری ملازمت کے شرائط معلوم ہیں؟

پاسپارٹو۔ جی ہاں! جو شرطیں مجھ سے بیان کی گئی ہیں اُن سب کو قبول کر کے حاضر ہوا ہوں۔

فلیاس۔ بہت خوب، تمھاری گھڑی میں کیا وقت ہے؟

پاسپارٹو نے اپنی واسکوٹ کی جیب سے ایک بڑی گھڑی نکال کر کہا۔

دس بج کے بائیس منٹ آئے ہیں۔

فلیاس۔ یہ گھڑی پیچھے ہے۔

پاسپارٹو۔ معاف فرمائیے! یہ ممکن نہیں ....

سلہ پاسپارٹو، فرنچ زبان میں اُس کنجی کو کہتے ہیں جو ہر ایک قفل میں ٹھیک لگ جائے ۱۲

فلیاس۔ چار منٹ پیچھے ہوگئی ہے۔ بہر حال اپنی گھڑی ٹھیک وقت پر لگالینا اب یاد رکھو۔ آج اکتوبر کی پندرہ تاریخ اور بدھ کا دن ہے، اس وقت دس بجکر بائیس منٹ پر تم میرے ملازم ہوئے۔

فلیاس فوق یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی ٹوپی کھونٹی سے اتار کے ایک باقاعدگی کے ساتھ سر پر رکھی اور کلب کی طرف روانہ ہوا۔

پاسپارٹو نے پہلی مرتبہ دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنی، یہ اسکا آقا تھا۔ اس نے پھر دوسری بار دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنی، یہ وہ پرانا خادم تھا۔ جس کا پاسپارٹو جانشین مقرر ہوا ہے۔

اب پاسپارٹو ساویل راؤ اسٹریٹ کے مکان نمبر۷ میں جو فلیاس فوق کا مسکن ہے تنہا رہ گیا،

دوسرا باب

پاسپارٹو کس طرح خوش ہوتا ہے کہ جس کی تلاش تھی اُسے پالیا

پاسپارٹو تھوڑی دیر تنہا رہنے کے بعد اپنے جی میں کہنے لگا۔

سچ تو یہ ہے کہ میڈم فورسیڈ کی دوکان میں میں نے اپنے آقا سے بہتر جاندار آدمی دیکھے ہیں۔ (میڈم فورسیڈ کی دوکان پر کچھ مجسمے اور بُت لگے ہیں (میڈم کی دوکان کے آدمیوں سے پاسپارٹو کی وہی مراد ہیں)

پاسپارٹو نے اس دم بھر میں جب کہ وہ اپنے نئے آقا کے سامنے کھڑا تھا اُس کی صورت پورے طور سے ذہن نشین کرلی۔

فلیاس فوق، ایک چالیس سال کا بلند قامت، نازک بدن اور خوش اندام مرد ہے اس کے سر اور داڑھی کے بال زرد ہیں پیشانی صاف۔ چہرے کا رنگ سفید

زردی مائل، دانت بہت خوشنما اور مسلسل ہیں، اس کے اطوار و اخلاق بھی ایک
حد تک اُس کے بشرہ سے معلوم ہوتے ہیں۔ یہ جنٹلمین ہو بہو منجمد خون کے انگریزوں
کی ایک پوری مورت ہے۔ کہ اس کے تمام حرکات کرونا میٹر[۱] (ستارہ نما گھڑی)
کے مانند ہیں۔

حقیقت میں فلیاس فوق اپنی باقاعدگی، یکرنگی اور یکسانی کا پتلہ ہے
یہ بات اُس کے ہاتھ پاؤں کی ساخت سے اچھی طرح معلوم ہوتی ہے کیونکہ بعض
جانوروں کی طرح انسان کے اعضاے خارجی سے بھی اس کی طبیعت اور اخلاق
باطنی کا پتہ چل سکتا ہے۔

وہ ہمیشہ قریب تر راستہ چلتا ہے، وہ کبھی ایک بھی بڑا قدم نہیں مارتا، چھت
دیکھنے کے لئے کبھی سر نہیں اُٹھاتا تاکہ ایک لمحہ کے واسطے بھی اس کی نگاہ بیکار
نہ جائے وہ کبھی بے ضرورت کوئی حرکت نہیں کرتا، کسی نے نہ کبھی اسکو رنجیدہ دیکھا
ہے نہ خوش، فلیاس فوق جلد باز آدمی نہیں ہے لیکن ہمیشہ معین وقت اور ٹھیک
ساعت پر اپنی منزل مقصود پر پہونچ جاتا ہے، تنہا زندگی بسر کرنا، انسانی میل جول سے
الگ تھلگ رہنا، اس نے اپنا مسلک بنا رکھا ہے، اس کا خدمتگار "جان"
جس کا پاسپارٹو لقب ہے، خاص پیرس کا رہنے والا ہو پانچ برس ہوئے کہ
اُس نے لندن میں آکر خدمتگاری اختیار کی ہے۔

پاسپارٹو ایک ذی وجاہت جوان ہے، جو اپنے بشرہ میں بہت کچھ لطافت
و شیرینی رکھتا ہے اُسکے ہونٹ کسی قدر بڑے اور موٹے ہیں کہ وہ ہر چیز کا مزہ
اچھی طرح چکھ سکے۔ وہ ہر کام کو کر سکتا ہے کیونکہ اُس کے ہاتھ سے ہر ایک کام نکل چکا ہے۔
پاسپارٹو کی آنکھیں سبز رنگ، چہرہ خوش رنگ، مُنہ بھرا ہو، سینہ چوڑا، قد بلند

۱؎ کرونا میٹر ایک گھڑی ہے جس سے ستارہ دیکھنے میں مدد ملتی ہے ۱۲

اور ناک اونچی ہے، اور چونکہ اُس نے ورزش بہت کی ہے اس سبب سے وہ بڑا قوی اور طاقتور ہے۔

کیا باوجود فلیاس فوق کی باقاعدہ سادہ مزاجی و یکرنگی[1] کے پاسپارٹو اُسے پسند کر سکے گا اور اُس سے خوش رہ سکے گا؟ ایک ایسا عقدہ ہے جو تجربہ کے بعد حل ہوگا!

پاسپارٹو نے اُٹھتی جوانی میں بدچلنی بھی کی ہے لیکن وہ اب آرام کرنے کی طرف مائل ہے۔ وہ انگریزوں کی افسردہ دلی و یکساں پسندی کے حالات سُن کر انگلستان آیا اور خدمتگاری کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ لیکن اس وقت تک اس کی قسمت نے اُس سے موافقت نہیں کی، کیونکہ وہ جن جن کی خدمت میں رہا اپنے اُن تمام آقاؤں کو بدمعاش اور بدچلن پایا۔ حالانکہ پاسپارٹو بدچلنی سے بیزار ہو چکا تھا اسکا آخری آقا لارڈ لانفنسری پارلیمنٹ کا ممبر تھا، چونکہ وہ بھی بڑا بدمعاش تھا، اکثر راتوں کو شراب خانوں اور قمارخانوں سے پولیس والے اُسے کاندھے پر لاد کر اُس کے گھر تک پہونچاتے تھے، اس لئے تنگ آکر اُس کی خدمتگاری سے پاسپارٹو سبکدوش ہو گیا۔ اسی اثنا میں اُس نے اخباروں میں دیکھا کہ فلیاس فوق ان شرائط پر ایک ملازم چاہتا ہے۔ اس نے فلیاس فوق کے حالات کی تفتیش شروع کی اور اچھی طرح معلوم کر لیا کہ فلیاس فوق ایک نہایت بااصول و یکرنگ آدمی ہے، اپنے گھر کے سوا وہ کہیں رات کو نہیں سوتا۔ وہ کبھی سیر سفر نہیں کرتا اس کے ہر کام اور حرکت کا وقت معین ہے جو کبھی نہیں بدلتا۔ ایسا آدمی ہی وہ خاص آدمی ہو سکتا ہے جسکی جستجو اور آرزو میں پاسپارٹو مدتوں سے تھا، لہٰذا وہ فلیاس فوق کے پاس آیا

---

[1] یکرنگی، یکسانی کا یہ مطلب ہے کہ کبھی اس میں تبدیلی اور تغیر نہ ہو، جیسے کائنات کی گردش ہی کہ اپنے زمانہ پیدائش سے اتبک برابر ایک حالت اور ایک صورت پر حرکت ہو رہی ہے ۱۲

اور جیسا کہ بیان ہوا فلیاس فوق کی طرف سے قبول ہو کر اس کا ملازم ہو گیا۔
جسوقت گھڑی گیارہ بجا رہی تھی، پاسپارٹو مکان (نمبر ۷ واقع ساویل راؤ اسٹریٹ) میں تنہا تھا، اِس وقت سے اس نے مکان کو اچھی طرح دیکھنا اور اُسکے گرد و پیش کا علم حاصل کرنا شروع کیا۔ اُس نے دالان، کمرے، کوٹھریاں، وغیرہ غرض تہ خانوں سے لگا کر چھتوں تک کی خوب دیکھ بھال کی۔ یہ سادہ اور صاف با سلیقہ گھر اسے پسند آیا۔ مکان کا ہر حصّہ اور ہر طرف گیس[1] سے گرم اور روشن ہو رہا تھا

---

[1] جن چیزوں سے کائنات کی ترکیب ہوئی ہے وہ تین قسم کی ہیں (۱) سخت چیزیں جیسے پتھر، مٹی اور معدنی اشیاء (۲) سیّال چیزیں، جیسے پانی اور رال مٹی کا تیل وغیرہ (۳) قسم (گیس) یعنی وہ چیزیں جو نہ ہاتھ سے محسوس ہوتی ہیں نہ آنکھ سے دکھائی دیتی ہیں۔ مگر اپنی تاثیر و بو سے پہچانی جاتی ہیں، مثلاً بوے گل، اور باد نسیم غیر مرکب گیس ہیں۔ اور مولد الماء مولد الحموضۃ (مکبّاین جو ہر ترکیب یافتہ گیس کی مثال ہیں۔ یہ گیس جس سے گھروں اور راستوں میں روشنی یا گرمی پہونچائی جاتی ہے، پتھر کے کوئلہ کا جوہر ہوتا ہے کوئلہ کو بڑی اور بھاری دیگوں میں جوش دیتے ہیں۔ یہ دیگیں گیس ہی کے مخصوص کارخانوں میں ہوتی ہیں، پھر اس سے دھواں، بھاپ پیدا کرتے ہیں، پھر بہت سی ترکیبوں سے اُس بھاپ کو "گیس" کی صورت میں لاتے ہیں اور اصل کارخانہ سے آہنی (لوہے کے) نلوں کے واسطہ سے جس طرح پانی گھر گھر پہونچاتے ہیں اسیطرح اس گیس کو گھر گھر، گلی گلی تک میں پہونچا دیتے ہیں۔
برقی روشنی کے عام ہونے سے پہلے تمام یورپ میں اسی گیس کی روشنی ہوتی تھی جو اب بھی کہیں کہیں جاری اور باقی ہے۔ گیس کی روشنی، مٹی کے تیل اور پٹرول سے بار بار جب ضرورت ہو بڑھ سکتی ہے اور رنگ میں بجلی کی روشنی سے کسی قدر فرق رکھتی ہے البتہ بجلی کے چراغوں کی طرح گیس کے چراغ بھی تیل اور بتی کے محتاج نہیں، فرق صرف اسقدر ہے کہ بجلی کے چراغوں کو دیا سلائی یا آگ سے روشن کرنیکی حاجت نہیں ہوتی، لیکن گیس کے چراغ دیا سلائی وغیرہ کے محتاج ہیں (مترجم فارسی)

عمارت کے دوسرے درجہ میں اُس نے اپنے رہنے کے مخصوص کمرہ کو بھی
بہت جلد پا لیا، اُس کمرہ کو اُس نے بہت پسند کیا، بجلی کی گھنٹیوں اور ٹیلیفون
کے سلسلہ نے نیچے اوپر کے دونوں درجوں کو ایک دوسرے سے بالکل ملا دیا تھا،

دیوارگیری پر ایک برقی گھڑی لگی تھی جس کے پُرزے اور سوئیاں بالکل اسی
گھڑی کے مطابق تھیں جو خود فلیاس فوق کے کمرے میں آویزاں تھی اور دونوں میں
ایک دوسرے سے بال برابر فرق نہیں تھا۔ یہ دونوں گھڑیاں ہمیشہ بالکل ایک وقت
بتاتی تھیں۔ اس گھڑی کے پہلو میں دیوار پر ایک تختہ لٹکا ہوا دیکھا جو فلیاس فوق
کے نوکر کا دستور العمل، یعنی روزانہ خدمات اور کارگذاریوں کی ایک فہرست تھی
اس میں فلیاس فوق کے بیدار ہونے سے سونے تک کے اوقات خدمتگار
کے لئے ہر گھنٹہ، منٹ، سکنڈ کے تمام فرائض اور کاموں کے نشانات لگے ہوئے
تھے مثلاً ۸ بجکر ۲۹ منٹ پر چائے، ۹ بجکر ۲۷ منٹ پر منہ دھونے کے لئے پانی
۱۰ بجکر ۱۲ منٹ ۳۰ سکنڈ پر تبدیل لباس (ڈریس) غرض اسی طرح آخر تک
پوری تفصیل سے لکھا ہوا تھا،

پاسپارٹو نے اس پروگرام کو بہت ممنون و مسرور ہو کر شروع سے آخر تک
بہت جلد از بر کر لیا۔ اُس نے اپنے آقا کے کپڑوں کو بھی بہت باقاعدہ حالت میں
دیکھا یعنی ہر جوڑے پر ایک نمبر پڑا تھا اور وہی نمبر کپڑوں کے رجسٹر میں بھی موجود
تھا۔ اس سے نہایت آسانی کے ساتھ معلوم ہوجاتا تھا کہ کونسا لباس کس دن اور
کس موسم میں پہنا جاتا ہے، جوتے بھی ایسے ہی قاعدے سے رکھے تھے،

مکان میں کوئی کتب خانہ، بلکہ کتاب تک موجود نہ تھی، کیونکہ ریفارم کلب
نے اپنے دوامی ممبروں کے لئے دو کتب خانے مخصوص کردئے تھے ایک ادبیات

فلیاس فوق کے سونے کے کمرے میں ایک آہنی صندوق رکھا تھا تاکہ چوروں کی دستبرد اور آگ میں جلنے سے محفوظ رہ سکے، مکان میں شکاری سامان ہتھیار وغیرہ کی قسم سے بھی کوئی چیز نہ تھی،

پاسپارٹو نے مکان کا ایک ایک کونہ دیکھا اور ہر چیز سے مالک کی عادات واطوار کا علم حاصل کیا اور نہایت ممنونیت کے انداز سے کہا:۔

بہت خوب! بہت بہتر! جس چیز کو میں برسوں سے ڈھونڈھ رہا تھا آج پالیا! میں مسٹر فلیاس فوق کے ساتھ اچھی طرح نباہ سکوں گا، میرا دوست آدمی نہیں بلکہ مشین ہے! مشین! حقیقت میں ایک مشین ہے! ایک جاندار مشین!

تیسرا باب

فلیاس فوق سے کہاں ایک قیمتی مکالمہ پیش آتا ہے۔

فلیاس فوق نے ۱۱½ بجے اپنے مکان کے باہر آکے پانچ سو چھتر مرتبہ اپنا سیدھا پاؤں اُلٹے پاؤں کے آگے اور پانچ سو چھتر مرتبہ اُلٹا پاؤں سیدھے پاؤں کے آگے رکھنے کے بعد راہ ختم کی اب وہ رفارم کلب کی اس عالیشان عمارت کے دروازہ کے قریب پہونچ گیا، جو تیس لاکھ پونڈ کی لاگت سے وجود میں آئی ہے۔ وہ کھانے کے دالان میں آیا، اس دالان کے نو بلوریں درجے تھے، جن کا رخ ایک باغیچہ کی طرف تھا، اس حسین باغ کے درختوں کے پتے، موسم خزاں کی آمد سے زرد ہونے لگے تھے، فلیاس فوق ہمیشہ اسی دالان میں کھانا کھاتا تھا۔ آج کے کھانے میں چند چیزیں تھیں، ایک خوش ذائقہ چیز "چیرا"، ایک لعاب دار مچھلی کی یخنی ۱۲، ایک بھنے ہوئے گوشت کا ٹکڑا، انگلستان کے انگور کا شربت ایک پنیر کا ٹکڑا ۱، ایک پیالی چاء بہت اعلیٰ درجہ کی، جو خاص کلب کے لئے چین سے آتی ہے۔

ظہر کے ۷، ۴۴ منٹ بعد وہ اپنی دائمی عادت کے مطابق کلب کے ایک بڑے دالان میں آیا، جو بہت آراستہ و مزین تھا، وہاں ایک خدمتگار نے حسب معمول اُس روکا "ٹائمز اخبار" فلیاس فوق کے سامنے میز پر رکھدیا اور حسب معمول اس اخبار کو کھول کر پڑھنے میں مشغول ہوگیا۔

اخبار کے مطالعہ نے اس معزز جنٹلمین کو تین گھنٹہ ۴۵ منٹ پر سرگرم مصروفیت رکھا اُس کے بعد رات کے کھانے کے وقت تک برابر اخبار "اسٹنڈرڈ" دیکھتا رہا رات کے کھانے سے بھی انھیں مذکورہ لوازمات کے ساتھ فراغت پائی صرف انگریزی تیار کی ہوئی بریانی۔ صبح کے کھانے سے زائد تھی۔

۶ بجکر ۲۰ منٹ پر وہ بڑے دالان میں داخل ہوا اور "مارننگ پوسٹ" اخبار کو دیکھنا شروع کیا۔ جب وہ مطالعہ سے فارغ ہوچکا تو کلب کے اور بھی ممبر ایک ایک کرکے دالان میں آکر میز کے سامنے تاش کھیلنے کیلئے جمع ہونے لگے فلیاس فوق وسٹ نامی تاش کے ایک کھیل کا بہت فریفتہ ہے اور جو ممبر جمع ہوئے ہیں وہ بھی اس کھیل کے دلدادوں میں سے ہیں حسب ذیل ہیں۔

ریاضی داں "انڈریو اسٹوارٹ" "سولیون" بنک کا مالک، "سموئیل فلانٹن" شراب کا تاجر، "تامس فلنگن" "لندن بنک کا ایجنٹ" "رالف" یہ ایک دولتمند جنٹلمین ہے، اپنی دولتمندی سنیز اپنی ذاتی وجاہت اور اعزاز و اعتبار کی وجہ سے) کلب کے اُن ممبروں میں سے ہے جو نہایت معزز و معتبر شمار کئے جاتے ہیں۔

یہ سب ممبر کھیل میں مشغول و منہمک تھے کہ اتنے میں فلنگن نے پوچھا۔

بہت خوب! بھئی (رالف) اس چوری کے معاملہ کا کیا حشر ہوا؟

انڈر اسٹوارٹ۔ ہو ہی کیا سکتا ہے! بنک کا روپیہ گیا۔ بس اور کیا!

رالف۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ چور جلد پکڑ لیا جائیگا کیونکہ خفیہ پولیس کے نہایت

تجربہ کار و ہوشیار آدمی اُسے گرفتار کرنے کے لئے تمام یورپ، بلکہ امریکہ تک میں بھیجے گئے ہیں۔ یہ لوگ ہر بندرگاہ اور ہر اسٹیشن پر مقرر و موجود ہیں، اس صورت میں چور کا نکل بھاگنا اور رہائی پاجانا مشکل نظر آتا ہے۔!

انڈر اسٹوارٹ۔ کیا وہ چور کی صورت پہچانتے ہیں؟

رالف۔ اول تو میں یہ ایک بات کہتا ہوں کہ وہ پیشہ ور یا عادی چور نہیں ہے!

فلنگن۔ جو شخص پچپن ہزار پونڈ کے بنک نوٹ چرائے، یعنی کھلے خزانے ڈاکہ مارے وہ چور کیونکر نہیں ہے؟

رالف، چور ہے، لیکن اناڑی، پیشہ ور چوروں میں سے نہیں ہے!

فلیاس۔ ہاں "اخبار" مارننگ پوسٹ" اطلاع دیتا ہے کہ یہ چور ایک معزز آدمی ہو سکتا ہے!

فلیاس فوق یہ کہکر پھر کھیل میں مصروف ہوگیا،

یہ چوری جو انگلستان کے اخباروں میں بحث و مباحثہ، اور مقالات کا سرمایہ بنی تھی، تین دن پہلے ہوئی تھی، واقعہ یہ ہے کہ بنک نوٹ کا ایک پوٹ جس کی مجموعی قیمت پچپن ہزار پونڈ تھی لندن بنک کے خزانچی کی میز پر سے غائب ہو گیا تھا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ بنک کے خزانچی نے کیوں خیال نہ رکھا؟ اس کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ:۔

اس وقت خزانچی شاہی روپیہ اور تمام آمدنی کا روپیہ بنک کے بہی کھاتہ پر چڑھانے میں مصروف تھا۔ اتنا وقت نہ تھا کہ ادھر اُدھر دیکھ سکے!!

یہ مانا، تاہم یہ مختصر عذر اتنی بڑی رقم کے ضائع ہو جانے پر کچھ سمجھ میں نہیں آتا لہذا ہم لندن کے اس بنک کے حالات کسی تھوڑی بہت معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

یہ بنک کسی مکاری اور خیانت کا اندیشہ و شبہہ کیا شائبہ تک نہیں رکھتا ہے بنک میں نہ پہرہ، نہ چوکی والے ہیں، نہ پولیس، اور نہ لوہے کے کٹہرے، سونا (اشرفیاں) چاندی (روپے) بنک کے نوٹ، جواہرات کھلے خزانے پڑے رہتے ہیں، جہاں ہر شخص کا ہاتھ پہونچ سکتا ہے، کیونکہ بنک سے معاملہ رکھنے والوں کی ذاتی وجاہت اور عزت و ناموس پر شبہہ و اندیشہ جائز نہیں ہے۔ یہاں تک لوگ بیان کرتے ہیں کہ :۔

ایک دن بنک کے خزانے کے بڑے دالان میں سیکڑوں آدمی موجود تھے موجودہ لوگوں میں سے ایک شخص نے ہاتھ بڑھا کر خزانچی کی میز سے سونے کا ایک بڑا ڈلا جس کا وزن آدھ سیر کا تھا اُٹھا لیا اور اُسے دیکھنے لگا، اُس کے قریب ایک اور شخص کھڑا تھا، جب وہ دیکھ چکا تو دوسرا شخص اُس سے لیکر اُس کو دیکھنے لگا، اُس سے ایک تیسرے شخص نے لے لیا۔ اسی طرح دست بدست وہ سونے کا ڈلا گردش کرتا ہوا دالان کے آخری حصہ تک پہونچ گیا، اور پھر یونہیں ہاتھوں ہاتھ دورہ کرتا ہوا اپنی جگہ پر واپس لاکر رکھدیا گیا، اور خزانچی نے اپنے کام کی وجہ سے سر اُٹھا کر بھی نہ دیکھا"۔

لیکن افسوس ہے کہ اس مرتبہ ایسا نہ ہوا، اور پچیس ہزار پونڈ کے بنک کے نوٹ جا کے پھر اپنی جگہ پر نہ آئے مجبوراً شام کو جسوقت بنک بند کرنے لگے تو پچیس ہزار پونڈ کو جو چوری جاتے رہے تھے بٹہ کھاتے میں درج کر لینے کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا جب چوری ثابت ہوگئی، تو لندن کے پولیس آفس (دفتر پولیس) نے دنیا کے تمام مشہور بندرگاہوں مثلاً گلاسگو، ہاورہ، سوئز، برنڈیزی، نیویارک پر خفیہ پولیس کے آدمی بھیجے، اُن سے دو ہزار روپیہ معاوضہ کا وعدہ کیا گیا ہے اور مال مسروقہ دستیاب ہونے پر پانچ روپیہ فی صدی اُس کے پانے والے کو بطور انعام کے

اور دیا جائے گا۔

یہ ہے واقعہ! جس کے متعلق رفارم کلب کے دالان میں وسیٹ کی میز پر ان معزز ممبروں میں خفیہ پولیس کی کامیابی اور ناکامی پر بحث ومباحثہ جاری تھا مسٹر رالف اس طرف تھے کہ انعام کا وعدہ خفیہ پولیس کو کامیاب کردے گا لیکن اُن کا رفیق انڈر اسٹوارٹ اُن کے خیال سے متفق نہ تھا!

انڈر اسٹوارٹ کہتا تھا کہ:۔

میرے خیال میں چور کامیاب ہوگا اور خفیہ پولیس کی محنت بیکار جائے گی زحمت و مایوسی کے سوا کچھ ہاتھ نہ لگے گا!

رالف۔ میں بھی یہی کہتا ہوں کہ چور بچ نہیں سکتا، کیونکہ تمام خشکی اور تری کے راستوں پر نگرانی ہوگئی ہے۔ اس صورت میں وہ کہاں جائے گا!

انڈر اسٹوارٹ۔ یہ میں نہیں جانتا کہ کہاں جائے گا؟ اتنا ضرور جانتا ہوں کہ دنیا بہت بڑی ہے۔

فلیاس فوق نے سر اُٹھا کر کہا:۔

دنیا اب سے پہلے بڑی تھی، مگر اب نہیں ہے!

فلنگن۔ اس سے پہلے کیونکر بڑی تھی؟ کیا اب چھوٹی ہوگئی ہے؟ واقعی مجھے آپکی اس بات پر تعجب ہے! کیا آپ دنیا کو اس لئے چھوٹا کہتے ہیں کہ آجکل تین مہینے میں تمام دنیا کے گرد سفر ہوسکتا ہے؟

فلیاس۔ تین مہینے میں نہیں بلکہ اسّی دن میں!!

رالف۔ بیشک مسٹر فلیاس فوق سچ کہتے ہیں جب سے ہندوستان کی ریل بمبئی سے کلکتہ تک مکمل ہوگئی ہے، ساری دنیا کے گرداگرد سفر کرنے کیلئے اسّی دن کافی ہیں۔ چنانچہ اخبار "مارننگ" نے دنیا کے گرد سفر کا اس طرح حساب کیا ہے!

لندن سے برنڈیزی ہوتے ہوئے سویز تک، ریل کے اور جہاز کے

ذریعہ سے	۷ دن
سویز سے بمبئی تک، جہاز پر	۱۳ دن
بمبئی سے کلکتہ تک، ریل پر	۳ دن
کلکتہ سے ہانگ کانگ تک، جہاز پر	۱۳ دن
ہانگ کانگ سے یوکوہاما تک، جہاز پر	۶ دن
یوکوہاما سے سانفرانسیسکو تک، جہاز پر	۲۲ دن
سانفرانسیسکو سے نیویارک تک، ریل پر	۷ دن
نیویارک سے لندن تک، جہاز اور ریل پر	۹ دن

جملہ اسّی دن ہوئے۔

فلنگن۔ بیشک یہ حساب صحیح ہے۔ بشرطیکہ سمندر کے طوفان اور ریلوے لائن کی خرابی اور دوسرے عوارض اس میں محسوب نہ ہوں

فلیاس۔ سب اس میں داخل ہیں!

اسٹوارٹ۔ اگر ہندوستان یا امریکہ کے وحشی ریل کی لائن خراب کر دیں، اگر ریل کو ٹھہر جانے پر مجبور کر دیں، اگر مسافروں پر حملہ کر دیں، اگر جہاز کی کلیں طوفان کے اثر سے بیکار ہو جائیں تو؟

فلیاس۔ سب اسی میں داخل ہے!

اسٹوارٹ۔ آپ کی یہ بات دیکھنے میں تو بہت آسان ہے اور کہنے میں اُس سے زیادہ سہل، لیکن اگر کام کیا جائے اور قوت سے فعل میں آئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ؟

فلیاس۔ عملاً اور فعلاً بھی!

اسٹوارٹ۔ اگر ایسا ہے تو عملی طور پر آپ اس کام کو شروع کریں میں دیکھنا

چاہتا ہوں۔

فلیاس۔ بہت خوب! اُٹھئے، ہم آپ دونوں ساتھ چلیں کہ آپ میرے "کام" کو دیکھ سکیں!

اسٹوارٹ۔ نہیں جناب! خدا مجھے اس دیوانگی سے محفوظ رکھے، لیکن میں چار ہزار پونڈ کی شرط کرتا ہوں کہ ۸۰ دن میں تمام روئے زمین کا دورہ محال ہے۔

فلیاس۔ نہیں۔ نہیں! بہت ممکن ہے!

اسٹوارٹ۔ اگر ایسا ہے تو بسم اللہ کیجئے!

فلیاس۔ اسی دن میں تمام دنیا کا سفر، شروع کردوں؟

اسٹوارٹ۔ ہاں!

فلیاس۔ بہتر۔

اسٹوارٹ۔ کس وقت سے شروع کیجئے گا؟

فلیاس۔ ابھی اسی وقت سے۔

اسٹوارٹ۔ اچھا مسٹر فلیاس فوق میں اس معاملہ میں تم سے چار ہزار پونڈ کی شرط بدتا ہوں۔

فلیاس۔ مسٹر انڈر اسٹوارٹ، میں بھی قبول کرتا ہوں۔

فلیاس فوق نے یہ کہکر اور ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا:۔

"بارننگ بنک میں میرے ۲۰ ہزار پونڈ موجود ہیں۔ میں بھی اسی قدر روپے کی شرط کرتا ہوں کہ اگر میں ۸۰ دن میں تمام زمین کے گرد سفر نہ کر سکا تو وہ ۲۰ ہزار پونڈ میرے نہیں، بلکہ آپ کے ہوں گے"

جان سولیو نے چلا کر کہا:۔

اوہ! افسوس کہ ۲۰ ہزار پونڈ محض ایک اتفاقی حادثہ یا ناگہانی قضیہ کیوجہ سے

یوں برباد و ضائع ہوئے جاتے ہیں۔

فلیاس ۔ اتفاقی واقعہ، یا سانحہ جو کچھ پیش آئے بسر و چشم۔

سولیون ۔ مسٹر فلیاس فوق! مگر ذرا آپے میں آؤ! جو حساب اخبار "مارننگ" میں لکھا ہے وہ کم سے کم لیا گیا ہے۔

فلیاس ۔ ہر کم سے کم مقدار اگر خوبی کے ساتھ استعمال کی جائے تو کافی ہے۔

فلنگن ۔ لیکن اس میں کامیاب ہونے کے لئے پورے حساب کے ساتھ ریل سے جہاز اور جہاز سے ریل پر بہت تیز رفتاری سے سفر کرنا چاہیئے۔

فلیاس ۔ بیشک۔ میں حساب کے مطابق بہت تیز رفتاری سے سفر کروں گا۔

سولیون ۔ دل لگی کرتے ہو، مذاق کرتے ہو!

فلیاس ۔ یہ کیا کہتے ہو؟ شرط ہو چکی تو پھر دل لگی کیسی؟ جب بات پڑ جاتی ہے تو کوئی شریف الاصل مذاق نہیں کرتا! پھر یہی کہتا ہوں جو چاہے میں اُس سے بیس ہزار پونڈ کی شرط کرنے کے لئے تیار ہوں، کہ ۸۰ دن میں یعنی ۹ ہزار بیس گھنٹے میں یا ایک لاکھ ۱۵ ہزار دو سو منٹ میں بلکہ اس سے بھی کچھ کم مدت میں تمام کرۂ زمین کا سفر کروں گا! فرمائیے آپ مجھ سے اتنے دن کی شرائط قبول کرتے ہیں؟"

پانچوں دوستوں نے یکبارگی کہا "ہاں" ہم نے قبول کی۔

فلیاس ۔ بہت خوب! میں بھی قبول کرتا ہوں وہ ڈوور کو جانے والی گاڑی ۸ بجکر ۴۵ منٹ پر چھوٹتی ہے، میں اُسی گاڑی سے سفر کرنا چاہتا ہوں۔

اسٹوارٹ ۔ کیا ہماری شرط اسی رات سے شروع ہو جائے گی!

فلیاس ۔ ہاں اسی رات سے!

اس کے بعد فلیاس فوق نے ایک جنتری جیب سے نکال کر کہا:۔

آج ماہ اکتوبر کی ۵ تاریخ اور بدھ کا دن ہے اس لئے مجھے جنوری کی ۴ تاریخ کو
سنیچر کے دن اس دالان میں موجود ہونا چاہئے ۔ اگر میں اس وقت موجود نہ ہوا تو
بیس ہزار پونڈ میرے "بارننگ بنک" میں جمع ہیں وہ آپ کے ہوں گے اور
یہ اس رقم کی سند ہے ۔
اسی وقت ایک اقرارنامہ لکھا گیا جسپر فلیاس فوق اور اُسکے پانچوں ساتھیوں
نے دستخط کئے ۔
فلیاس فوق اپنے احباب سے رخصت ہو کر دالان سے نکل کھڑا ہوا ۔

چوتھا باب

فلیاس فوق اپنے نوکر پاسپارٹو کو کیونکر حیرت میں ڈالتا ہے ؟
۷½ بجے فلیاس فوق ۲۰ گنی ویسٹ میں جیت کر امنٹ کے بعد اپنے گھر آیا
اور دروازہ کے اندر پہونچا ۔
پاسپارٹو کو جو مشکل اپنے آقا کا دستور العمل حفظ کر چکا تھا اس بے وقت اور پروگرام
کے خلاف آنے پر سخت تعجب ہوا ۔ کیونکہ اس کے دستور العمل میں یہ بے اصولی وہ محال
خیال کرتا تھا ۔ فلیاس فوق کو آدھی رات سے پہلے نہیں آنا چاہئے تھا ۔
فلیاس فوق اپنے کمرہ کے باہر آیا اور آواز دی "پاسپارٹو" پاسپارٹو نے سُنا
مگر کچھ جواب نہ دیا ۔ فلیاس فوق نے اپنی آواز کو بغیر بلند کئے ہوئے پھر "پاسپارٹو"
کہکے پکارا ۔ پاسپارٹو اندر داخل ہوا ۔
فلیاس ۔ میں نے تمہیں دوسری بار آواز دی ہے
پاسپارٹو نے اپنی گھڑی دیکھ کر کہا :-
"لیکن ابھی آدھی رات نہیں ہوئی ہے !"

فلیاس۔ میں جانتا ہوں، اسی وجہ سے تمھیں کوئی الزام نہیں دیتا۔ دس منٹ کے بعد ڈوور جانے والی ریل پر سوار ہو کر ہمکو "کیلے" کی طرف سفر کرنا ہے "
پاسپارٹو کے چہرے پر تعجب و حیرت کی علامتیں ظاہر ہوئیں۔ اُس نے کہا "کیا ہم سفر کریں گے "
فلیاس۔ ہاں تمام کرۂ دنیا کا سفر!
پاسپارٹو اور زیادہ حیران ہوا! اس کی آنکھیں معمول سے زیادہ کھُل گئیں اسکی بھنویں اوپر کو تننے لگیں، اُس کے ہاتھ پاؤں میں لغزش پیدا ہو گئی، اُس نے چُپکے چپکے، ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کہا:۔
"تمام دنیا کا دورہ؟"
فلیاس۔ ہاں تمام دنیا کا دورہ، اور وہ بھی ۸۰ دن میں، ۲۰ ہزار پونڈ کی شرط بدلی ہے۔ اس لئے ایک منٹ بھی ضائع نہ کرنا چاہئے۔!
پاسپارٹو نے بے اختیار اپنا سر ہلا کر کہا:۔
"لیکن میں کچھ سفر کی تیاری نہیں دیکھتا، سامان وغیرہ؟"
فلیاس۔ اسباب کی ضرورت نہیں، صرف ایک دستی بکس کافی ہو، اس میں دو اونی جوڑے اور تین جوڑ جرابیں، اپنے لئے بھی اسی قدر رکھ لو، باقی ضروری چیزیں اور سامان ہم راہ میں خرید لیں گے۔ ہاں میری بارانی اور سفری لحاف بھی رکھ لینا مگر یہ خیال رہے کہ تمھارے بوٹ بہت مضبوط ہوں۔
پاسپارٹو اپنے آقا کے کمرے سے نکلکر اپنے کمرے میں آیا اور کہنے لگا۔
واہ ری قسمت واہ! میں کچھ عرصہ تک آرام کرنا چاہتا تھا، بجائے اس کے تمام دنیا کا سفر کرنا پڑا!
اُس کے بعد اُس نے فوراً اسباب سامان درست کرنا شروع کیا، جو اُس کے

آقا نے بتایا تھا۔ ٹھیک آٹھ بجے اپنے آقا کے حکم کے مطابق اپنا اور اس کا سب سامان بکس میں رکھ کر اس کو ہاتھ میں لئے ہوئے ایک فکرو پریشانی کے ساتھ کمرے سے باہر آیا اور دروازہ بند کرکے اپنے آقا کے پاس پہونچا جو اس کا منتظر بیٹھا تھا۔

فلیاس فوق کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی کتاب تھی جس پر اس نے سفر کی نقل وحرکت کے نشان دے رکھے تھے، پاسپارٹو کے ہاتھ سے اس نے بکس لیکر اُس کے اندر بنک کے نوٹ کا ایک بڑا پیکٹ رکھکر پوچھا:۔

کوئی چیز بھول تو نہیں ؟"

پاسپارٹو۔ نہیں۔

فلیاس۔ بارانی اور سفری لحاف۔

پاسپارٹو۔ یہ موجود ہے۔

فلیاس۔ اچھا اس بکس کو اُٹھاؤ، مگر خیال رکھنا، اس میں بیس ہزار پونڈ کے بنک نوٹ ہیں۔

گویا وہ کاغذ کے ٹکڑے (بنک نوٹ) سب مل کر ایک بڑا سونے کا ڈلا ہو گئے اور ان میں واقعی وزن پیدا ہو گیا۔ کہ یہ الفاظ سنتے ہی پاسپارٹو کے ہاتھ سے وہ بکس چھوٹ کر گر پڑا۔

فلیاس فوق اپنے نوکر کے ساتھ زینے سے اُتر کر مکان کے نیچے آیا اور دروازہ میں قفل لگا کر اپنی راہ لی راستہ میں کرایہ کی گاڑی پر سوار ہو کر ایک دم دونوں اسٹیشن کی طرف روانہ ہوئے۔

۸۔ بجکر ۲۰ منٹ پر اسٹیشن پہونچے، پہلے پاسپارٹو گاڑی سے اُترا، پھر اس کا آقا بھی نیچے اُترا اور گاڑی والے کو کرایہ دیکر رخصت کیا۔ اتنے میں ایک خستہ حال ننگے پاؤں فقیرنی نے، جو ایک چھوٹے سے بچے کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھی فلیاس فوق

سے سوال کیا، اس کا یہ بچہ بالکل ننگا تھا اور روتا جاتا تھا۔ فلیاس فوق نے وہی
بیس پونڈ جو ویسٹ میں جیتے تھے غریب فقیرنی کو دیکر کہا:۔
"نے اے نیک بخت عورت، میں بہت ممنون ہوں کہ تو میری راہ میں آئی"
یہ کہکر اسٹیشن کے اندر آیا، پاسپارٹو اپنے آقا کی اس حرکت پر آبدیدہ ہو گیا،
اور اس کے دل میں اس کی بہت کچھ منزلت بڑھ گئی۔
اسٹیشن کے بڑے دالان میں آکر اُس نے دو ٹکٹ درجۂ اول کے خریدے۔
فلیاس فوق نے پیچھے مڑ کر جو دیکھا تو اسٹیشن پر اس کے کلب والے پانچوں
دوست نظر آئے، جو اُسے رخصت کرنے آئے تھے، فلیاس فوق نے انکو مخاطب
کر کے کہا۔
حضرات! لیجئے میں جاتا ہوں، میرے تمام دنیا کے سفر کا صحیح گواہ میرا پروانہ
راہداری ہوگا۔ جب میں آپ لوگوں کی خدمت میں آؤں گا تو اسپر تمام دنیا کے
مختلف شہروں اور مقامات کے حکام کی مہریں اور دستخط ہونگے اور یہی آپ سب کے
سامنے میرے تمام دنیا کے سفر کا ثبوت دے گا۔
رالف۔ او۔ مسٹر فلیاس فوق اس کی کچھ ضرورت نہیں، ہم آپ کے ذاتی اعزاز
و اعتبار پر بھروسا کرتے ہیں۔
فلیاس۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو خوب کریں گے!
اسٹوارٹ۔ اسے نہ بھولئے گا کہ آپ کو کس دن واپس آنا ہے!'
فلیاس۔ اسی دن کے بعد، یعنی جنوری ۱۸۷۲ء کی ۲۱ تاریخ کو ہفتہ کے دن
۸ بجکر ۴۵ منٹ پر ہم آپ پھر ایک دوسرے کو دیکھیں گے، حضرات خدا حافظ!
۸ بجکر ۴۵ منٹ پر فلیاس فوق اور اُس کا خدمتگار، ریل پر درجۂ اول کے
ڈبہ میں سوار ہوئے اور گاڑی روانہ ہوئی۔

رات تاریک تھی "رم جھم" کچھ پھوار پڑ رہی تھی، فلیاس فوق ایک کونے میں خاموش بیٹھا ہوا تھا، اور پاسپارٹو اس قیمتی بکس کو بغل میں زور سے دبائے بیٹھا تھا، کہ اتنے میں اُس کے منہ سے ایک افسوس کی آواز نکلی فلیاس فوق نے پوچھا :۔

کیا ہوا ؟

پاسپارٹو۔ یہ ہوا کہ .... جلدی ...... اور پریشانی کے سبب سے .... ایک چیز .... بھول گیا ....

فلیاس۔ کیا چیز بھول گئے ؟

پاسپارٹو۔ گیس کا لمپ گل کرنا۔ جو میرے کمرے میں رکھا تھا۔

فلیاس۔ بھئی اب کیا ہو سکتا ہے ؟ واپس آنے تک وہ تمھارے حساب میں جلتا رہے گا۔

پانچواں باب

فلیاس کی روانگی کے بعد لندن میں کیا کیا خبریں اور کیا کیا خیالات پھیلتے ہیں ؟

فلیاس فوق جبوقت ۸۰ دن میں تمام دنیا کا دورہ کرنے کے لئے نکلا ہی تو یقیناً اُس نے اپنے دل میں یہ کچھ نہیں سوچا تھا کہ روانگی کے بعد اس کا یہ عزم سفر لندن میں کیا کیا خیالات پیدا کرے گا ؟

پہلے تو اس بڑی بھاری شرط نے جو دوستوں میں ہو گئی، رفارم کلب کے ممبروں ہی میں ایک خاص تاثیر بھر دی، پھر اسی وقت نامہ نگاروں کے ذریعہ سے کلب کے باہر نکلکر لندن کے اخباروں تک پہونچی۔ پھر وہاں سے لندن کے باشندوں بلکہ تمام انگلستان میں شائع ہو گئی۔

انگلستان کے لوگ خاص طور پر، ہار جیت کی شرط اور بازی کے بہت شائق ہیں چنانچہ فلیاس فوق کے "اسّی دن میں تمام کرۂ زمین کے سفر" کا مسئلہ لندن کے تمام لوگوں میں معرض بحث بنا ہوا تھا، اور ہر طرف اس شرط پر شرط بازوں کا ہجوم نظر آنے لگا۔ بعض لوگ فلیاس فوق کے طرفدار تھے، اور بعض اس کی ناکامی کے مدعی ہو کر کہتے تھے کہ یہ "سفر محال ہے"۔

اس مباحثہ پر دونوں فریقوں میں فلیاس کی کامیابی و ناکامی کے مدعیوں نے بڑی بڑی رقموں کی شرطیں لگائیں۔

اخبارات، ٹائمس، اسٹنڈرڈ، مارننگ اسٹار، اور مورنیک کرانیکل، فلیاس فوق کی ناکامی کے مدعی تھے، صرف اخبار "ڈیلی ٹیلیگراف" فلیاس فوق کی کامیابی کی طرفداری میں بہت مؤثر اور نتیجہ خیز مضامین لکھتا تھا۔

بعض فلیاس فوق کو مجنون خیال کر کے ایسے دیوانے آدمی سے شرط بدنے پر کلب کے ممبروں کی توہین وحقارت کرتے تھے۔ اس وجہ سے فلیاس فوق کی کامیابی کے طرفدار رفتہ رفتہ کم اور کمزور ہوتے چلے گئے۔ اس عرصہ میں اخبار "الوسٹ لندن" نے فلیاس فوق کی تصویر شائع کی۔ اسوقت اکثر عورتیں فلیاس فوق کی کامیابی کو لازم سمجھنے لگیں۔ کیونکہ فلیاس فوق صورت اور جسمانی ساخت کے لحاظ سے ایک نہایت متین و دلپذیر، جوان رعنا تھا، یہ عورتیں اکثر اخبار "ڈیلی ٹیلیگراف" دیکھنے والیاں تھیں۔

جاگرفی سوسائٹی (جغرافیہ والوں کی ایک انجمن نے) اکتوبر کی ملیس تاریخ کو اس مبحث پر ایک لمبا چوڑا رسالہ شائع کر کے فلیاس فوق کی ناکامی کے بہت کچھ دلائل بیان کئے۔ اس سے ہر شخص سیاح مذکور کے خلاف ہو گیا اس سوسائٹی نے لکھا کہ:-

اس مقصد میں کامیاب ہونے کے لئے سیاح کی روانگی اور ہر جگہ ریلوں اور جہازوں کے معینہ وقتوں پر ان کی گھڑیوں کے لحاظ سے پہونچنا ضروری ہے اور یہ برابری محال ہے، ہم فرض کئے لیتے ہیں کہ یورپ کی ریلوں کے اوقات اور ہر جگہ میل میں کوئی فرق نہ ہو لیکن دریائی سفروں میں اس برابری کا اور تین دن میں ہندوستان سے، سات دن میں امریکہ سے، برابر گذر جانے کا کون دعوی کرسکتا ہے؟ کیا ریل کی کوئی مشین خراب ہونے کا احتمال نہیں رکھتی؟ کیا ہندوستان کی برسات کا سیلاب کسی پُل یا ریلوے لائن کو ایک معقول مسافت تک غرقاب نہیں کرسکتا؟ کیا برف کے طوفان اور امریکہ کی ریلوے لائن پر برف کا جم جانا، ہفتوں ایک سیاح کے لئے مانع راہ نہیں ہوسکتا؟ خاصکر اس راہ میں وحشیوں کے حملہ کرنے کا خوف بھی موجود ہے! جاڑوں میں جہازوں کی حرکت اکثر ہوا اور طوفانوں کی تابع ہوتی ہے، ایک معمولی دیر بھی سیاحت کی کامیابی کی امیدوں کو بالکل مٹا دیتی ہے۔ اگر فلیاس فوق کی ایک گھڑی بیکار گئی اور وہ روانگی جہاز کے معینہ وقت پر نہ پہونچا اور جہاز چلا گیا تو کیا اُسے دوسرے ہفتہ تک ڈاک کے جہاز کا انتظار نہ کرنا پڑے گا، اسی لئے، اتنی تھوڑی تاخیر بھی فلیاس کی آرزوئے کامیابی کو مٹانے کے لئے کافی ہے۔

اس مضمون نے ملک میں بہت بڑا اثر پھیلا دیا فلیاس فوق کے تمام طرفداروں کو ایک دم نیچا دیکھنا پڑا، اور ہر شخص اُس کی کامیابی سے مایوس ہوگیا، صرف ایک شخص تھا جو اب بھی فلیاس فوق کی حمایت و تائید نہایت زور کے ساتھ کر رہا تھا، یہ شخص المیر مول، نامی ایک بڈھا ضعیف، فالج زدہ، عالی خاندان، اور بڑا دولتمند لارڈ تھا، جو بیماری کی بدولت اپنی آرام چوکی سے بھی نیچے نہیں اُتر سکتا تھا، تاہم تمام دنیا کی سیاحت کے امکانی ہونے کا اس قدر شیفتہ تھا کہ ہر دم اور ہر لحظہ اپنی تمام

دولت و ثروت اس راہ میں صرف کرنے کو تیار تھا، یہاں تک کہ اسی دن میں نہیں بلکہ دس برس میں اس سفر کو پورا کرنے پر خوش تھا، اس لارڈ نے فلیاس فوق کی کامیابی پر پانچ ہزار پونڈ کی شرط بدی تھی، اور جو شخص اُس سے شرط بدنا چاہتا تھا وہ فوراً آمادہ ہوجاتا تھا اور جب کوئی اُس سے فلیاس فوق کی ناکامی پر دلائل بیان کرتا تو وہ جواب میں یہ کہدیتا تھا۔

میں نے مانا کہ یہ کام قوت سے فعل میں نہ آئے، تاہم ایک قابل تعریف عزم اور ایک بڑی عالی ہمتی کا کام ضرور ہے۔ میں صرف اس کا شکرگذار ہوں کہ اتنے بڑے کام کی نہایت قابل قدر بیش قدمی پر کسی دوسری قوم کا آدمی نہیں بلکہ ایک بہادر انگریز آمادہ ہوا ہے

فلیاس فوق کی روانگی کے بعد اسی دن میں روے زمین کے سفر کا مسئلہ اس طرح معرض بحث بنا ہوا تھا، لیکن اُس کی کامیابی کے مؤید روز بروز کم ہوتے جاتے تھے یہاں تک کہ فلیاس فوق کی روانگی کے سات دن بعد ایک ایسی خبر شائع ہوئی جو یک بیک فلیاس فوق کے تمام طرفداروں کے ٹھنڈے پڑجانے کا سبب ہوگئی، کیونکہ اس روز کے بعد ہی لندن پولیس کے صدر دفتر نے ایک تار پایا، یہ تار خفیہ پولیس کے اُن لوگوں میں سے ایک شخص کا تھا، جو بنک کے چور کی گرفتاری کے لئے چاروں طرف بھیجے گئے تھے۔ تار۔

از سوئز

بخدمت صدر دفتر پولیس لندن۔

بنک کے چور فلیاس فوق کا میں تعاقب کر رہا ہوں، اُسکی گرفتاری کا حکم میرے نام فوراً بمبئی روانہ کر دیجئے۔

"خفیہ فیکس"

۲۲ - اکتوبر ۱۸۷۲ء

اس تار کا اثر بہت جلد بجلی کی طرح سب میں پھیل گیا۔ بیچارہ فلیاس فوق جسنے
اپنی تمام عمر نیکنامی کے ساتھ بسر کی تھی، بنک کا چور بن گیا۔
فلیاس فوق کی تصویر بھی اُس چور سے بہت مشابہ تھی جو چوری کے دن بنک
میں دیکھا گیا تھا۔ اس کا مخفی طرز زندگی اس ناگہانی سفر کے ساتھ مل کر اور بھی شتبہ
نظروں سے دیکھا جانے لگا۔ اور کامل طور پر یہ احتمال یقین کو پہونچ گیا کہ یہ شخص محض
پولیس کے پنجہ سے اپنا دامن بچانے کے لئے اسّی دن میں تمام روے زمین کی سیاحت
کا بہانہ کر کے لندن سے بھاگا ہے۔

چھٹا باب

فکس خفیہ پولیس کہاں نہایت درجہ بے صبر و بے قرار ہوتا ہے۔
اب دیکھیے کہ فلیاس فوق کے متعلق، یہ تار سویز سے لندن کیونکر پہونچا۔
جس وقت لندن بنک میں پچپن ہزار کے نوٹ کی چوری ہوئی تھی۔ اسیوقت لندن
صدر دفتر پولیس نے چور کے تعاقب کے لئے ہر طرف خفیہ پولیس بھیجدی تھی، انھیں
میں سے ایک شخص، فکس نامی سویز کے بندرگاہ پر مامور تھا۔
فکس نے لندن پہونچتے ہی بندر کے انگریزی قنصل (سفیر) سے مل کر اپنے کو
متعارف کرایا، اور اپنی تعیناتی سے اس کو اطلاع دینے کے بعد ہر روز بندر کے
کنارہ آتا جاتا رہا۔ اور انگلستان سے آنے والے تمام جہازوں کے مسافروں کا فرداً
فرداً معائنہ کرتا تھا نیز جو حلیہ اس کی جیب میں لکھا ہوا رکھا تھا اُس سے ان
سب کے حلیوں کو ملاتا رہتا تھا۔ دو ایک انگلستان کے جہاز، جو اب تک
سویز پہونچے تھے، اُن میں اُس نے اپنے مطلوب کو نہ پایا۔ ۱۰۔ اکتوبر کو ڈاک کا
"منگولیا" جہاز آنے کو تھا۔

فیکس بہت بے صبری سے دریا کے کنارے والی پتھر کی سڑک پر، جو جہازوں کی گودی تک جاتی ہے بندرسوئز کے مختلف آدمیوں میں ٹہل رہا تھا، جہاز کے آنے کا بہت بے چینی سے انتظار کر رہا تھا، چور کے گرفتار کرنے اور موعودہ رقم انعام حاصل کرنے کی غرض سے اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔

فیکس کو زیادہ دیر انتظار نہ کرنا پڑا۔ دن کے گیارہ بجے تھے کہ عظیم الشان جہاز "منگولیا" کا بڑا آہنی سر (ٹوپ) نظر آیا، اس کی مشین میں پانچسو گھوڑوں کی طاقت ہے، یہ جہاز ہمیشہ انگلستان کی ڈاک ہندوستان اور ہندوستان کی ڈاک انگلستان لاتا لیجاتا۔

جہاز کی چمنی سے دھویں کی ایک نہایت سخت اور بھیانک آواز نکل رہی تھی تھوڑی ہی دیر میں جہاز نے بندرگاہ میں داخل ہوکر لنگر ڈالا۔

اس میں بہت کثرت سے مسافر تھے۔ ان مسافروں میں سے اگرچہ بعض لوگوں نے صرف جہاز کی چھت پر سے شہر کو دیکھ لینے پر اکتفا کی، لیکن زیادہ تر لوگ سیر و تفریح کے لئے خشکی پر اُتر آئے۔

فیکس نہایت کوشش کے ساتھ اپنی خوردبین نگاہوں سے، ہر ایک باہر آنے والے کو دیکھ رہا تھا۔ اتنے میں انھیں مسافروں میں ایک شخص بہت تیز رفتاری اور تلاش کے ساتھ، چاروں طرف متحیرانہ دیکھتا ہوا، اور اپنے آگے کے آدمیوں کو تیزی سے پیچھے چھوڑتا ہوا فیکس کے قریب آیا اور بہت تہذیب کے ساتھ سفارت خانہ کا پتہ اُس سے پوچھا۔

یہ شخص فلیاس فوگ کا خدمتگار پاسپارٹو تھا جس نے فیکس سے سفارت خانہ کو پوچھا اور پروانۂ راہداری (پاسپورٹ) جسے وہ ہاتھ میں لئے تھا دکھا کر کہنے لگا۔

جناب مجھے معاف فرمائیے، میں نے آپ کو بہت تکلیف دی، قنصل (سفیر) کو
پوچھنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ میں اپنے پاسپورٹ پر دستخط کرانا چاہتا ہوں"
"فیکس" اسے سفارت خانہ کا پتہ بتا ہی رہا تھا کہ بے اختیار اسکی نظر پاسپورٹ
پر پڑی، ایک ہی نظر میں اُس نے مالک پروانہ کا حلیہ پڑھ لیا فوق! اسے دیکھ کے
فیکس کو کچھ ایسی غیر معمولی بے چینی اور اضطرابی ہوئی کہ وہ چاہتا تھا چلا اُٹھے، کیونکہ
اُس پاسپورٹ میں جو حلیہ لکھا تھا وہ اُس چور کے حلیہ سے بالکل ملتا جلتا تھا جسکی
اُسے تلاش تھی، لہذا اُس نے پوچھا کہ:-

کیا یہ پاسپورٹ آپ کا ہے؟

پاسپارٹو- نہیں میرے آقا کا ہے-

فیکس- آقا کہاں ہے؟

پاسپارٹو- جہاز پر-

فیکس- یہاں کا قاعدہ یہ ہے کہ پاسپورٹ پر قنصل کے دستخط کرانے اور پاس ہونیکے
لئے پاسپورٹ کے مالک کو بذات خود سفارت خانہ میں حاضر ہونا چاہئے-

پاسپارٹو- افسوس اسکا خود جانا ضروری ہے؟

فیکس- ہاں بہت ضروری ہے- اور یہ محض تمہاری خیر خواہی کے لئے کہتا ہوں
تاکہ پھر تمہیں کوئی زحمت نہ اُٹھانا پڑے، میں خوب جانتا ہوں، تم سفارت خانہ میں بھی
یہی جواب سنوگے- ورنہ تم جانو، تمہارا کام جانے-

پاسپارٹو- جناب کا شکریہ ادا کرتا ہوں، کیا سفارت خانہ کچھ دور ہے؟ یا قریب؟

فیکس- بہت نزدیک ہے!

پاسپارٹو- اگر یہ ہے تو میں اپنے آقا کو لئے آتا ہوں، اگرچہ یہ زحمت اُسے ناگوار
ہوگی مگر مجبوری ہے!

یہ کہہ کے اور فیکس کو سلام کر کے جہاز کی طرف پلٹ گیا۔

فیکس بہت تیزی کے ساتھ سفارت خانہ پہونچا اور قنصل کے اجلاسی کمرے میں آکر خود اس سے کہا:۔

"مبارک ہو! میں نے چور کو پا لیا" "منگولیا" جہاز پر ہے"۔

یہ کہکے پاسپورٹ کا قصہ بیان کیا۔

قنصل نے کہا:۔

قنصل۔ بہت اچھا ہوا۔ میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں، میں بھی ایسے بڑے چور کو دیکھنے کا آرزومند ہوں، لیکن جیسے تم کہتے ہو، در اصل وہ چور ہے تو میں خیال کرتا ہوں کہ وہ یہاں نہ آئے گا۔ کیونکہ "چور جس راستے سے گذرتے ہیں وہ اپنے نقش قدم کو بھی مٹا دیتے ہیں" اس سے علاوہ پاسپورٹ درج کرانا اور اپنا جائزہ دینا بھی مسافروں کے لئے کوئی ضروری ولازمی امر نہیں۔

فیکس۔ جناب والا! اگر یہ آدمی درحقیقت ہوشیار اور چالاک ہے تو ضرور اسی وقت آئے گا۔

قنصل۔ کیا اپنے پاسپورٹ پر دستخط کرلنے کے لئے؟ اسمیں اسکا کچھ فائدہ ہے؟

فیکس۔ ہاں دستخط کرانے کے لئے! کیونکہ پاسپورٹ، سوا اسکے کہ شریف لوگوں کو اذیت پہونچائے اور بدمعاشوں کے لئے کچھ آسانیاں پیدا کردے اور کس مصرف کا ہو؟ ہر محض اس واسطے کہ اپنے کام کو اصول کے موافق بنایا جائے اور دنیا کی آنکھوں میں خاک جھونکی جائے۔ وہ اسی وقت آئے گا لہذا آپ سے متوقع ہوں کہ اُس کے پاسپورٹ کو پاس نہ کریں گے!

قنصل۔ اگر اُس کا پاسپورٹ قانون کے مطابق ہے، تو کیونکر میں پاس نہ کروں گا؟

فیکس۔ میں چاہتا ہوں کہ جب تک اُس کی گرفتاری کا حکم لندن سے میرے

پاس نہ پہونچ جائے، اسوقت تک اُسے سوئز میں روکوں۔

قنصل۔ اسے تم جانو یہ میرا فرض نہیں ہے۔

فیکس کچھ اور کہنا چاہتا تھا کہ کمرہ کا دروازہ کھلا فلیاس فوق اور پاسپارٹو

کو قنصل کا آدمی کمرہ کے اندر لے آیا۔

فلیاس فوق نے اپنا پاسپورٹ قنصل کے سامنے پیش کرکے مختصر طور پر اُسپر

دستخط کرنے کی استدعا کی۔

قنصل پروانہ راہداری کو فلیاس فوق کے ہاتھ سے لیکر غور و خوض سے دیکھنے لگا

فیکس کمرہ کے ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا انکھیوں سے فلیاس فوق کیطرف اس طرح

ٹکٹکی لگائے تھا کہ گویا اپنی دونوں آنکھوں سے اُسے کھا جانا چاہتا تھا۔

قنصل نے پاسپورٹ لیکر خوب اچھی طرح دیکھنے اور پڑھنے کے بعد پوچھا۔

آپ کا نام فلیاس فوق ہے؟

فلیاس۔ جی ہاں جناب!

قنصل۔ کیا یہ آدمی آپ کا خدمتگار ہے؟

فلیاس۔ جی ہاں! یہ پاسپارٹو نام ایک فرانسیسی ہے۔

قنصل۔ آپ لندن سے آرہے ہیں؟

فلیاس۔ ہاں۔

قنصل۔ کہاں کا قصد ہے؟

فلیاس۔ بمبئی کا!

قنصل۔ بہت اچھا! لیکن پاسپورٹ کو درج کرانا کچھ ضروری و لازمی نہیں ہے۔

فلیاس۔ جناب میں جانتا ہوں مگر یہ چاہتا ہوں کہ آپکے دستخط کو سوئز سے گذرنیکے

ثبوت میں پیش کرسکوں۔

قنصل۔ بہت اچھا جناب!

قنصل نے پاسپورٹ کو رجسٹر میں درج کرکے اُس کی پشت پر دستخط کئے اور اپنی مہر لگا کر فلیاس کو واپس دیدیا۔

فلیاس نے پاسپورٹ درج کرانے کی فیس دیکر، ترش روئی کے ساتھ حاضرین کو سلام کیا اور کمرہ سے باہر چلا آیا۔

فیکس نے قنصل سے پوچھا کہ:۔

کہئے آپ نے کیسا پایا؟

قنصل۔ بہت معزز آدمی معلوم ہوتا ہے۔

فیکس۔ ہاں بظاہر وہ ایسا ہی ہے۔ لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ وہ کتنا بڑا بدمعاش ہوگا؟ اس کا خدمتگار بے وقوف آدمی نظر آتا ہے، خصوصاً اس لئے اور بھی کہ وہ فرانسیسی ہے۔ اُسے باتوں میں لے آنا اور اُس سے کچھ پتہ چلا لینا آسان معلوم ہوتا ہے۔ میں اُس کا تعاقب تو کروں دیکھوں کیا ہوتا ہے۔ خدا مددگار ہے

فلیاس فوق نے سفارت خانہ سے نکل کر پاسپارٹو کو کچھ چیزیں خریدنے کا حکم دیا اور خود سیدھا جہاز پر جا کے اور اپنے کمرے میں آکے سفر کی نوٹ بک کتاب یادداشت دیکھنے لگا۔ اس میں اس کی سیاحت سفر کی یادداشت اس طرح درج تھی۔

ساتواں باب

پاسپارٹو کہاں ضرورت سے زیادہ باتیں بتاتا ہے

لندن سے روانگی	۱۵۔ اکتوبر	یوم چہارشنبہ، شام کے ۸ بجکے ۴۵ منٹ پر	
پیرس پہونچنا	۱۶۔	"	" پنجشنبہ، صبح، ۷ بجکر ۲۰ منٹ پر
پیرس سے روانگی	۱۶	"	" صبح، ۸ بجکر ۴۰ منٹ پر

ٹورن پہونچنا	۱۷۔ اکتوبر	یوم جمعہ،	صبح	۶ بجکر ۲۰ منٹ پر
ٹورن سے روانگی	۱۷ اکتوبر	״ ״	صبح	۷ بجکر ۲۰ منٹ پر
برنڈیزی پہونچنا	۱۸ ״	یوم شنبہ	صبح	۴ بجکر ۳۰ منٹ پر
منگولیا جہاز پر سوار ہونا	۱۸ ״	״ ״	شام	۵ بجکر ۲۰ منٹ پر
سوئز پہونچنا	۲۲ ״	یوم چہارشنبہ		۱۱ بجکر ۲۰ منٹ پر

گویا سوئز تک ۱۶۸ گھنٹے ۳۰ منٹ یعنی $6\frac{1}{2}$ دن صرف ہوئے تھے، فلیاس فوق نے آغاز سفر یعنی ۱۵ اکتوبر سے انتہائے سفر یعنی ۳۰ جنوری تک کے مہینوں، دنوں گھنٹوں کو جس یادداشت کی کتاب میں درج کر لیا تھا، اسی میں اوپر کے صرف شدہ ایام کو جمع کر کے دیکھا کہ اُس میں تخمینی حساب سے جو اسی دن میں تمام عالم کی سیاحت کے لئے لگایا گیا ہے، نیز جس تخمینی حساب کے بھروسہ پر شرط بدی ہے، اور اس زبردست کام کی ہمت باندھکر پیش قدمی کی ہے، نہایت ٹھیک اور بالکل برابر آیا ہے یعنی اپنے حساب لگائے ہوئے دنوں اور گھنٹوں کے حساب سے نہ وہ کچھ فائدہ میں ہے اور نہ نقصان میں محض اسی خیال سے کہ جو یادداشت اُس نے اپنے سفر کیلئے مرتب کی ہے اس میں اور اس تخمینی حساب کے مقابلہ میں جسپر شرط بدی ہے، اب اپنے عمل اور اصلی حساب کو درج کر کے پھر اُس باقاعدہ، مرتب یادداشت سے معلوم کر سکے کہ کچھ نفع میں ہے یا نقصان میں، یعنی پیچھے رہ گیا ہے یا آگے بڑھ گیا ہے آج بھی اُس نے اسی یادداشت میں اپنا سوئز پہونچنا درج کر کے دیکھا کہ اسوقت تک کچھ کمی بیشی نہیں ہوئی ہے، یعنی ابتک اُس کا سفر شرط والے تخمینی حساب کے بالکل برابر ہے، فلیاس فوق نے اطمینان کے ساتھ صبح کا کھانا اپنے ہی درجہ میں منگوالیا۔ اُس سے فراغت کر کے پاسپارٹو کی واپسی اور جہاز کی روانگی کا انتظار کرنے لگا۔

فکس خفیہ پولیس اپنے معاملہ کی ٹوہ لگانے اور پاسپارٹو کو داؤں پر چڑھانے

کے لئے سفارت خانہ سے نکل آیا تھا، اُس نے دیکھا کہ سڑک پر پاسپارٹو متحیرانہ بیوقوفوں کی طرح ادھر اُدھر دیکھ رہا ہے، اُس نے جھٹ اُس کے برابر پہونچکر کہا۔

میرے دوست کیوں کیا ہے، کیا آپ نے اپنا پاسپورٹ درج کرالیا۔

پاسپارٹو۔ اہا جناب آپ ہیں! شکر گزار ہوں۔ جی ہاں درج ہوگیا۔

فیکس شہر کی سیر کیجئے گا؟

پاسپارٹو۔ ہاں! لیکن اسقدر عجلت کے ساتھ گویا میں عالم خیال میں ہوں! کیا ہم واقعی سوئز میں آگئے ہیں؟ نہیں بھئی!

فیکس۔ ہاں سوئز میں۔

پاسپارٹو۔ یعنی ساڑھے چھ دن میں یورپ سے افریقہ پہونچ گئے! افوہ!

فیکس۔ ہاں سوئز افریقہ میں ہے۔

پاسپارٹو۔ بھائی، بخدا، مجھے یقین نہیں آتا میں خیال کرتا تھا کہ ابھی سرزمین پیرس سے باہر نہ نکلے ہوں گے۔ افسوس اپنے پیارے وطن کو بھی جی بھر کے نہ دیکھ سکا۔ اپنے بڑے شہروں کو صرف ۷۰ منٹ دیکھنے کا موقع ملا وہ بھی اس طرح دیکھا کہ شمالی اسٹیشن پر اُترتے ہی ہم گاڑی پر سوار ہوکر اسٹیشن کی طرف روانہ ہوگئے۔ اس عرصہ میں گاڑی کے پیچھے جو شیشہ لگا تھا اُس سے بجلی کی طرح دیکھا۔ بدقسمتی سے پانی بھی برس رہا تھا، اُس نے اور بھی مبارک وطن کو اچھی طرح نہ دیکھنے دیا۔

فیکس۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کوئی ضروری کام رکھتے ہیں!

پاسپارٹو۔ نہیں مجھے کوئی کام نہیں۔ میرے آقا کا کام ہے۔ واہ خوب یاد آیا، صاحب نے مجھے بوٹ اور ایک جوڑہ کپڑے، (سوٹ) خریدنے کا حکم دیا تھا، کیونکہ لندن میں ہمیں پورا سامان لینے تک کی مہلت نہ تھی۔

فیکس۔ آپ فرمائیں تو میں آپ کو بازار لے چلوں، وہاں اپنی ضرورت کی چیزیں خرید لیں۔

پاسپارٹو۔ جناب کا شکریہ ادا کرتا ہوں، آپ بڑے خوش اخلاق آدمی ہیں۔

دونوں روانہ ہوئے، مگر پاسپارٹو سے چپ نہ رہا گیا وہ برابر باتیں بناتا رہا اور کہنے لگا۔

مجھے جہاز کے وقت کا بھی خیال رکھنا چاہیئے، کہیں وہ روانہ نہ ہو جائے۔

فیکس۔ ابھی بہت وقت ہے۔

پاسپارٹو نے اپنی جیب سے گھڑی نکال کر کہا:۔

ہاں ظہر میں ابھی تین گھنٹے ہیں"

فیکس۔ آپ کی گھڑی کسی قدر سلو (پیچھے) ہے۔

پاسپارٹو۔ یہ کیا آپ فرماتے ہیں؟ میری گھڑی سلو ہو گئی، یہ ممکن نہیں۔ یہ گھڑی میرے دادا سے میرے والد کو اور والد سے مجھے ملی ہے، یہ سال بھر میں پانچ منٹ بھی پیچھے نہیں رہتی۔ یہ گھڑی گویا بالکل کرونو میٹر (ستارہ نما گھڑی) ہے۔

فیکس۔ میری بات سنئے، ضرور پیچھے، کیونکہ آپ کی گھڑی لندن کے ٹائم سے ملی ہے اس لئے سوئز کے ٹائم سے ۲۰ منٹ پیچھے ہے، اپنی گھڑی کو یہاں ملا لیجئے۔

پاسپارٹو۔ یہ آپ کیا فرماتے ہیں، کیا میں اپنی گھڑی کو آگے کر لوں، نہیں، ممکن نہیں،

فیکس۔ اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو آپ کی گھڑی آفتاب کی حرکت کے مطابق نہ ہوگی

پاسپارٹو۔ اس کی فکر آفتاب کو کرنا چاہیئے۔ یہ اس کا قصور ہے نہ میری گھڑی کا۔

پاسپارٹو نے یہ کہکر بہت فخر و عظمت کے ساتھ اپنی گھڑی جیب میں رکھ لی فیکس نے کہا:۔

اچھا بھائی! تو آپ اتنی جلدی لندن سے نکل آئے؟

پاسپارٹو۔ جلدی بھی ایسی کوئی پرندہ بھی نہیں کر سکتا!
فیکس۔ آپ کا صاحب کہاں جا رہا ہے؟
پاسپارٹو۔ ہمیشہ آگے ہی، کرۂ زمین کا پورا دورہ کر رہا ہے۔
فیکس۔ کیا، یعنی تمام عالم کی سیاحت؟
پاسپارٹو۔ ہاں تمام دنیا کی سیاحت بھی کیسی؟ اسّی دن میں بیچارہ ایک شرط کی وجہ سے اس مصیبت و سرگردانی میں پڑا ہے
فیکس۔ کیا بہت مالدار ہے؟
پاسپارٹو۔ اس میں کیا شبہہ، اسوقت اُسکے بکس میں بنک نوٹوں کی ایک بہت بڑی تعداد موجود ہے، راستے میں پیسہ خرچ کرنے کی ذرا بھی پروا نہیں کرتا، یہاں تک کہ اُس نے منگولیا جہاز کے کپتان کو ایک بہت بڑا انعام دینے کا وعدہ کیا ہے کہ اگر وہ جہاز مقررہ وقت سے دو دن پہلے بمبئی پہونچا دے، تو وہ کپتان کو بے چون و چرا ہزار پونڈ انعام دیگا۔
فیکس۔ کیا تم بہت عرصہ سے اس صاحب کی خدمت میں ہو؟
پاسپارٹو۔ نہیں بھئی جس دن وہ روانہ ہونے لگا ہے اسی کی صبح کو ملازم ہوا ہوں۔
پاسپارٹو کی ان باتوں سے فیکس اس نتیجہ پر پہونچ گیا کہ بیشک فلیاس فوگ ہی بنک کے نوٹوں کا چور ہے، اس نے اپنے جی میں کہا کہ "یہ تمام مکر و فریب اور سیاحت عالم کا بہانہ محض اس لئے ہے کہ پولیس کی آنکھوں پر پردہ ڈالے اور پھر لندن واپس آکر مزے سے پچپن ہزار پونڈ اڑا سکے گا"
یہ سوچ سمجھ کے فیکس نے اپنے دل میں یہ طے کر لیا کہ جبتک اُسے لندن سے گرفتاری کا حکم نہ ملے برابر وہ فلیاس فوگ کا تعاقب جاری رکھے اور اسکا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے اور یہی وجہ تھی کہ مذکورہ تار لندن میں بھیجدیا تھا۔

اتنی دیر میں دونوں بازار پہونچ گئے۔ فیکس نے پاسپارٹو کو ایک دوکان پر جہاں اُس کی ضرورت کی تمام چیزیں دستیاب ہو سکتی تھیں، لاکر کہا:-
اس دوکان پر بوٹ، کپڑے، اور جو کچھ آپ چاہیں سب موجود ہیں جو خریدنا ہو جھٹ پٹ خرید لیں۔ اور ہوشیار رہئے کہیں نہ رہ جائیں، بہت دیر نہ کیجئے گا۔ میں بھی اپنے لئے بمبئی کا ٹکٹ خریدنے جاتا ہوں۔ کئی دن سے بمبئی جانے کا قصد کر رہا تھا اب آپ ایسا رفیق سفر مل گیا ہے، جہاز بھی موجود ہے اور مجھے آجکل یہاں کوئی کام بھی نہیں ہے۔ اس لئے میں نے بھی یہ طے کر لیا ہے کہ اسی جہاز پر چلا جاؤں"
پاسپارٹو۔ یہ بہت اچھا ہوگا۔ آپ کی اس بات سے میں بہت شکر گزار ہوا۔ اچھا جلد جا کر ٹکٹ لے لیجئے۔ میں بھی سامان لیکر جہاز پر آتا ہوں
دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ پاسپارٹو اپنی ضرورت کی چیزیں خرید کر جہاز پر آیا تو فلیاس فوق کو اپنی "یادداشت سیاحت" کے مطالعہ میں مشغول پایا۔
چند منٹ کے بعد فیکس بھی جہاز کے ایک کونے میں موجود تھا۔

آٹھواں باب

پاسپارٹو اپنے بوٹ کہاں کھوتا ہے

"منگولیا" جہاز عصر کے وقت روانہ ہوا۔ وہ ساڑھے چار دن میں بحر احمر کو طے کر کے بحر ہند میں داخل ہو گیا۔ اگرچہ کمپنی کے اقرار نامہ کے موافق، منگولیا جہاز کو ۱۶۸ گھنٹے میں بحر ہند طے کرنا چاہئے تھا۔ لیکن فلیاس فوق نے جہاز کے کپتان اور انجنیر انعام کا وعدہ کیا تھا، لہذا وہ کوشش کر رہے تھے کہ مقررہ وقت سے پہلے بمبئی پہونچ جائیں۔ اس لئے انھوں نے انجن کی آگ بھی تیز کر دی اور بادبان

کھولدئے تھے۔

نومبر کی ۲ تاریخ کو ہندوستان کے ساحل دکھائی دینے لگے اور دو گھنٹے کے بعد، کھجور اور جوز کے درخت بھی نظر آنے لگے، جو بمبئی کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے ٹھیک ساڑھے چار بجے، جہاز بمبئی کے بندر میں لنگر انداز ہو گیا۔

جہاز کو کمپنی کے حساب سے ۴ نومبر کو بمبئی آنا چاہئے تھا، مگر وہ دو دن پہلے پہونچ گیا۔ اسی بنا پر فلیاس فوق نے اپنے پروگرام میں دو دن فاضل درج کرلئے۔

جزیرہ نمائے ہندوستان، ایک مثلث نما شکل کا ہے۔ اس کا قاعدہ شمال کی طرف اور نوک جنوب کی طرف ہے۔ اس کا رقبہ ایک ہزار چار سو مربع میل اور دو سو ملین[1] اس کی مردم شماری ہے۔

اس ملک کے بعض مقامات میں بالکل انگریزی حکومت کا قبضہ ہے، چنانچہ کلکتہ بمبئی مدراس، اور بنگال میں ایک ایک گورنر اور آگرہ میں لفٹنٹ گورنر رہتا ہے، لیکن جو حصہ انگریزوں کے قبضہ میں ہے، صرف سات سو مربع میل ہے، جس کی آبادی صرف سو ملین نفوس ہے، اس سے ظاہر ہے کہ ہندوستان پورے طور پر برٹش حکومت کے تصرف میں نہیں آیا ہے، یعنی ہندوستان کے اندرونی حصوں میں ابھی تک کچھ راجہ و نواب اپنی اصلی خود مختاری کے ساتھ باقی ہیں[2]۔

۱۷۵۶ء میں جبکہ اول اول انگریز ہندوستان میں آ داخل ہوئے ہیں، اسوقت سے اب تک، انگریزی اثر و اقتدار روز افزوں ہے۔ اور ہندوستان کی قدیم عادات

---

[1] ایک ملین دس لاکھ کا ہوتا ہے ۱۲

[2] ۱۸۷۲ء ہو میں، جس زمانہ کا یہ قصہ ہے، ہندوستان کی یہی حالت تھی، مگر اب نہیں ہے ۱۲ مترجم

اطوار، رسوم و رواج روز بروز بدلتے جاتے ہیں۔

پہلے نقل و حرکت اور بار برداری و سواری کے ذرائع بیل گاڑیاں، اونٹوں کے قافلے اور ہاتھی وغیرہ تھے، لیکن آج ہر طرف ریلوے لائن پھیلی ہوئی ہے ہندوستان کی سرزمین اس سرے سے لگا کر اُس سرے تک ایک بڑی ریلوے لائن کی بدولت، ایک ہو گئی ہے۔ چنانچہ اُسکے ذریعے سے ۳ دن میں بمبئی سے کلکتہ تک جا سکتے ہیں، لیکن اگر یہی لائن بخط مستقیم سیدھی کلکتہ تک جاتی تو یہ مسافت تین دن سے بھی کم میں طے ہو جاتی، مگر الہ آباد کی طرف اس لائن کے کمان کی طرح خم کھا جانے سے یہ مسافت زیادہ ہو گئی ہے۔

منگولیا جہاز کے مسافر ساڑھے چار بجے بمبئی کے بندر پر اُتر پڑے اُسوقت کلکتہ جانے والی ریل کی روانگی میں صرف چار گھنٹے باقی تھے۔

مسٹر فلیاس فوق بھی جہاز سے اُتر پڑا، اور پاسپارٹو کو کچھ چیزیں خریدنے کا حکم دیکر سخت تاکید کی کہ آٹھ بجے سے پہلے اسٹیشن پر آجائے، اور وہ خود گھڑی کی آواز ٹک ٹک پر، قاعدہ کے ساتھ قدم اُٹھاتا رکھتا ہوا اُس طرف روانہ ہوا۔ جہاں پاسپورٹ درج کئے جاتے تھے۔

بمبئی کی عالیشان عمارتیں مثلاً میونسپلٹی، کتب خانہ (لائبریری)، قلعہ، بندرگاہ مشہور مسجدیں اور اہل ہنود کے مندر کہ اُن میں ہر ایک سیاحوں کے لئے قابل دید ہے، مگر فلیاس ان کو ذرا بھی اپنی خاطر میں نہ لایا۔

فلیاس فوق کو کسی چیز کے دیکھنے کی آرزو نہ تھی، وہ سیدھا آفس میں گیا جہاں پروانہ راہداری چیک ہوتے ہیں اور اپنے پاسپورٹ پر وہاں کی باقاعدہ مہر کرا کے اُلٹے پاؤں ریلوے اسٹیشن پر آیا اور اسٹیشن کے ہوٹل میں جا کر کھانے میں مصروف ہو گیا۔ کھانوں کی فہرست میں ہندوستانی خرگوش کے بریاں پارچوں کا

نام دیکھ کر ہوٹل کے آدمی سے اُسے طلب کیا، مگر ایک، دو لقمے کھانے پر جب اُنہیں خرگوش کے گوشت کا مزہ نہ پایا تو ہوٹل کے خانساماں کو بلا کر کہا۔

کیا خرگوش کا بھُنا ہوا گوشت یہی ہے؟

خانساماں۔ جی ہاں جناب! ہندوستانی خرگوش کا!

فلیاس۔ جس وقت تم نے اسے ذبح کیا ہے اُس نے "میاؤں" تو نہیں کیا تھا؟

خانساماں۔ معاف فرمائیے گا، خرگوش بلی کی آواز کیونکر بول سکتا ہے؟

فلیاس۔ خانساماں صاحب! زیادہ باتیں نہ بنائیے، یہ خیال رہے کہ اگلے زمانہ میں بلیاں ہندوستان میں بہت متبرک اور مقدس شمار کی جاتی تھیں۔ کاش اب بھی اسکی وہی حرمت باقی ہوتی تو سب کے لئے کیا خوب ہوتا! کیوں حضرت ہوتا نہ؟

خانساماں۔ بلیوں کے لئے ضرور اچھا ہوتا، لیکن ....

فلیاس۔ صرف بلیوں ہی کے لئے نہیں، بلکہ مسافروں کے واسطے بھی، جو آپ کے ہوٹل میں کھانا کھانے آتے ہیں بہت بہتر ہوتا، کیونکہ پھر آپ خرگوش کی جگہ بلی کا گوشت پکا کر مسافروں کو نہ کھلا سکتے۔

یہ کہکر اور کھانے کی قیمت دے کر بغیر کھائے ہوئے باہر چلا آیا۔

فیکس جہاز سے اُترتے ہی فوراً بمبئی کے پولیس آفس کیطرف لپکا ہوا گیا اور اپنا فرض منصبی بتا کر جس شخص کا تعاقب کر رہا تھا اُسے پہچنوایا، مگر وہاں سے کوئی ایسا شافی جواب نہیں پایا، جو فلیاس فوق کی گرفتاری کے بارہ میں اُس کے لئے مفید ہوتا۔ کیونکہ لندن سے اُس کی گرفتاری کا کوئی حکم نہیں پہنچا تھا اور بمبئی کا پولیس آفس ایک خفیہ پولیس کے کہتے اور چھوٹے سچے شبہ پر کسی جنٹلمین کی گرفتاری کا اقدام کرنا خلاف قانون خیال کرتا ہے۔

فیکس بہت رنجیدہ ہوا، اُس نے سمجھ لیا کہ وارنٹ (حکم گرفتاری) کا انتظار

کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے، اسلئے اُس نے اپنے جی میں یہ طے کرلیا کہ جب تک فلیاس فوق بمبئی میں رہے گا وہ اس کی نگرانی رکھے گا۔

فکس اس سے بالکل واقف نہ تھا کہ فلیاس فوق بمبئی میں بھی نہ رہیگا، اسلئے کہ پاسپارٹو نے بھی اُس سے کہا تھا کہ غالبًا بمبئی سے آگے نہ جائے گا۔ کیونکہ پاسپارٹو کو خود اپنے آقا کی "سیاحت روئے زمین" کا پورا یقین نہ تھا۔

جسوقت پاسپارٹو اپنے آقا کے ساتھ جہاز سے اُترا تو اُس کے آقا نے اُسے کچھ چیزیں خرید کر اسٹیشن پر آنے کی تاکید کی تھی، اسوقت اُس نے سمجھا تھا کہ صاحب بمبئی میں بھی نہ ٹھہرے گا۔ اس سے آہستہ آہستہ شرط بدنے اور تمام دنیا کی اسّی دن میں سیاحت کرنیکا کچھ یقین آنے لگا، چونکہ وہ محض آرام کرنے کے خیال سے فلیاس فوق کے سلسلۂ ملازمت میں داخل ہوا تھا، لیکن یکایک اس خطرناک سیاحت میں گرفتار ہونا پڑا، اس وجہ سے وہ اس پر ہزاروں لعنتیں اور صلواتیں کہتا ہوا بازار پہونچا اور اپنے آقا کے حکم کے موافق چیزیں خرید کر شہر کے سیر و تماشے میں مصروف ہوگیا۔

جس دن فلیاس فوق اور پاسپارٹو بمبئی پہونچے ہیں۔ اُس دن، وہاں ہندوؤں کا ایک بہت بڑا مذہبی میلا تھا۔ اور بمبئی کے تمام ہندو بہت آرائش و زیبائش کے ساتھ بازاروں اور مندروں میں پھر رہے تھے۔

خیال کرنا چاہئے کہ پاسپارٹو سے مذبذب شخص کو جب ایسا پرشوکت اور عجیب و غریب مجمع نظر آئے گا تو کس قدر حیرت و تعجب کی نگاہوں سے اُس کو دیکھے گا۔

غرضکہ پاسپارٹو اس عجیب و غریب تماشے کو دیکھتا ہوا آہستہ آہستہ اسٹیشن کی طرف چلا جا رہا تھا، راستے میں ہندوؤں کے ایک بہت بڑے مندر کے سامنے سے گذرا ہو جسے "مالبر ہیل" کہتے تھے۔

اس مندر کی آراستگی اور عالیشان عمارت نے پاسپارٹو کو مجبور کیا کہ اُسے بھی

دیکھتا چلے، لیکن بیچارہ پاسپارٹو ہندوستانی معبدوں کے قاعدہ قانون سے ناواقف تھا وہ نہیں جانتا تھا کہ اول تو ہندوستان کے بعض مندروں میں غیر مذہب کے آدمی کا جانا ہی ممنوع ہے، دوسرے جوتے پہنے ہوئے اندر چلا جاتا تو کسی طرح جائز ہی نہیں۔

ہم یہ بات بتائے دیتے ہیں کہ انگریزی حکومت، چونکہ ہندوستان کے لوگوں میں ہر دلعزیزی حاصل کرنا چاہتی ہے، اس لیے جو شخص ان کے مذہبی رسوم میں ذرا بھی تعرض کرتا ہے تو انگریز بہت سخت سزا دیتے ہیں۔

پاسپارٹو جس طرح یورپ کے ایک عجائب خانہ کے اندر چلا جاتا ہے، اسی طرح "مالبرہیل" کے مندر میں بھی گھس گیا، اور برھما جی کے بہت بڑے بت کے سامنے کھڑا ہو کر حیرت کے ساتھ اُسے دیکھنے لگا۔

یکایک چند برہمنوں نے حملہ کر کے اُسے زمین پر گرا دیا اور نہایت سختی کے ساتھ اس کے پاؤں سے بوٹ اُتار ڈالے، اور لات، گھونسہ سے اس کی مرمت کرنے لگے، پاسپارٹو چونکہ بہت قوی آدمی تھا اس نے اپنے کو برہمنوں کے ہاتھ سے چھڑا لیا، اور گھونسوں، مکوں سے دو ایک کو زمین پر گرا کر مندر سے بھاگنے میں کامیاب ہو گیا۔

۸ بجکر ۵ منٹ آ چکے تھے اور ریل کی روانگی میں صرف پانچ منٹ باقی تھے پاسپارٹو نے ننگے سر، ننگے پاؤں، کوٹ پتلون چاک کئے اور ہانپتے ہوئے اپنے کو ریل تک پہونچا دیا، اس نے اپنی خریدی چیزیں بھی کھو دی تھیں۔

فیکس بھی اسٹیشن پر خفیہ طور سے فلیاس فوق کے تعاقب میں لگا تھا، اور چونکہ فلیاس فوق کی روانگی کا حال معلوم کر چکا تھا، لہذا خود بھی ٹکٹ لیکر ایک گوشہ میں بیٹھا ریل کی روانگی کا منتظر تھا۔

پاسپارٹو نے فیکس کو نہیں دیکھا تھا، لیکن جس وقت وہ اپنا قصہ فلیاس فوق سے بیان کر رہا تھا تو فیکس اسے اچھی طرح دیکھ رہا تھا اور اس کا سارا قصہ سن رہا تھا۔
فلیاس نے درجۂ اول کے ڈبہ میں سوار ہو کر اپنے خدمتگار سے صرف اسقدر کہا:-
"میں امید کرتا ہوں کہ تم پھر اس طرح اپنے کو نہ پھنساؤ گے!"
ملازم بیچارہ سر جھکائے ننگے سر، ننگے پاؤں اپنے آقا کے پیچھے ریل کے ڈبہ میں داخل ہو گیا۔
فیکس بھی سوار ہونا چاہتا تھا کہ یکایک اُس کے دماغ میں ایک فوری خیال پیدا ہوا وہ اُلٹے پاؤں دوسرے درجہ کے ڈبہ سے (جس کا اس نے ٹکٹ لیا تھا) نیچے اُتر آیا چونکہ فیکس پاسپارٹو کے اس واقعہ کے متعلق انگریزی قانون سے واقف تھا اس لئے اُس نے اپنے دل میں کہا:-
"بہتر یہی ہے کہ میں بمبئی میں ٹھہر جاؤں اور پاسپارٹو سے جو توہین مذہبی عمل میں آئی ہے اسکے پردہ میں دونوں کی گرفتاری کے لئے، قانون کے موافق کوشش اور بمبئی کے پولیس آفس سے الہ آباد کے پولیس آفس کو تار دلواؤں کہ وہاں پہنچتے ہی پولیس ان دونوں کو روک لے پھر خود میں کل کی گاڑی سے ان کے پیچھے روانہ ہو جاؤں"
اس اثنا میں ریل کی انجن نے سیٹی دی اور گاڑی چل کھڑی ہوئی۔

نواں باب

فلیاس فوق کہاں ایک بیش قیمت جانور خریدتا ہے

بمبئی سے ریل ٹھیک وقت پر روانہ ہوئی۔ اس گاڑی میں کچھ سوداگر، کچھ فوجی افسر اور نیز دوسرے مسافر بھی موجود تھے جس ڈبہ میں فلیاس فوق تھا اُس میں

پاسپارٹو کے علاوہ ایک شخص اور بیٹھا تھا۔ ان تینوں کے سوا کوئی اور نہ تھا۔ یہ تیسرا شخص "سر کرومارٹی" نام کا ایک جنٹلمین ہے، جو بنارس جا رہا ہے، اور گورنمنٹ کے کسی دفتر میں ملازم ہے، یہ ایک دراز قد اور زرد بالوں والا پچاس سال کی عمر کا آدمی ہے۔ یہ چونکہ بچپن سے ہندوستان آیا ہے، اس لئے یہاں کے حالات سے پورے طور پر واقف ہے۔

اسکے حالات فلیاس فوق سے دو چار باتیں کرنے پر معلوم ہوئے ہیں سر کرومارٹی بھی فلیاس فوق کے حالات، اُس کے مقصد سفر سے چند ہی باتوں میں ایک حد تک آگاہ ہو گیا ہے۔

اگرچہ سر کرومارٹی منتظر اور چشم براہ تھا، کہ فلیاس فوق اُس سے ہندوستان کے کچھ حالات پوچھے، اور وہ جواب دے۔ لیکن فلیاس فوق نے باہمی تعارف کے چند کلموں کے سوا کچھ بات نہ کی، اور لندن سے یہاں تک جسقدر گھنٹے صرف ہوئے تھے ان کا حساب کرنے کے لئے روزنامچہ میں مشغول تھا، کہ اس روزنامچہ کے حساب سے اب تک تخمینہ سے دو دن فاضل ہیں۔

سر کرومارٹی فلیاس فوق کے حالات اور عجیب و غریب حرکتوں پر بہت متعجب ہوا، اور سیاحت میں بجلی کو مات کرنے والی یہ تیز رفتاری، یہ ادائے خاموشی اور یہ تیور کی ایسی سرد مہری پر کچھ غور کر کے اپنے دل میں کہنے لگا۔

"کیا اس غیر احساس اور بے حس و حرکت قالب میں ایک ایسا متحرک دل ہوگا جو کسی چیز کا احساس رکھتا ہو؟"

سر کرومارٹی کو یہ خیال یوں ہوا کہ اب تک جسقدر جنٹلمین اُسکی نظر سے گزرے انمیں فلیاس فوق کی طرح اُس نے کسی ایک کو بھی اسقدر خشک مزاج، وقت پسند، اور ایسا عجیب الاذکار آدمی نہیں دیکھا وہ اس عجیب و غریب سفر کے حالات سے بھی کچھ واقف ہو چکا تھا، اس لئے اس نے سفر کو ایک قسم کے جنون سے تعبیر کیا، گویا

وہ حریف سیاحت نہیں، بلکہ ایک مشین ہے، جو کرۂ زمین کے گرد دائرہ بنا رہی ہے
پاسپارٹو بمبئی کے برہمنوں کی دھینگا مشتی اور لات گھونسوں کی تھکن سے چور
ہو کر اپنا سفری لحاف اوڑھے نہایت گہری نیند میں پڑا سو رہا تھا۔
اس عرصہ میں ریل "مغربی گھاٹ" پہاڑ کے دامن میں پہونچ چکی تھی سرکروماٹی
نے فلیاس سے کہا:۔
اگر دو سال پہلے آپ یہاں آتے تو مسٹر فلیاس فوق کبھی شرط نہ جیت سکتے
فلیاس۔ کیوں سر مارٹی؟
کروماٹی۔ اس لئے کہ دو سال پہلے ریل یہاں ٹھہر جاتی تھی، مسافر گھوڑوں اور اونٹوں
کے ذریعہ سے پہاڑ طے کر کے، اُس پار ریل پر سوار ہوتے تھے۔
فلیاس۔ اگر کوئی ایسا واقعہ پیش آجاتا تب بھی میرا سفر رُک نہیں سکتا تھا، کیونکہ
میں اس قسم کے موانع، محسوب کرنے کے بعد، شرط باندھ کر، گھر سے نکلا ہوں۔
کروماٹی۔ تاہم جو حادثہ آپ کے خدمتگار پر گذرا ہے۔ اُس سے بھی آپ کے سفر میں
رکاوٹ پیدا ہو سکتی تھی، کیونکہ برٹش حکومت توہین مذہبی کرنے والے کو بہت سخت
سزا دیتی ہے۔ پس اگر آپ کا ملازم گرفتار ہو جاتا، تو..........
فلیاس۔ گرفتار ہو جاتا تو کیا ہوتا، اس کو قید کر دیتے، وہ اپنی سزا کی میعاد پوری
کرنے کے بعد آرام و اطمینان سے یورپ واپس چلا جاتا، اُس کی اس حرکت سے
اُس کے آقا کو کیا تعلق؟
یہ گفتگو یہیں ختم ہو گئی۔ ریل رات ہی میں "مغربی گھاٹ" سے گذر کے
دوسرے دن صبح کو صاف و ہموار میدان کی راہ طے کرنے لگی، پاسپارٹو بیدار ہو کر
اپنے ننگے پاؤں ہونے کے غم میں پڑ گیا۔
ظہر کے وقت ریل برہان پور اسٹیشن پر آدھ گھنٹے ٹھہری رہی مسافروں نے نیچے

اُتر کر کھانا کھایا، یہاں پاسپارٹو نے ایک کامدار چمک دمک کا جوتے کا جوڑا خریدا آدھ گھنٹے کے بعد ہر شخص ریل پر سوار ہو گیا اور گاڑی نے اپنی راہ لی۔

پاسپارٹو کو ابتک بیس ہزار پونڈ کی شرط اور اپنے آقا کی اسّی دن میں تمام دنیا کے سفر کا پورا اعتماد نہیں تھا، لیکن جب اُس نے مسلسل سفر اور برابر آگے روانگی دیکھی تو وہ یقین کرنے پر مجبور ہو گیا۔ جب اُس کے دل نے یہ باور کر لیا تو وہ ایسے مواقع پیش آنے کے خیال سے جو اُس کے آقا کے سفر میں دیر اور رکاوٹ پیدا کرنے والے ہیں کانپ اُٹھا اور جو واقعہ بمبئی میں اُس پر گذرا تھا اُس کی تصویر نظروں میں پھر گئی وہ اس خوف سے کہ خدانخواستہ کہیں اُس کی یہ حرکت اُس کے آقا کی سیاحت میں خلل انداز نہ ہو اپنے اوپر لعنت ملامت کرنے لگا، اس نے اپنے ذہن میں لندن سے لیکر یہاں تک جتنے دن اور جتنے گھنٹے گذرے تھے ان کا حساب لگایا اور خیال کیا کہ جس انعام کا وعدہ صاحب نے "مونگولیا" جہاز کے کپتان اور انجنیر سے کیا تھا، یہاں بھی ریلوے ڈرائیور سے کیا ہوگا۔ حالانکہ ڈرائیور سے کوئی ایسا وعدہ نہیں کیا تھا۔ اس خیال کے ساتھ وہ راستہ بھر اپنے صاحب سے دل ہی دل میں لڑتا جھگڑتا رہا بیچارہ پاسپارٹو یہ نہیں جانتا تھا کہ ریل کے معینہ وقت میں روپے کی قوت سے کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی جس وقت ریل کچھ دیر ٹھہرتی تھی اور وقت زیادہ گزرنے لگتا تو پاسپارٹو اُکتا کر ہزاروں صلواتیں سناتا تھا، کیونکہ اس کی فطری ایمانداری اور صداقت ضمیر مقتضی تھی کہ اُس کا صاحب شرط نہ ہارے۔

شام کے وقت ریل "ڈیوڑ" کے پہاڑوں میں سے گزری دوسرے دن نومبر کی ۲۴۔ تاریخ کو سر کرد مارٹی نے پاسپارٹو سے پوچھا کہ "کیا وقت ہے؟"

پاسپارٹو کی گھڑی ابتک اوقات لندن کے مطابق تھی، اور چونکہ وہ ۱۷۰۵ درجہ مشرق کی طرف بہت آگے نکل آیا ہے اس سے اسکی گھڑی پورے چار گھنٹے

پیچھے ہو گئی تھی۔

مسٹر کرومارٹی نے پاسپارٹو کو ہر چند گھڑی درست کرنے کا مسئلہ سمجھایا کہ نصف النہار کے ہر دائرہ سے گذرنے کے بعد، اپنی گھڑی کو چار منٹ آگے بڑھا لینا چاہئے، لیکن پاسپارٹو نے جو جواب سوئز میں فیکس کو دیا تھا، وہی سر کرومارٹی کو دیکر اپنی گھڑی میں کوئی تبدیلی نہیں کی بلکہ اپنے اصرار پر قائم رہا،

دوسرے دن صبح کو ریل ایک بہت چھوٹے سے اسٹیشن پر ٹھہر گئی، جو ایک جنگل بیابان میں واقع تھا، جہاں ریل کھڑی ہوئی تھی اس جگہ ریل کے مزدوروں کی اور کچھ دوسرے ہندوستانی آدمیوں کی چند جھونپڑیاں پڑی تھیں، ریل کے گارڈ نے بلند آواز سے پکار کر کہا:۔

"تمام مسافر ریل سے اُتر آئیں"

فلیاس فوق نے استفسار کے انداز سے سر کرومارٹی کی طرف دیکھا۔ سر کرومارٹی بھی اس توقف کی وجہ سے واقف نہ تھا، باقی اور مسافر چونکہ اس سے آگاہ تھے وہ ریل کے ٹھہرتے ہی فوراً اُتر کر اپنے اپنے لئے سواریاں بہم پہنچانے لگے

پاسپارٹو نے ریل سے اُتر کے آواز دی کہ۔

جناب من! کیا اس سے آگے ریلوے لائن نہیں ہے؟

سر کرومارٹی نے بھی گاڑی سے اُتر کر ریلوے گارڈ سے پوچھا کہ:۔

کیا بات ہے؟

گارڈ۔ بات یہ ہے کہ اس کے آگے ریل نہیں جاتی

فلیاس فوق نے بھی نیچے اُتر کر اس سے پوچھا!

ہم کہاں ہیں؟

گارڈ۔ موضع کالپی[1] میں!

---

[1] الہ آباد سے پچاس میل کے فاصلہ پر ایک مشہور مقام ہے ۱۲ مترجم اردو۔

فلیاس ۔کیا ریل یہیں رہ جاتی ہے ؟
گارڈ ۔ہاں! کیونکہ آگے لائن تیار نہیں ہے ۔
سرکرومارٹی ۔ یہ کیا کہتے ہو ؟
گارڈ ۔ ہاں ! یہاں سے الہ آباد تک جو پچاس میل کے فاصلہ پر ہے ابھی لائن نہیں بچھائی گئی ہے ۔ الہ آباد سے کلکتہ تک پھر ریل برابر ملے گی ۔
فلیاس ۔حالانکہ اخباروں میں اس لائن کے مکمل ہونے کا اعلان ہو چکا ہے ۔
گارڈ ۔اخباروں نے غلطی کی ۔اگرچہ سڑک بنکر تیار ہو گئی ہے لیکن ابھی پٹری نہیں بچھائی گئی ہے، وہ بھی دو مہینے میں تیار ہو جائے گی ۔
سرکرومارٹی ۔پھر آپ لوگ بمبئی سے کلکتہ تک کا ٹکٹ کیوں دیتے ہیں ۔
گارڈ ۔ٹکٹ اس پچاس میل کا کرایہ وضع کر کے دیا جاتا ہے ، پھر ریلوے آپ لوگوں کو الہ آباد سے کلکتہ تک پہونچا دیتی ہے ۔ تمام مسافر اس سے واقف ہیں اس لئے اسی شرط پر ٹکٹ لے لیتے ہیں ۔

سرکرومارٹی کو بہت غصہ آگیا ۔ اور پاسپارٹو اپنے آقا کے سفر میں یہ رکاوٹ دیکھکر اس قدر تیز ہو گیا کہ چاہتا تھا گارڈ کا گلا دبا دے ۔لیکن فلیاس فوق اسی سکون و اطمینان کی حالت میں تھا گویا کوئی بات ہی نہیں ہوئی ہے ، اس لئے نہایت ہی استقلال کے ساتھ سرکرومارٹی کو مخاطب کر کے کہا :۔

جناب بہتر ہے کہ بہت جلد ہم بھی اپنے سفر کی فکر کریں اور کوئی سواری بہم پہونچائیں ۔
سرکرومارٹی ۔اصل مسئلہ تو یہاں آپ کی تاخیر سیاحت کا ہے ،
فلیاس ۔کچھ ہرج نہیں ، ایسے اسباب کو میں پہلے سے جانتا تھا ،

کرومارٹی۔ شاید آپ اس راستہ کے نامکمل ہونے سے آگاہ نہ تھے؟

فلیاس۔ نہیں! لیکن یہ جانتا تھا کہ آگے یا پیچھے کوئی نہ کوئی مانع پیش آئے گا ضرور، ابھی دو دن بچت میں ہیں۔ اس مہینے کی ۲۵ تاریخ کو کلکتہ سے ہانگ کانگ جہاز جائے گا اور آج ۲۲ تاریخ ہے، اس لئے جہاز کی روانگی سے پہلے ہم کلکتہ پہونچ جائیں گے،

فلیاس فوق کے ایسے سنجیدہ جواب پر جو اُس نے نہایت دلجمعی اور بے پروائی کے انداز سے دیا، سرکرومارٹی کیا کہتا!

جو مسافر ریل سے اُتر چکے تھے، ایک نے دوسرے سے بڑھکر عجلت اور پیش قدمی کی اور جو کچھ بیل گاڑیاں اور سواریاں موجود تھیں، اُن سب کو کرایہ پر لیکر اپنی راہ لی۔

سرکرومارٹی اور فلیاس فوق نے کرایہ پر گاڑیاں بہم پہونچانے کی بہتیرا کوشش کی، لیکن سب بیکار گئی۔ فلیاس فوق نے پیدل چلنے پر کمر ہمت باندھی۔ پاسپارٹو صاحب کے اس ارادہ سے اپنے نہیں، بلکہ اپنے حسین و نازنین جوتے کے خیال سے بہت گھبرایا۔ اتنے میں ایک طرف جنگل میں اُسے ایک ہاتھی نظر آیا، جو ایک ہندوستانی جھونپڑے کے سامنے بندھا تھا اُس نے ہاتھی کو دیکھ کر کہا۔

صاحب! ٹھہرئے، ٹھہرئے! مجھے ایک صورت نظر آتی ہے،

فلیاس۔ وہ کیا صورت ہے؟

پاسپارٹو۔ سو قدم ادھر جنگل میں ایک ہندوستانی کے جھونپڑے کے سامنے ایک ہاتھی کھڑا ہے۔

فلیاس۔ چلو چل کر ہاتھی کو دیکھ لیں۔

پانچ منٹ کے بعد تینوں آدمی، ہندوستانی ہاتھی والے کے جھونپڑے کے پاس پہونچ گئے، جھونپڑے کے اندر ایک ہندوستانی اور جھونپڑے کے باہر ایک بڑا تنومند ہاتھی موجود تھا،

ہندوستانی ان تینوں کو ان کی خواہش کے مطابق اپنے ہاتھی کے قریب لیگیا، ہاتھی مانوس اور غریب تھا، اس کے بڑے بڑے دانتوں سے معلوم ہوتا تھا کہ ہاتھی نر ہے اور ہندوستانی اپنے ہاتھی کو لڑانے کے لئے بنا رہا ہے اس کے بعد اس نواح کے راجہ کے حضور میں پیش کر کے اس سے بہت کچھ روپیہ پیدا کرے گا اس کا نام اس نے "گونی" رکھا ہے)

فلیاس فوق نے ہاتھی کو پسند کر کے اس کے مالک سے کرایہ چکانے کی گفتگو شروع کی، مگر ہندوستانی نے اس کو کرایہ پر دینے سے ایک دم انکار کر دیا۔ فلیاس فوق نے فی گھنٹہ دس پونڈ دینے کو کہا اُس نے قبول نہ کیا، بیس پونڈ کہا، پھر بھی قبول نہ کیا۔ چالیس پونڈ کہے تب بھی وہ نہ مانا! یہ رقم کچھ تھوڑی رقم نہ تھی، کیونکہ اگر پندرہ گھنٹہ میں الہ آباد پہونچ جاتا، تب بھی اپنے مالک کے لئے چھ سو اشرفیاں پیدا کر لیتا،

فلیاس فوق نے کچھ تردد نہ کیا، بلکہ بے کھٹکے اب اس کی قیمت چکانا شروع کی، اور ایک دم ایک ہزار پونڈ لگا دیے، اُس کے مالک نے ہاتھی کو بھی بیچنے سے انکار کیا، فلیاس فوق نے چاہا کہ قیمت میں کچھ اور اضافہ کرے، لیکن سرگروہ ہارڈی نے اسے الگ لیجا کر کہا۔

قیمت بڑھانے سے پہلے تھوڑی دیر تامل فرمائیے تو بہتر ہوگا۔

فلیاس۔ کچھ تامل کی ضرورت نہیں! کیونکہ میں ہزار پونڈ کی شرط کے مقابلہ میں اس کی دونی قیمت بھی مانگے تو میں دینے کو تیار ہوں، پھر بھی کچھ نقصان میں نہ رہوں گا۔

فلیاس فوق نے پھر مالک کے پاس آکر بارہ سو، پھر چودہ سو، پھر اٹھارہ سو، آخر دو ہزار پونڈ تک لگا دیے،

ہندوستانی نے تھوڑی دیر تامل کرکے کہا :۔

میں نے بیچا :۔

فلیاس۔ میں نے خریدا!

اپنے آقا کے اس نقصان پر پاسپارٹو کا رنگ زرد ہوگیا اور سر کرومارٹی کو بھی بڑی حیرت تھی،

سودا ہوگیا، فلیاس فوق نے بکس سے نوٹ نکال کر ہندوستانی کا حساب چکتا کردیا۔ ہاتھی تو فلیاس فوق کی ملک میں آگیا مگر اب ایک ایسے شخص کی ضرورت تھی جو رہبری بھی کرسکے اور فیلبانی بھی، ایک ہندوستانی نوجوان نے آکر اس خدمت کو اپنے ذمہ لے لیا، فلیاس فوق نے پسند کرکے، اُسے بہت کچھ انعام دینے کا وعدہ کیا اور اسی وقت ہاتھی میدان میں لایا گیا، ہندی نوجوان نے جو فیلبانی میں خوب ماہر تھا جھٹ رسیوں اور لکڑیوں سے ہاتھی کے دونوں طرف بیٹھنے کے ہودے بنا لئے اور دو دن کے کھانے پینے کی چیزیں قصبہ کالپی سے خرید لی گئیں،

ہاتھی کے ایک طرف فلیاس فوق دوسری طرف سر کرومارٹی سوار ہ

پاسپارٹو بیچ میں ہاتھی کی پیٹھ پر، اور ہندی نوجوان گردن پر بیٹھ کے سب ٹھیک ۹ بجے روانہ ہوئے،

دسواں باب

ہاتھی کی سواری کا سفر فلیاس فوق کو کیا نتیجہ بخشتا ہے؟

ہندوستانی نوجوان نے ایک قریب ترین راہ اختیار کر کے ہاتھی کو بہت تیزی کے ساتھ بڑھایا،

فلیاس فوق، اور سر کرومارٹی چونکہ ہاتھی کی سواری کے عادی نہ تھے، اس لئے دھچکوں سے بہت تکلیف میں تھے، پاسپارٹو بالکل ہاتھی کی پیٹھ پر تھا اس لئے یہ دھچکے سب سے زیادہ اس پر اثر کر رہے تھے، اس نے دو تین بار کچھ کہنا چاہا، مگر ہر مرتبہ ہاتھی کے ہچکولوں سے اس کی زبان دانتوں میں دب کے بہت زخمی ہو گئی اس پر بھی وہ شعر اشعار پڑھنے اور ہنسی، دل لگی مسخراپن کرنے سے باز نہ رہا جو مٹھائی اس کے پاس تھی وہ کبھی کبھی ہاتھی کی سونڈ میں دے کر اور "گونی" "گونی" کہہ کر ہاتھی سے بھی کھیلتا جاتا تھا۔

دو گھنٹے چلنے کے بعد، ہندی نوجوان نے ہاتھی کو ٹھہرایا اور ایک گھنٹہ تک اس سونڈ والے غریب جانور کو ستانے کیلئے چھوڑ دیا۔ وہیں پانی کا ایک چشمہ تھا ہاتھی نے خوب سیر ہو کر پانی پیا، اور کچھ گیلی سوکھی گھانس کھا کر اپنا پیٹ بھی بھر لیا۔

سر کرومارٹی، اس دم لینے سے بہت خوش ہوا، کیونکہ اس کا سارا بدن ہاتھی کے ہچکولوں سے بہت خستہ ہو رہا تھا، لیکن فلیاس فوق اسی طرح تازہ دم تھا۔ گویا ابھی اپنی خواب گاہ سے اُٹھا ہے۔ سر کرومارٹی نے اس کی طرف دیکھ کر چپکے چپکے ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کہا۔

کیا یہ آدمی لوہے کا بنا ہوا ہے ؟

پاسپارٹو یہ سن کر کہنے لگا :-

نہیں فولاد کا!

اول وقت تھا کہ نوجوان رہنما نے روانگی کا اشارہ کیا، سب لوگ سوار ہوئے اور ہاتھی چل کھڑا ہوا۔

جس سرزمین پر یہ لوگ گزر رہے تھے، بہت غیر آباد اور وحشت ناک تھی، خرموں کے جنگل کی جگہ، بکثرت چھوٹے چھوٹے کانٹوں دار درخت کھڑے تھے، اسکے بعد بیہڑ زمین آئی جو پتھروں اور روڑوں سے نہایت خطرناک و دشوار گذار ہو رہی تھی، ان مقامات پر ابھی تک پورے طور سے انگریزوں کا قبضہ نہیں ہوا ہے یہاں ہندوستان کی بعض وحشی قومیں رہتی ہیں، جو اپنے مذہبی عادات و رسوم میں سخت متعصب ہیں۔ دور سے کبھی کبھی نظر آجاتا تھا کہ یہ لوگ ہاتھی، اور ہاتھی کے سواروں کو سخت کینہ و عداوت کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ نوجوان رہنما چونکہ ان لوگوں کو نہایت خطرناک اور فسادی سمجھتا تھا، اس لئے اپنے کو خود اُن سے ذرا قریب نہیں ہونے دیتا تھا۔

پاسپارٹو کو صرف ایک یہ فکر دامنگیر تھی کہ فلیاس فوق الہ آباد پہونچکر ہاتھی کو کیا کریگا؟ آیا اپنے ساتھ لیجائیگا؟ یہ ناممکن ہے! کیونکہ اگر ہاتھی کو لیجانے کے مصارف اور اس کی قیمت ملائی جائے تو یہ بمقابلہ ہاتھی کے ایک بہت بڑی رقم ہو جائے گی پاسپارٹو نے ہاتھی سے بہت کچھ محبت و انسیت پیدا کر لی ہے، بس اگر فلیاس فوق یہ ہاتھی اُسے دیدے تو وہ کیا کریگا؟ کیا کریگا کچھ نہیں!

شام کے وقت فیلبان ایک ٹیلہ پر ٹھہرا، آج دن بھر میں ان حضرات نے ۲۵ میل مسافت طے کی تھی، اس طرح وہ گویا آدھا راستہ کاٹ چکے ہیں۔

رات کو ہوا سرد تھی اور اسی ٹیلہ پر ایک اُجاڑ مندر تھا، نوجوان رہنمانے آگ جلائی ان مسافروں نے بڑے اشتہا کے ساتھ کھانا کھایا۔ اس کے بعد تھوڑی دیر کچھ باتیں ہونے پائی تھیں کہ سب پر نیند غالب آگئی، فیلبان ہاتھی کے پاس ہی ایک درخت سے لگ کر سوچکا تھا، اب وہ صبح تک جاگ کر نگہبانی کرتا رہا۔ رات کو کوئی حادثہ پیش نہیں آیا، کبھی کبھی شیر کے غرانے کی آواز یا بندروں کا شور رات کے سناٹے میں خلل انداز ہوجاتا تھا، سر کرومارٹی ایک بہت تھکے ماندے سپاہی کی طرح سو رہا تھا، مگر فلیاس فوگ اسی طرح سویا تھا کہ گویا وہ اپنے لندن کے سول روڈ والے مکان میں ہے۔ پاسپارٹو البتہ بہت ڈراؤنے خواب دیکھ رہا تھا، رات کی تاریکی نے اسے پریشان کیا کہ وہ ایک گھبرائے اور ڈرے ہوئے آدمی کی طرح، دو تین مرتبہ سوتے میں بڑبڑایا بھی۔

صبح تڑکے پو پھٹتے ہی یہ لوگ پھر چل کھڑے ہوئے، نوجوان رہبر آج شام تک الہ آباد پہونچ جانے کی امید کرتا تھا۔ بندھیاچل کے آخری دامن میں کسی قدر توقف کیا اور ہاتھی کو آرام پہونچا کر، پھر سب روانہ ہوئے،

ظہر کے وقت ایک نہایت گھنے جنگل میں (درختوں کے سایہ میں) کچھ آرام کیا، مسافروں نے کھانا کھایا۔ اور اپنا راستہ لیا، یہاں سے الہ آباد بارہ فرسنگ[1] باقی تھا، اور ابتک کوئی مانع راہ نہیں پیش آیا تھا، کہ اتنے میں، ہاتھی خود بخود ٹھہرنے لگا۔

سر کرومارٹی نے پوچھا۔ کیا ہے؟

رہبر نے تھوڑی دیر کان لگا کر کہا۔

کچھ آوازیں آرہی ہیں، مگر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کیا ہے؟

ذرہی دیر کے بعد آوازیں زیادہ صاف سنائی دینے لگیں یہ آوازیں ڈھول شہنائی اور ایک مجمع کے شور و غل سے ملتی جلتی تھیں۔ پاسپارٹو خوب کان لگا کر سن رہا تھا

---

[1] تین میل کا ایک فرسنگ ہوتا ہے ۱۲

فلیاس فوق بھی خاموشی کے ساتھ منتظر تھا،

نوجوان رہبر ہاتھی کی گردن سے اسکی سونڈ پر سے، اُتر کر دریافت حال کے لئے جنگل کی طرف لپکا۔ اور چند منٹ کے بعد واپس آکر کہنے لگا:۔

برہمنوں کا ایک بڑا غول ادھر آرہا ہے اسمیں جلد کہیں چھپ جانا چاہئے تاکہ یہ دیکھنے نہ پائیں۔ کیونکہ یہ وحشی لوگ ہیں۔

یہ کہکر ہاتھی کو جنگل کے ایک گوشہ میں درختوں کے ایک جھنڈ میں لیچلا اور سخت تاکید کی کہ کوئی شخص ہاتھی سے نہ اُترے وہ خود بھی اس انداز سے تیار ہو بیٹھا کہ ضرورت ہو تو فوراً بھاگ سکے۔

لوگوں کے شور و غل، ڈھول اور باجوں کی آوازیں رفتہ رفتہ نزدیک ہوتی گئیں عجب عجب طرح کے ہندوانی گیت وغیرہ پڑھنے کی آوازیں باجوں کے ساتھ مل کر ایک عجیب طرح کا غل غپاڑا برپا کر رہی تھیں۔

ذرا دیر کے بعد ہی کوئی ہاتھی سے پچاس قدم کے فاصلہ پر فلیاس فوق اور اسکے ساتھیوں نے برہمنوں کے ایک بہت بڑے غول کو دیکھا کہ بڑی شان و شوکت اور کروفر سے چلا آرہا ہے۔ ہمارے بہادر سیاح پتوں میں اپنے کو اچھی طرح چھپا کر برہمنوں کا تماشا دیکھنے لگے، برہمنوں کا یہ شاندار جلوس اس صورت سے تھا کہ آگے آگے پنڈت لوگ ٹوپیاں اور لمبے لمبے گیروے رنگ کے کُرتے پہنے ہوئے چلے جا رہے تھے، یہ پجاری پنڈت، کچھ عجیب و غریب آوازوں میں پرہیبت اور ڈراؤنے گیت گاتے جاتے تھے، ان کے ارد گرد بہت سی عورتیں اور لڑکے تھے، جو ڈھول، تاشے دف بجاتے ہوئے آرہے تھے، اس غول کے پیچھے ایک بہت بڑی گاڑی تھی جس میں چھ بیل جتے تھے، ایک بت کی مورت تھی، اس بُت کی صورت اژدہے کی ایسی

ا؎ غالباً کالی دیوی کی مورت اس زمانہ میں اژدہے کی ایسی بنائی جاتی ہوگی لیکن موجودہ زمانہ میں اسکی صورت انسانی شکل سے مشابہ بنائی جاتی ہے ۱۲ مترجم اُردو۔

بنائی گئی تھی اور بدہیئت و بدشکل نظر آتی تھی یہ گاڑی اور بیل اور بت کئی کئی تکموں سے رنگے تھے، اور بہت کچھ اسباب و آرائش سے آراستہ تھے، بت کی گردن میں انسانوں کی کھوپڑیوں اور کٹے ہوئے ہاتھوں کے ہار پڑے تھے۔

سر کرو مارٹی نے اس بُت کو پہچان کر کہا:۔

یہ ہندوؤں کی کالی دیوی ہے، جسے یہ لوگ موت و عشق کی دیوی سمجھتے ہیں،

پاسپارٹو۔ موت کی تو بجا، لیکن عشق کی کیونکر؟

رہبر نے فوراً چُپ رہنے کا اشارہ کر کے پاسپارٹو کو خاموش کیا،

اس بت کی گاڑی کے گرد بہت سے برہنہ فقیر چلے جا رہے تھے، جو اپنا جسم زنجیروں سے پیٹتے جاتے تھے اور اُن کے جسموں سے خون بہ رہا تھا،

اس مجمع کے پیچھے ایک نہایت حسین و نازنین عورت بہت قیمتی پوشاک پہنے اور خوب زیور سے آراستہ اپنے گلے میں، ہاتھوں میں، سینہ پر بہت بیش قیمت جواہر پہنے اپنے سبک و نازک جسم کو ایک نفیس و پاکیزہ زرّیں چادر سے سر سے پاؤں تک چھپائے ہوئے عجب انداز بیخودی و مدہوشی کے ساتھ چلی جا رہی تھی، اس طرح کہ کئی ایک خوش پوشاک برہمن اُسے زور سے کھینچ رہے تھے۔

یہ نوجوان نازنین ہندوؤں سے کچھ مشابہت نہیں رکھتی تھی کیونکہ یورپ والوں کی طرح اس کا رنگ گورا چٹا تھا۔ اس مہ جبین کے پیچھے زرہ پوش سپاہیوں کا ایک دستہ تھا جو ہاتھوں میں ننگی تلواریں لئے ہوئے تھے اس دستہ کے پیچھے ایک نہایت پر تکلف و شاندار ٹھٹھری پر ایک نعش لئے جا رہے تھے، یہ ٹھٹھری چند بزرگ صورت، خوش لباس پنڈتوں کے کاندھوں پر تھی، اس کے اردگرد بہت سی عورتیں گھنگھرو بجاتے ہوئے نہایت آراستہ و پیراستہ چلی جا رہی تھیں اور پیچھے پیچھے باجے والوں کے غول اور انکے عقب میں عام رعایا میں سے مردوں اور عورتوں کے غول کے غول چلے جا رہے تھے۔

سرکرو مارٹی نے اس جلوس کو بہت غمگینی کے ساتھ دیکھتے ہوئے رہبر سے پوچھا

کیا یہ ستی ہونے کا جلوس نہیں ہے؟

رہبر نے "ہاں، ہاں" کا (تصدیق کے لئے) سر ہلا کر چپ رہنے کا اشارہ کیا۔

برہمنوں کا یہ مجمع رفتہ رفتہ دور ہوتا گیا، یہاں تک کہ سیاحوں کی نظر سے بالکل

اوجھل ہو گیا، آوازیں بھی دور سنائی دینے لگیں۔

سرکرو مارٹی نے جس وقت رہبر سے پوچھا تھا تو فلیاس فوق نے "ستی" کا

لفظ سن لیا تھا، لہذا اس نے سرکرو مارٹی سے پوچھا کہ:۔

ستی، کیا چیز ہے؟

کرو مارٹی۔ ہندوؤں کی اصطلاح میں "ستی" انسانی قربانی کو کہتے ہیں مثلاً جب

کوئی شوہر مر جاتا ہے تو اسکی بیوی کو بھی اس کے ساتھ زندہ جلا دیتے ہیں یہ خوش اندام

عورت جس کو آپ نے دیکھا، کل صبح سویرے اس نعش کے ساتھ جلائی جائے گی۔

پاسپارٹو۔ ہے ہے! لعنت ہے اس حرکت پر!

فلیاس۔ اور یہ نعش کس کی تھی؟

کرو مارٹی۔ میرا خیال ہے کہ غالباً اس نواح کے کسی راجہ کی ہے۔

رہبر۔ جی ہاں! یہ بندیلکھنڈ کا راجہ ہے۔ جو ابھی تک انگریزوں کے قبضہ میں

نہیں آیا ہے،

فلیاس۔ یہ کیا وحشت ناک عادت ہے؟ آخر یہ عورت اپنی خوشی سے کیوں اپنے

کو زندہ جلوانا پسند کرتی ہے؟

رہبر۔ اور عورتیں چاہے خوشی سے اپنے کو جلانا پسند کرتی ہوں لیکن افسوس ہے

کہ یہ عورت جسے آپ نے دیکھا اپنی خوشی سے جلنے پر راضی نہیں ہے بلکہ

زبردستی لوگ اسے جلانا چاہتے ہیں۔

فلیاس۔ تمھیں یہ کیونکر معلوم ہوا؟

رہبر۔ میں جانتا ہوں، یہ عورت ہندو نہیں ہے، بلکہ پارسی قوم کی ہے، میں بھی اسی قوم کا ہوں اسی وجہ سے اس کے قصہ سے خوب واقف ہوں، نہ صرف میں بلکہ بندیلکھنڈ کا ہر شخص اس قصہ کو جانتا ہے)

کرومارٹی۔ لیکن معلوم تو ایسا ہوتا ہے کہ عورت اپنی خوشی سے جا رہی ہے اور کوئی مزاحمت نہیں کرتی،

رہبر۔ نہیں! بلکہ افیون اور دوسرے نشہ کی چیزوں سے مدہوش کر دیا ہے۔ آپ نے یہ نہیں دیکھا کہ برہمن اُس کے بازو پکڑے ہوئے زبردستی کھینچ رہے تھے،

فلیاس۔ اسے کہاں لئے جا رہے ہیں؟

رہبر۔ "بالاجی" کے مندر میں، جو یہاں سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر ہے، وہاں یہ صبح ہونے تک رہے گی پھر پو پھٹتے ہی اُسے جلا دیں گے۔

پاسپارٹو۔ افسوس ہے ان ملعونوں پر! بخدا اس عورت کے جلائے جانے کا بہت قلق ہے!

کرومارٹی۔ تم نے اس عورت کا پورا قصہ نہ سنایا کہ یہ اپنے جلائے جانے پر کس لئے راضی نہیں ہے؟

رہبر۔ اس عورت کا نام "اعودا"[1] ہے۔ یہ بمبئی کے ایک متمول پارسی سوداگر کی بیٹی ہے، اس نے بمبئی کے یورپین مدارس میں تعلیم و تربیت بھی پائی ہے، انگریزی زبان ایک انگریز کے برابر جانتی ہے، ابھی وہ اسکول ہی میں تھی کہ اس کے باپ نے انتقال کیا، اس کے اعزہ عزیزوں نے بغیر اسکی مرضی کے بندیلکھنڈ کے ضعیف و متمول راجہ سے بیاہ دیا چونکہ یہ لڑکی ہندوؤں کے رسوم و عادات سے واقف تھی، ایک سال پہلے جب راجہ سخت بیمار پڑا پھر

---

(۱) غالباً یہ ہندی نام "اجودھا" کی تحریف ہے آئندہ ہم اسی نام سے اس خاتون کو یاد کریں گے ۱۲

تو محض جلائے جانے کے خوف سے بھاگ کھڑی ہوئی تھی، لیکن اس کے عزیزوں اور رشتہ داروں نے پھر پکڑ کر راجہ کی خدمت میں بھیجدیا، کیونکہ لڑکی کے مرجانے سے یہ لوگ ایک بڑی میراث کے وارث ہو سکتے تھے،

اس قصّہ کے بعد پارسی رہبر ہاتھی کو جنگل سے نکال کر راستہ پر لایا، لیکن فلیاس فوق نے اُسے ٹھہر نیکا حکم دے کر سر کرومارٹی سے کہا۔

فلیاس۔ اگر ہم اس عورت کو چھڑا لیں تو کیا قباحت ہے؟

کرومارٹی۔ ؟ کیا؟ اس عورت کے چھڑانے میں؟!!

فلیاس۔ ہاں، میں اپنے وقت اور وعدہ کے لحاظ سے ابھی بارہ گھنٹے بچت میں ہوں انھیں بارہ گھنٹوں کو اس عورت کی رہائی میں قربان کرتا ہوں!

کرومارٹی۔ حقیقت میں آپ بہت رقیق قلب کے آدمی ہیں، مسٹر فلیاس فوق!

فلیاس۔ ہاں جناب! کبھی کبھی جب اس کا وقت آجاتا ہے!

گیارھواں باب

پاسپارٹو کہاں غیر معمولی جرأت دکھاتا ہے؟

فلیاس فوق کا یہ جذبہ و خیال حقیقت میں بہت جرأت و جسارت چاہتا تھا، بلکہ سراسر ناممکن نظر آتا تھا، فلیاس فوق اس عزم اور اس کی پیشقدمی سے اپنی جان ہلاکت میں ڈال رہا تھا۔ اور اپنی شرط ہار جانے کا خطرہ بھی اُس کے پیش نظر تھا؛ باوجود اسکے بھی اُس نے کوئی تردد نہ کیا۔ خصوصاً جبکہ سر کرومارٹی ایسا رفیق بھی اس کا ہم خیال اور ہم رائے تھا، اب رہا پاسپارٹو وہ بھی وقت پر اس کام کے لئے آمادہ و تیار رہتا اسے اپنے آقا کا یہ خیال و جذبہ بہت پسند آیا اور اپنے آقا کی اس دلی ہمدردی نے اس کی بے حد محبت پاسپارٹو کے دل میں

پیدا کردی۔

اب صرف رہبر رہ گیا، دیکھیں اس کا کیا خیال ہے ؟ سرگرو مارٹی نے اس سے پوچھا :۔

تمھاری کیا رائے اور کیا خیال ہے ؟

رہبر۔ میں بھی پارسی قوم سے ہوں ! یہ عورت بھی پارسی ہے، اس لئے آپ کے ارشاد و حکم کا منتظر ہوں

فلیاس۔ شاباش، جوان !

رہبر۔ لیکن یہ بھی آپ سے کہے دیتا ہوں کہ اگر ہم پکڑے گئے تو یہ لوگ ہم کو نہ صرف جان سے مار ڈالیں گے بلکہ ہمیں بہت کچھ مصیبتیں اور تکلیفیں جھیلنا پڑیں گی۔

فلیاس۔ ہاں یہ معلوم ہے ! تم تو ہاتھی اُدھر بڑھاؤ !

آدھ گھنٹے بعد فیلبان نے مندر سے پانچ سو قدم کے فاصلہ پر ایک جنگل میں ہاتھی لا کر کھڑا کر دیا، اگرچہ یہاں سے کچھ دیکھ نہیں سکتے تھے، لیکن اُن بے حمیت لوگوں کی شور و غل کی آوازیں، برابر ان کے کانوں تک پہونچ رہی تھیں، سب ہمخیال دوستوں نے ہاتھی سے اُتر کے اس غریب بدنصیب عورت کا تذکرہ اور مشورہ شروع کیا۔

"پالاجی" کا مندر، جس میں عورت قید ہے، رہبر نے اچھی طرح دیکھا اور وہ اُس کے کونہ کونہ سے واقف تھا۔

آیا جب سو جائینگے تو کیا مندر کے اندر پہونچنا ممکن ہے ؟ یا دیوار میں نقب لگانے پر مجبور ہوں گے ؟ یہ وہ مسئلہ ہے جو مندر میں پہونچنے پر حل ہوگا اگر جو بات لازمی و ضروری ہے وہ اس مظلوم عورت کو صبح شفق پھوٹنے سے پہلے چھڑا لینا چاہئے، کیونکہ مرگھٹ پر

جانے کے بعد پھر اُس کی رہائی بشری طاقت سے بالکل باہر ہے"۔
غرضکہ شام تک اس قسم کی گفتگو ہوتی رہی، اور جیسے ہی رات نے تاریکی کا پردہ ڈالا یہ سب مندر کی طرف روانہ ہوئے۔
اسی اثنار میں اُن بے حمیت لوگوں کا شور و غل کم ہوتا گیا، اور اُن کے آرام کرنے کا وقت آچلا، اُسوقت جبکہ یہ لوگ اپنی عادت کے موافق افیون بازی سے بیحال ہو گئے ہیں، مندر کے قریب پہونچ جانا بہت آسان نظر آتا ہے۔ پارسی نوجوان نے یہاں بھی رہبری کی خدمت انجام دی اور آگے آگے چلا، دس منٹ کی راہ طے کرنے کے بعد یہ لوگ ایک لکڑی کے قریب پہونچ گئے، یہاں سے اُن بے حمیتوں کی مشعلوں کی روشنی میں وہ ڈھیر صاف دکھائی دینے لگا جو بیکس عورت کے جلانے کے لئے لگایا گیا تھا اور راجہ کی نعش اُسپر رکھی تھی اس لکڑی کے ڈھیر سے سو قدم کے فاصلہ پر مندر دکھائی دے رہا تھا۔ رہبر نے بہت آہستہ سے کہا۔
میرے پیچھے چلے آیئے!
سب نہایت احتیاط کے ساتھ گھانس میں اُسکے پیچھے پیچھے مندر کی طرف چلے ہر طرف خاموشی اور سناٹا چھایا تھا، مگر درختوں کی شاخیں باد نسیم کی اٹکھیلیوں سے ہل ہل کر کبھی کبھی اس طلسم سکوت کو توڑ دیتی تھیں۔
رہبر ایک تنگ راستے کے پاس ٹھہر گیا، جو مندر کو جاتا تھا، مندر کے قریب بکثرت ہندو، مرد اور عورتیں، بچے، بوڑھے، میدان جنگ کی نعشوں کی طرح پڑے ہوئے تھے اور مندر کے ہر دروازہ پر پہرہ والے، ایک ہاتھ میں مشعل اور دوسرے ہاتھ میں ننگی تلوار لئے نظر آتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ کسی دروازہ سے مندر میں داخل ہونا غیر ممکن ہے۔
رہبر یہاں سے آگے نہ بڑھا اور اپنے ساتھیوں کو واپس لے آیا۔

اُس کے ہمراہی بھی اس معاملہ کی دشواری کو سمجھ سوچ کر۔ وہاں سے الگ ہٹ آئے
سرگروہ پارٹی نے کہا :۔
ابھی آدھی رات نہیں ہوئی ہے ہم تھوڑی دیر اور توقف کرلیں کہ چوکیدار سو جائیں۔
رہبر۔ بیشک۔
اس بناپر فلیاس فوق اور اُس کے سب ساتھی ایک بڑے درخت کے
نیچے بیٹھکر انتظار کرنے لگے ۔
حقیقت میں یہ انتظار اُن ہمراہیوں پر نہایت شاق تھا۔ رہبر ہر مرتبہ اپنے
ساتھیوں کے پاس سے اُٹھکر مندر کی طرف جاتا تھا، مگر پہرہ والوں کو بیدار و
ہوشیار دیکھ کر واپس چلا آتا تھا۔
آدھی رات تک اسی صورت سے انتظار کیا، پھر بھی پہرے والے غافل نہوئے
انھوں نے سمجھ لیا کہ اب چوکیداروں کے غافل ہونے کا انتظار فضول ہے لہذا کوئی
دوسری صورت سوچنا چاہیئے، آخر یہ رائے قرار پائی کہ ایک طرف کی دیوار میں نقب
لگاکر مندر میں گھس جائیں، لیکن یہ بھی مشتبہ تھا کہ کہیں مندر کے اندر بھی برہمن اسیطرح
بیدار و ہوشیار رہیں گے یا نہیں! کچھ دیر باہم مشورہ کیا گیا، آخر کار اتفاق کرکے مندر کی
اُس سونی دیوار کی طرف چلے، جیدھر کوئی چوکیدار نہ تھا۔ آدھی رات کے بعد آدھا
گھنٹہ گذر چکا تھا کہ یہ لوگ اس صورت سے کہ کوئی انکو نہ دیکھے، مندر کی دیوار تک
پہونچ گئے۔ اگرچہ مندر کے اس طرف نہ کوئی آدمی تھا نہ کوئی پہرے والا لیکن کوئی
دروازہ یا روشندان یا جھجھری وغیرہ بھی معلوم نہ ہوتی تھی ۔
رات بہت تاریک تھی، چاند چونکہ آخری جھیتہ کا تھا، اسوجہ سے کنارۂ آسمان
کے قریب کبھی کبھی، پردۂ ابر سے اپنا دیدار دکھا کر مُنھ چھپا لیتا۔ جنگل کے بڑے بڑے درختوں
نے رات کی تاریکی کو اور خوفناک بنا دیا تھا۔

اب دیوار کی جڑ میں نقب لگانا ضروری تھا، اس کام کے لئے ان سیاحوں میں سے کسی کے پاس بھی ایک ایک چھری یا خنجر کے سوا اور کوئی اوزار یا ہتھیار موجود نہ تھا۔ مگر شکر کا مقام ہے کہ مندر کی دیوار صرف مٹی اور اینٹوں کی بنی تھی اسلئے اس میں روزن کر لینا کچھ بہت مشکل نہ تھا۔ جب ایک اینٹ کھود کر نکالی جاتی تھی، تو دو تین اینٹیں اور اس کے ساتھ خود بخود گر پڑتی تھیں،

پاسپارٹو اور پارسی نوجوان سخت محنت و کوشش کر رہے تھے کہ ایک آدمی بھر کے نکلنے کی نقب کر لیں۔

کام بہت خوبی سے جاری تھا اور پورا ہونے ہی کو تھا کہ یکایک مندر کے اندر سے ایک آواز آئی، پھر اس آواز پر اور بہت سی آوازیں بلند ہوئیں۔ پاسپارٹو اور نوجوان نے اس کام سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ کیا مندر کے لوگ ہماری نقب زنی سے آگاہ ہو گئے؟ یا کوئی اور حادثہ پیش آیا؟ بہر حال احتیاط ضروری، اور یہاں سے ہٹ جانا لازمی ہے۔ یہی کچھ سوچ کر یہ ایک کی جان بچانے والے مہذب نقب زن دیوار سے دور ہٹ گئے اور پھر درختوں میں آکر چھپ رہے۔ ان کا قصد صرف یہ تھا کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے؟ اگر یہ آوازیں کسی دوسری وجہ سے ہوں گی تو پھر اپنے کام میں لگا لگا دیں گے، مگر ان لوگوں نے دیکھا کہ بہت سے برہمن اور چوکیدار مشعلیں لئے ہوئے اُدھر کی دیوار کی طرف آئے اور تلاش و جستجو شروع کر دی۔

اس اعتماد سے ان لوگوں کو اس قدر افسوس ہوا کہ قابل بیان نہیں کیونکہ مندر میں پہونچنے سے نا امید ہو گئے تھے اور بیکس عورت کو رہائی دینا بہت دشوار ہو گیا تھا۔ آخر غریب ستم زدہ کو اب کیونکر رہائی دلا سکیں گے۔

سر کرومارٹی غصہ کے مارے اپنی بوٹیاں نوچے لیتا تھا، پاسپارٹو کو بھی غصہ سے نہایت جوش آگیا تھا، مگر پارسی نوجوان اُسے ٹھنڈا کر رہا تھا۔ فلیاس اپنی دلی حالت ظاہر کئے بغیر، الگ سکوت وخاموشی کے ساتھ کھڑا تھا اتنے میں سر کرومارٹی نے کہا انسانی ہمدردی کی جسقدر کوشش بھی ہم پر فرض تھی، وہ ہم کر چکے اب کامیابی حاصل نہ ہونا ہمارے انسانی فرض پر کوئی الزام نہیں لگا سکتا۔ اب ہمارے لئے واپس چلنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

فلیاس۔ نہیں ابھی نہ چلیں، ذرا صبر سے کام لینا چاہئے۔ بلکہ جو موقع اسوقت نکل گیا ہے شاید آخری سکنڈ میں حاصل ہو جائے،

کرومارٹی۔ اب آپ کیا اُمید کر سکتے ہیں؟ دو گھنٹے کے بعد آفتاب نکلنے والا ہے

سر کرومارٹی چاہتا تھا کہ فلیاس فوق کا مقصد اس کی آنکھوں سے معلوم کرے کہ اس افسردہ خون انگریز کا کیا ارادہ ہے؟ اور ابتک کیا امید لگائے ہوئے ہے؟

فلیاس کی آنکھوں سے دہشت ناک شعلے نکل رہے تھے آخر وہ کیا سوچ رہا ہے۔

وہ اس خیال میں ہے کہ جب یہ لوگ عورت کو جلانے کے لئے لیچلیں گے تو ان جلادوں پر حملہ کر کے چھڑا لیگا، لیکن یہ خیال جنون کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا!

بہر حال پارسی رہبر نے اپنے ہمراہیوں کو وہاں نہ ٹھہرنے دیا بلکہ پھر اسی جگہ واپس لے آیا۔ جہاں یہ لوگ پہلے تھے، کیونکہ یہاں سے یہ کسی کو نظر نہیں آتے تھے اور خود ستی کے جلوس کی ہر ایک حرکت کو بخوبی دیکھ سکتے تھے۔

پاسپارٹو الگ اپنی جگہ پر درخت کی ایک شاخ سے ٹکا ہوا کچھ عجیب وغریب خیالات میں محو، اور فکر و تردد میں مدہوش ہو رہا تھا۔ یکایک اپنے جی میں کہا یہ کیا دیوانہ پن کی فکر ہے؟ پھر اسی فکر میں ڈوب کر خود بخود بولا ایسا کیوں نہیں ہو سکتا؟

یہ کہکر وہ اُٹھا، ابتک اُسے اپنے ہمراہیوں کے جانے کا علم بھی نہیں ہوا تھا، اب وہ خود درخت سے اُتر کر اپنے ساتھیوں سے مخفی طور پر الگ ہو کر بڑی بڑی گھانس اور نرکل کے جنگل میں گھسکر غائب ہو گیا،

اسی عالم میں گھنٹے گذر گئے۔ آسمان کے کنارے خفیف سی جھلک سفیدی اور روشنی کی ظاہر ہوئی اور وقت آجانے کی خبر دینے لگی۔ انھیں لوگوں میں جو مُردوں کی طرح پڑے ہوئے تھے یکایک حرکت پیدا ہوئی۔ اُنھوں نے ڈھول اور باجے بجانا شروع کر دیے، گیت گانے اور شور و غل مچانے کی آوازیں بلند ہونے لگیں شاید غریب و مظلوم عورت کی قربانی کا وقت قریب آگیا ہے مندر کے دروازے کُھلے اُسکے اندر روشنی نظر آئی، اُنھوں نے دیکھا کہ مظلومہ کو دو برہمن اس کے بازو پکڑے ہوئے باہر لائے غریب افیون کے نشہ سے چور تھی! پھر بھی ایک اضطراری طاقت کے ساتھ اُن ظالموں کے پنجہ سے چھوٹنے کی کوشش کر رہی تھی،

سر کرومارٹی کا دل دھڑ دھڑ کرنے لگا۔ فلیاس فوق کے ہاتھ میں ایک بے اختیاری حرکت پیدا ہوئی۔ اُس نے دیکھا کہ فلیاس فوق اپنے ہاتھ میں ایک برہنہ خنجر لئے ہوئے ہے۔ اس اثناء میں عام لوگ ایک طرف ہٹ گئے اور اس نوجوان دوشیزہ رعنا کو یہ ظالم برہمن لوگوں کے بیچ سے لیکر گذرے۔

دس منٹ کے بعد وہ لکڑیوں کے ڈھیر کے پاس پہونچکر ٹھہر گئے یہ صندل اور عود وغیرہ کی لکڑیوں کا ڈھیر تھا، برہمنوں نے ہر طرف سے دعائیں پڑھنا شروع کیں ساتھ ہی باجے، ڈھول، شہنائیاں، سنکھ وغیرہ زور شور کے ساتھ بجنے لگے۔

عورت کو جو خود ہی اپنے ہوش و حواس میں نہ تھی دو چار آدمی پکڑ کے لکڑیوں کے ڈھیر پر لیگئے اور اُس کے شوہر کی نعش کے پہلو میں لٹا دیا پھر ایک مشعل لا کر لکڑیوں کے ڈھیر میں ایک کونے سے آگ لگا دی، جو گھی اور کئی روغنوں سے تر ہو رہا تھا

تمام لکڑیوں میں فوراً آگ لگ گئی اور شعلے اُٹھنے لگے۔

فلیاس فوق بہت تیزی کے ساتھ خنجر ہاتھ میں لئے ہوئے انبار کی طرف بے تحاشا دوڑا مگر ابھی قریب پہونچنے نہ پایا تھا کہ ایک عجیب وغریب تماشا نظر آیا جسے دیکھکر وہ وہیں رُک گیا۔ تمام لوگوں میں خوفناک اور پرہول صدائیں بلند ہوئیں برہمن اور دوسرے عام لوگ سب کے سب سجدے میں گر پڑے کیونکہ وہ مردہ راجہ جسکی نعش لکڑیوں کے ڈھیر پر رکھی تھی، یکایک ہندوؤں کی کالی دیوی کی کرامت سے زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی اور اپنی بیوی کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کے سر سے اونچا اُٹھا لیا اور ایک مہیب آواز نکالی "سب کالی، کالی" کہکر سجدہ میں گر پڑے وہ نعش عورت کو کاندھے پر اُٹھائے آگ اور دھوئیں میں سے بہت تیزی کے ساتھ انبار سے نیچے اُتری، سب فقیر، پنڈت، برہمن اور عام لوگ سجدہ ہی میں تھے کہ ان میں ہو کر دوڑتی ہوئی بھاگی اور اُن سیاحوں کے پاس آ پہونچی۔

فلیاس فوق اور سر کرومارٹی بہت حیرت کے ساتھ اس کراماتی تماشہ کو دیکھ رہے تھے اور پارسی نوجوان کانپ رہا تھا، لیکن پاسپارٹو کا کسی کو خیال بھی نہ تھا کہ کہاں ہے؟ اور کیا کر رہا ہے؟!

یکایک یہ آواز دی۔

بھاگو! بھاگو! بہت جلد بھاگو!

یہ آواز پاسپارٹو کی تھی۔

اب ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ پاسپارٹو نے سوچا کیا تھا اور کس حیرتناک وغیر معمولی جرأت سے اس نے کام لیا۔

پاسپارٹو جس درخت پر بیٹھا ہوا تدبیریں سوچ رہا تھا اُس سے اُتر کر گھانس اور نرکلوں میں ہوتا ہوا آہستہ آہستہ لکڑیوں کے ڈھیر تک جا پہونچا اور بہت احتیاط

سے اس پر چڑھ کے راجہ کی کفنی کپڑے پہن لئے گویا راجہ کی نعش یہی تھا، جو اپنی بیوی کو آغوش میں دبا کر اس صورت سے اپنے ساتھیوں تک آپہونچا اس کے بعد ہاتھی تک پہونچنے اور بھاگ جانے کے سوا کوئی کام نہ تھا اگرچہ ان لوگوں کے بھاگنے کے بعد برہمنوں پر راز کھل گیا۔ اور اصل حقیقت سے واقف ہوکر انھوں نے بھاگ جانے والوں کا تعاقب بھی کیا مگر انھیں نہ پایا۔

برہمن جو تیر ان لوگوں پر برسا رہے تھے ان میں سے ایک فلیاس فوق کی ٹوپی میں سوراخ کرتا ہوا نکل گیا، اس کے سوا نہ انھیں کوئی نقصان پہونچا اور نہ برہمنوں کو کوئی فائدہ!

بارھواں باب

فلیاس فوق دریائے گنگا کے دلچسپ و پر لطف ساحلی مناظر بغیر دیکھے کیونکر چلا جاتا ہے۔

دوسرے دن صبح سویرے یہ لوگ الہ آباد کے قریب پہونچ گئے! ہاتھی تیزی کے ساتھ چلا جا رہا تھا۔ چنانچہ ظہر سے پہلے الہ آباد پہونچ گئے اور سیدھے ریلوے اسٹیشن پہ آکے اُترے،

جودھا بائی ابتک نشہ سے ہوشیار نہیں ہوئی تھی۔ اسے ویٹنگ روم کے ایک کمرے میں لاکر سلا دیا، پھر فلیاس فوق نے پاسپارٹو کو بازار بھیجکر جودھا بائی کے لئے ایک دو جوڑے کپڑے بوٹ اور ٹوپی منگوائی، بعد ازاں پارسی رہبر کو حسب وعدہ انعام دیکر کہا۔

مہربان من! یہ رقم تم کو بطور اجرت کے دی ہے یہ تمھاری خدمت کا معاوضہ ہے۔ اب میں تمھاری صداقت و دیانت کے صلہ میں، یہ ہاتھی تمکو دینا چاہتا ہوں کیا اسے قبول کرو گے؟

پارسی۔ میرے محترم! آپ کی اس عنایت نے مجھے زندہ کر دیا۔ میرے لئے یہ بہت کچھ مالی فوائد و ثروت کا باعث ہوگا۔

فلیاس۔ یہ تمھاری مہربانی ہے۔ ہاتھی تمھارا ہو چکا، مگر میں اب بھی زیر بار احسان ہوں
پاسپارٹو نے ہاتھی کو رخصت کرتے ہوئے اس کی سونڈ میں مٹھائی دی، ہاتھی نے بھی شکریہ کے طور پر پاسپارٹو کو سونڈ میں لپیٹ کر اُٹھایا اور سر کے اوپر پھرا کر آہستہ سے زمین پر چھوڑ دیا۔

دس منٹ کے بعد ہمارے دوست درجۂ اول کے ڈبہ میں سوار ہوئے اور ریل روانہ ہوئی۔

جودھا بائی کو ابھی ہوش نہیں آیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد آہستہ آہستہ وہ کچھ ہوشیار ہونے لگی جیسے کوئی شخص نشۂ خواب سے بیدار و ہوشیار ہو کر اُٹھتا ہے اسی طرح اُس نے کچھ جمائیاں اور انگڑائیاں لیں، پھر ذرا ذرا آنکھیں کھولیں، اگر یقین بجانب نہ کر کے پھر بند کر لیں وہ سمجھی کہ میں خواب دیکھ رہی ہوں دم بھر کے بعد پوری آنکھیں کھول کر حیرت و خود رفتگی کے ساتھ دیکھنے لگی۔ اور سمجھ گئی کہ یہ خواب نہیں ہے، بلکہ عالم بیداری ہے اور یہ جو کچھ میں دیکھ رہی ہوں خیال نہیں بلکہ حال ہے۔

سر کرومارٹی نے اُس کے پاس آکر نہایت تہذیب سے پوچھا،
میڈم کا مزاج مبارک کیسا ہے؟

جودھا بائی اپنے کو سنبھال کر بیٹھ گئی اور حیرت و تردد کے انداز سے پوچھا
میں کہاں ہوں؟ اور آپ کون لوگ ہیں؟

سر کرومارٹی نے جو کچھ دیکھا اور سنا تھا، سب خاتون سے بیان کر دیا۔ جودھا بائی اپنا یہ حیرت ناک افسانہ شروع سے آخر تک سنکر حیرت میں آگئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

آپ بھی اگر خاتون کا رقت آمیز شکریہ اور ممنونیت آمیز رونا سنتے اور دیکھتے تو یقیناً پاسپارٹو کی طرح زار زار رونے لگتے،

فلیاس فوق نے تمام شکریوں کے جواب میں اسی قدر کہا کہ:-

اس کی کوئی ضرورت نہیں!

جب پاسپارٹو جو دھایانی کو رہا کر کے لایا ہے تو اسکی اس خدمت کے مقابلہ میں بھی فلیاس فوق نے صرف اتنا ہی کہنا کافی سمجھا تھا کہ وہ بہت خوب!"

ریل جب بنارس پہونچ گئی تو سر کرو مارٹی یہاں اپنے دوستوں سے رخصت ہو کر اتر پڑا ریل برابر گنگا کے کنارہ کنارہ چل رہی تھی۔ ریل کی کھڑکیوں سے باہر دیکھا جائے تو قدرتی مناظر اور پر لطف جنگلوں کا عجیب دلکش سین نظر آتا تھا گویا درختوں نے زمردین لباس پہن لیا ہے۔ سرسبز، شاداب اور قسم قسم کی پیداوار سے بھرے ہوئے کھیت آباد گاؤں اور معمور قصبے دلکشا راستے اور سڑکیں دکھائی دیتی تھیں۔ کہیں کہیں دریائے گنگا کے کنارے جو ہندوؤں کی نظر میں مقدس سمجھا جاتا ہے بڑے بڑے جانور جیسے ہاتھی، گینڈے اور بڑے بڑے سینگوں والے بھینسے نظر آتے تھے۔ کسی کسی جگہ ہندو ہوا اور سردی کی کچھ پروانہ کر کے دریا کے کنارے عورت، اور مرد سب یکجا نہا رہے تھے، یہ ہندو بودھ مذہب کے سخت ترین دشمن ہیں اور تین بتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ جنھیں وہ برھما، شیو، بشن، کہتے ہیں۔ ان کے تینوں دیوتا اس ریل کو نہ معلوم کس نظر سے دیکھتے ہوں گے جو اس مقدس دریا کے کنارے آگ اور دھوئیں کے بادل اڑاتی ہوئی اور زمین میں زلزلہ پیدا کرتی ہوئی جا رہی تھی،

جن مناظر کو ہم نے بیان کیا یہ آن کی آن میں آگے بعد دیگرے نظروں کے سامنے آتے اور نکل جاتے تھے،

کبھی کبھی ریل کا دھواں ان مناظر کی زیارت سے مانع آجاتا تھا اور گاڑی اپنی پوری

تیز رفتاری کے ساتھ اُن جنگلی جانوروں کی ہیبت ناک آوازوں کے بیچ سے ہو کر گزر رہی تھی جو اُس سے بھڑک کر چلاتے تھے۔ اسی طرح ریل بنگال کے شہروں اور بھاگلپور مرشد آباد وغیرہ کو پیچھے نہایت سرعت کے ساتھ چھوڑتی ہوئی چار بجے شب کو مشہور کلکتہ کے اسٹیشن پر جا ٹھہری۔ جو جہاز کلکتہ سے ہانگ کانگ کو جاتا ہے اس کی روانگی میں ابھی پانچ گھنٹے باقی ہیں۔

فلیاس اپنے پروگرام یعنی یادداشت سفر کے مطابق لندن سے روانگی کے تیئیسویں دن یعنی ۲۵ نومبر کو کلکتہ پہونچ گیا اور اسی تاریخ کو جمعہ کے دن اُسے یہاں پہونچنا بھی چاہئے تھا اس لئے وہ اپنے پروگرام کے اصل حساب سے کچھ نفع میں ہے نقصان میں نہیں البتہ جو دو دن منگولیا جہاز میں اُسے فاضل ملے تھے وہ موضع کالپی اور الہ آباد کے درمیانی جنگل میں صرف ہو گئے، اگر وہ ضائع نہ ہو جاتے، تو آخر سفر تک وہ دن فاضل رہتے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جودھابائی کی رہائی میں جو دو دن بندیلکھنڈ کے جنگل میں تلف ہو گئے ہیں اُن پر فلیاس فوق کچھ متاسف اور رنجیدہ نہیں ہے۔

تیرھواں باب

فلیاس فوق کے بکس سے کئی ہزار پونڈ کہاں نکل جاتے ہیں؟

ریل کلکتہ کے اسٹیشن پر ٹھہری۔ پہلے پاسپارٹوس کے بعد فلیاس فوق جودھابائی کی بغل میں ہاتھ کا سہارا دئے ہوئے نیچے اُترا۔

جودھابائی ریل ہی پر فلیاس فوق کے حالات اور اسباب سفر سے اطلاع پا چکی تھی اور جو شریفانہ حرکات و اطوار اور فداکاری و ایثار اس شریف انگریز نے جودھابائی کی رہائی میں دکھائے تھے ان سب نے ملکر اس معزز جنٹلمین کی محبت کے احساس خفیف کو

خاتون کے دل میں کچھ اور قوی کر دیا ہے"
فلیاس فوق بھی جودھابائی کے دلسوز حالات اور دردناک داستان سے مطلع ہو چکا ہے اب صرف اُسے ایک ہی فکر ہے کہ جودھابائی کو اپنی سب سے پہلی فرصت میں جہاز پر سوار کر کے ہندوستان کی دہشت ناک سرزمین سے نکال لیجائے جہاں وہ ہر وقت خوف زدہ اور لرزہ براندام رہتی ہے۔

جیسے ہی یہ لوگ اسٹیشن سے باہر نکلے ایک پولیس مین نے قریب آکر کہا۔

کیا مسٹر فلیاس فوق آپ ہی ہیں؟

فلیاس۔ ہاں میں ہوں!

پولسمین۔ اور یہ آپ کا ملازم پاسپارٹو ہے۔

فلیاس۔ ہاں!

پولسمین۔ از روے قانون آپ دونوں ماخوذ ہیں میرے ساتھ چلے آئیے۔

پولسمین کے اس کہنے پر فلیاس فوق کو ذرا بھی پریشانی اور حیرت نہوئی۔ کیونکہ جس نے یہ پیغام اسیری دیا تھا وہ قانون کی طرف سے اس خدمت پر مامور ہے اور ہر انگریز کی نظر میں قانون ہر چیز سے زیادہ قابل احترام ہوتا ہے۔ پھر فلیاس فوق ایسے معزز و شریف انگریز کی نظر میں! لیکن پاسپارٹو نے فوراً اپنی قومی عادت کے موافق بیہودہ بکنا بیکار تکرار و حجت کرنا اور اپنے قید کا سبب پوچھنا شروع کر دیا لیکن فلیاس فوق کے اشارہ پر اسے بھی خاموش ہونا پڑا۔ فلیاس فوق نے صرف اتنا دریافت کیا۔

کیا اس نوجوان عورت کو بھی ہمارے ساتھ آنے کی اجازت ہے؟

پولسمین۔ ہاں! ہمیں اسے منع کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔

پولسمین نے تینوں آدمیوں کو ایک بگھی میں سوار کیا۔ یہ کئی منٹ تک برابر چلتی رہی اس عرصہ میں کسی نے ایک دوسرے سے کچھ بات چیت نہیں کی۔ آخر گاڑی ایک

شاندار عمارت کے پاس ٹھہر گئی۔

پولیس مین اپنے قیدیوں کو نیچے اُتار کر ایک بڑے کمرے میں داخل ہوا جسکے گرد لوہے کا کٹہرہ لگا تھا۔ اور کہا۔

ساڑھے آٹھ بجے آپ کو جج صاحب کی پیشی میں چلنا ہوگا،

یہ کہکر پولیس مین باہر نکل آیا اور قیدیوں کو اندر چھوڑ کر کٹہرے کا دروازہ بند کر دیا

پاسپارٹو نے ایک حسرت و افسوس کے ساتھ کہا۔

اُف! آخر ان آدم سوز برہمنوں نے ہمارا گریبان پکڑ ہی لیا!"

جودھابائی نے فلیاس کی طرف رُخ کر کے کہا۔

میرے محترم! مجھے چھوڑ دیجئے! کیونکہ میری ہی وجہ سے آپ لوگ گرفتار ہوئے اور میں کسی طرح گوارا نہیں کر سکتی کہ میری بدولت آپ کو سفر سے رُکنا پڑے، اور نقصان اُٹھانا پڑے۔"

جواب میں فلیاس فوق نے صرف اسی قدر کہنے پر اکتفا کی "آپ مطمئن رہیں"

پاسپارٹو۔ لیکن جہاز بارہ بجے روانہ ہوجائے گا ہم کیونکر پہونچ سکیں گے؟

فلیاس فوق اُس سے بھی اتنا کہکر چپ ہوگیا "پہونچ جائیں گے"۔

ساڑھے آٹھ بجے دروازہ کھلا پولیس مین اندر آیا اور اپنے قیدیوں کو لیکر ایک بڑے کمرہ میں پہونچا۔ یہ ہال ہندوستانی اور غیر ہندوستانی لوگوں سے بھرا تھا، جو اسی مقدمہ کو سننے کے لئے آئے تھے۔

فلیاس فوق، جودھابائی اور پاسپارٹو ایک بنچ پر بیٹھ گئے۔ جو جج کی کرسی کے سامنے پڑی ہوئی تھی۔ جج ایک پستہ قد، موٹا سا آدمی تھا جو اسی وقت مع اپنے پیشکار (اظہار نویس) کے پیشی کے کمرے میں داخل ہوا اور اپنی حکومت کی ٹوپی میز سے اُٹھا کر سر پر رکھ لی پھر جلدی سے اُتار کر کہنے لگا۔

اوہ! یہ میری ٹوپی نہیں ہے!

پیشکار۔ معاف فرمایئے! یہ ٹوپی میری ہے۔

جج۔ عزیزِ من! اپنے پیشکار کی ٹوپی پہن سکے ہیں کیونکہ ٹھیک اور منصفانہ حکم دے سکتا ہوں؟

یہ کہکر اور باہم ٹوپی بدل کر دونوں اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ پاسپارٹو انتہائے بیقراری کی وجہ سے منھ میں کف بھرلانے کو تھا، اس کی آنکھیں گھڑی کی سوئی پر جمی ہوئی تھیں، جو دیوار پر لگی ہوئی تھی۔ وہ خیال کر رہا تھا کہ گھڑی کی سوئی ریل کی طرح تیز رفتاری کے ساتھ چل رہی ہے۔ جج نے بلند آواز سے کہا:۔

"پہلا مقدمہ"

پیشکار۔ فلیاس فوق؟

فلیاس۔ میں یہیں حاضر ہوں!

پیشکار۔ پاسپارٹو؟

پاسپارٹو۔ میں بھی موجود ہوں!

جج۔ اے ملزمو! عدالت کے اہلکار دو روز سے تمہارے کلکتہ آنے کا انتظار کر رہے تھے،

پاسپارٹو۔ لیکن ہمیں کس جرم میں ملزم قرار دیا ہے؟

جج۔ یہ تمھیں ابھی معلوم ہوا جاتا ہے، مدعی آلیں۔

دروازہ کھلا اور دو تین ہندو برہمن اندر داخل ہوئے۔ اُنھیں دیکھتے ہی پاسپارٹو نے اپنے جی میں کہا:۔

افوہ! یہ بدمعاش بیشک وہی ہیں! یہ وہی ظالم ہیں جو اس نوجوان خاتون کو زندہ جلانا چاہتے تھے!

برہمن جج کے سامنے کھڑے ہو گئے، پیشکار نے فرد قرار داد جرم پڑھی کہ فلیاس فوق اور پاسپارتو کی طرف سے برہمنوں کے ایک مندر کی توہین عمل میں آئی تھی وہ اس میں تحریر تھی۔ جج نے فلیاس فوق اور پاسپارتو سے پوچھا:۔

آپ لوگوں نے سُنا۔

فلیاس۔ ہاں ہم نے سُنا اور ہم اقبال کرتے ہیں۔

جج کیا اقبال کرتے ہیں ؟

فلیاس۔ ہاں میں تسلیم کرتا ہوں، لیکن میں چاہتا ہوں کہ ان تینوں برہمنوں کو بھی اقبال کرنا چاہئے کہ بالاجی کے مندر میں وہ کیا کرنا چاہتے تھے ؟

برہمن فلیاس فوق کی یہ تقریر سُن کر حیرت کے ساتھ ایک دوسرے کا منھ تکنے لگے اور وہ کچھ نہ سمجھے۔

پاسپارتو نے پھر کہنا شروع کیا:۔

ہاں! ہاں! انھیں اعتراف کرنا چاہئے کہ یہ کہیں کہ " بالاجی کے مندر میں ایک غریب عورت کو کیونکر جلانا چاہتے تھے۔

جج نے بھی متعجب ہو کر کہا۔

یہ کیا بات ہے؟ کس عورت کے جلانے کی بابت کہہ رہے ہو؟ بمبئی کے کسی مندر میں بھی کسی عورت کو کوئی جلا سکتا ہے ؟

یہاں بالاجی کے مندر کے متعلق گفتگو نہیں ہے بلکہ یہ بمبئی کے مالیر ہیل کی توہین کا دعویٰ ہے۔

اب تو فلیاس فوق متحیر اور پاسپارتو ہکا بکا رہ گیا اور ایک دوسرے کی صورت دیکھنے لگے۔ یہ بالاجی " کے مندر کا واقعہ پیش آجانے سے بمبئی کے مندر کا واقعہ بھول گئے تھے۔ حالانکہ یہاں گرفتار ہونے اور جج کے سامنے پیش ہونے کی وجہ محض

"مالیربیل" مندر کی توہین ہے، جہاں پاسپار ٹو اپنے بوٹ پہنے ہوئے گھس گیا تھا،
پیشکار نے ایک جوڑا بوٹ، جو میز پر رکھا تھا بتا کر کہا۔
مندر کی توہین کے شاہد یہ اہانت کرنے والے بوٹ ہیں"
جوتوں کو دیکھکر پاسپار ٹو بے اختیار چلا آیا۔
اوہ! یہ میرے بوٹ ہیں!"
ناظرین اب دیکھیں کہ یہ مقدمہ ظہور میں کیونکر آیا ہے۔
بمبئی کے ریلوے اسٹیشن پر جسوقت پاسپار ٹو اپنے آقا سے "مالیربیل" مندر کا قصہ بیان کر رہا تھا، تو سارا واقعہ خفیہ فیکس نے بھی سُن لیا، پاسپار ٹو کی اس حرکت سے فائدہ اُٹھانے اور ان لوگوں کے سفر میں دیر لگانے کی دُھن میں وہ اسی وقت مندر بند کو کے برہمنوں کے پاس پہونچا، انھیں بہت کچھ اُبھارا اور برانگیختہ کر کے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ فلیاس فوق اور پاسپار ٹو پر توہین کا دعویٰ کر دیں اور لالچ دلایا کہ اس دعوے کی بدولت جو رقم جرمانہ وصول ہو جائیگی، وہ سب اُن کے ہاتھ آئے گی اور انھیں جو چند روز کی سزا ملے گی اُس سے خود فائدہ اُٹھائیگا غرض وہ برہمنوں کو خوب خوب پٹیاں پڑھا کر انھیں اپنے ساتھ کلکتہ لے آیا۔
چونکہ فلیاس فوق "پالاجی" کے مندر والے واقعہ کی وجہ سے دو دن جنگل میں رہ گیا، اس سبب سے فیکس نے برہمنوں کو لئے ہوئے کلکتہ پہونچکر اسوقت عدالت میں دعویٰ دائر کر رکھا ہے اور سب فلیاس فوق اور پاسپار ٹو کی آمد کے منتظر بیٹھے ہیں۔
پاسپار ٹو نے عدالت کے چاروں طرف غور سے جو نظر ڈالی تو دیکھا، کہ فیکس ایک کونہ میں کھڑا ہوا تھا اور بڑی بیقراری وانتظار کے ساتھ عدالت کے فیصلہ پر کان لگائے تھا، اور فیکس چونکہ جانتا تھا کہ وہ ان کو ایک روز یہاں روک سکا تو لندن سے گرفتاری کا حکم اُسے پہونچ جائیگا اور وہ بنک کے چور کو پکڑ کر دو ہزار پونڈ حسب وعدہ حق محنت اور

پانچ فیصدی انعام حاصل کریگا چنانچہ اس امید میں وہ بہت بشاش نظر آرہا تھا،
اپنے جوتے شناخت کرتے ہوئے پاسپارٹو کی زبان سے جو کچھ نکلا تھا اُسے جج
نے اقرار جرم قرار دیکر کہا۔
مقدمہ! اقبالی ہے!

فلیاس - ہاں اعتراف ہے!

جج - چونکہ انگریزی حکومت تمام ہندوستان کے باشندوں کے مذہبی رسوم و عقائد
کی سختی کے ساتھ حفاظت کرتی ہے اور پاسپارٹو نام کے ایک شخص نے ہندو مذہب کے
"مالیر ہیل" نامی مندر کی بتاریخ ۲۰ نومبر بمبئی میں توہین کی ہے، لہذا اسے پندرہ روز
قید اور تین سو پونڈ جرمانہ کی سزا دیجاتی ہے اور چونکہ قانون سزا کی بیسویں سزا کے بموجب
آقا اپنے ملازم کی حرکات کا ذمہ دار ہے، اسلئے فلیاس فوق کو بھی آٹھ روز قید اور
ڈیڑھ سو پونڈ جرمانہ کی سزا عدالت ہذا سے دی جاتی ہے"۔
فیکس یہ حکم سن کر اس قدر خوش و شکر گزار ہوا کہ بیان سے باہر ہے کیونکر وارنٹ
پہونچنے کے لئے آٹھ دن اُسے اُمید سے زیادہ ہیں
پاسپارٹو یاس و حسرت میں ڈوبا ہوا تھا، کیونکہ یہ قانونی حکم اس کے آقا کو بالکل
دریائے افلاس میں ڈبوئے دیتا تھا، اور چونکہ فلیاس فوق کی بیس ہزار پونڈ کی موجودہ
دولت محض اس تاخیر سے برباد ہوئی جاتی تھی، اسی وجہ سے وہ اپنے کو ہزاروں ملامتیں
کرتا تھا کہ اس مصیبت کا سبب واحد محض اس کی حماقت اور بیوقوفی ہے۔
لیکن فلیاس فوق اپنی اسی متانت و سنجیدگی کی حالت میں نظر آتا تھا، گویا
نہ کوئی حکم صادر ہوا ہے اور نہ کچھ اس نے سنا ہے،
پیشکار دوسرا مقدمہ پیش کرنا چاہتا ہی تھا کہ قانون داں فلیاس فوق نے اُٹھکر کہا
قانون کی تو اسی دفعہ کی بنا پر عدالت سے میں اپنے حقوق چاہتا ہوں، وہ یہ کہ ابھی

ہم سے ضمانت لے لیجائیے، اس کے بعد جب کبھی فرصت ہوگی تو ہم اپنی سزائے قید
پوری کر کے رقم ضمانت واپس لیں گے۔"

جج۔ ہاں قانون نے آپ کو یہ حق ضرور دیا ہے آپ کو اختیار ہے چاہے قید منظور کریں
یا ایک ایک ہزار پونڈ کی ضمانت دیں!

فلیاس۔ میں ایک ایک ہزار پونڈ ضمانت کے پیش کرتا ہوں،
یہ کہکر دو ہزار پونڈ کے نوٹ بکس سے نکال کر جج کے سامنے میز پر رکھدئے۔

جج۔ بہت خوب! جس وقت آپ اپنی سزا کی میعاد پوری کر دیں گے یہ رقم آپ کو واپس
دیدی جائے گی، جائیے اب آپ آزاد ہیں۔

فلیاس فوق چودھایائی کے بازوں میں ہاتھ دئے ہوئے عدالت سے باہر آیا!
اور پاسپارٹو بھی اُن کے پیچھے چلا، مگر پھر اُس نے فوراً ہی پلٹ کے عدالت سے کہا۔
کچھ نہ بن پڑا تو میرے بوٹوں ہی کو آپ نے قید کر لیا!
حاکم نے پاسپارٹو کے اس فقرہ پر مسکرا کے بوٹ اس کو دیدئے۔
پاسپارٹو نے بوٹ لے لئے اور خوب کس کے اُن پر ایک گھونسا رسید
کر کے کہا:۔
او منحوس بوٹو! یہ ساری آگ تمھاری لگائی ہوئی ہے، تمھارا ایک ایک عدد
پورے ایک ایک ہزار پونڈ کا ہو گیا، کاش تم میرے پاؤں کو تو نہ چھوڑتے، حالانکہ
تم تنگ بھی ہو!

فیکس فلیاس فوق کی رہائی سے قانونی حقوق کی دفعہ ۹۹ پر اپنے دل میں ہزار ہا
لعنتیں بھیجتا ہوا اُنکے پیچھے پیچھے ہو لیا، مگر اُسے اُمید تھی کہ یہ دو ہزار پونڈ اپنے دل سے
نہ بھلائے گا اور پشیمان ہو کر واپس آجائیگا، لیکن جب اُس نے دیکھا کہ فلیاس فوق
نے اپنے ساتھیوں سمیت بندر پر پہونچکر جہاز کا ٹکٹ بھی خرید لیا تو بہت غصہ

پانؤن زمین پر مار کر کہنے لگا:۔
افسوس! او بدمعاش چور! تونے دو ہزار پونڈ صرف اپنے بھاگ جانے پر فدا کر دیے، افسوس! لیکن خوب یاد رہے کہ توجہان چاہے جائے مگر مین تیرا تعاقب کیے بغیر نہ چھوڑون گا!
بندر مین انگریزی کمپنی کا "رنگون" نامی جہاز اپنی روانگی کے نشان کو چھوڑے ہوئے آمادہ سفر تھا۔ ٹھیک ۱۱ بجے فلیاس، جودھا بائی اور پاسپارٹو جہاز پر بیٹھ گئے اس حساب سے یہ لوگ روانگی سے ایک گھنٹہ پہلے جہاز پر سوار ہو گئے۔

چودھوان باب

خفیہ فیکس کہان خیالی پلاؤ پکاتا ہے؟

رنگون نامی جہاز اگرچہ تیز رفتاری مین منگولیا جہاز کے برابر ہے مگر مسافرون کی راحت رسانی مین یہ اُسے نہین پہونچتا، اس سبب سے اس جہاز کے اول درجہ کے کمرے مین بھی جیسا کہ چاہیے اور جس حد تک فلیاس فوق کا جی چاہتا ہے، جودھابائی کیلیے اسباب راحت و آرام نہین بہم ہو سکتا پھر بھی جس حد تک ممکن ہے، فلیاس فوق نے جودھابائی کی آسائش وراحت کے لیے برابر سعی وکوشش عمل مین لایا،
جودھابائی کو روز بروز فلیاس فوق کی الفت ومحبت زیادہ ہوتی جاتی تھی اور وہ بات بات پر اپنی زبان شیرین بیان سے ایک ادائے دلنوازی کے ساتھ اپنے مہربان ومحسن کا شکریہ ادا کرتی تھی، مگر جنٹلمین فلیاس فوق ان تمام شکرگذاریون کو سن کر ہمیشہ بے پروائی اور خشک مزاجی کے ساتھ صرف اس کلمہ سے اسکی کوئی ضرورت نہین، جواب دیدیتا تھا۔ اور برابر اسکی کوشش مین لگا رہتا تھا کہ جودھابائی کی کوئی آرزو رہ گئی اور

بے آرامی نہ ہونے پائے۔

جو دھابائی حقیقت میں ایک نہایت دلکش اور شیریں نازنین تھی، مغربی تربیت اور دوسری خوبیوں سے مشرقی اداؤں کے ساتھ ترکیب پاکر ایک قوت جاذبہ و طاقت تسخیر کی مالک ہو گئی تھی۔ اپنی دلکش و پرتاثیر آنکھیں محبت پرور اور دلربا یانہ نگاہیں جو ہر لحظہ جنٹلمین پر ڈال رہی تھی، ان سے گمان نہیں ہوتا کہ جنٹلمین کو اپنا اسیر ملاحت بنالیا ہو کبھی خیال میں بھی نہیں آتا کہ یہ جنٹلمین، جب کبھی اس کے ڈریس کا ایک معمولی تکمہ بھی کھل جاتا ہے تو وہ خاتون کے سامنے ہوتا ہے!!

خاتون کی سحر کار و دل شکار، آنکھیں، ہمالیہ کے زبردست تالاب کے شفاف پانی کی طرح درخشاں ہیں، مگر کیا امید کی جا سکتی ہے کہ فلیاس فوق ایسا سخت خوددار اور تمکین شعار اپنے کو اس پرتاب تالاب میں ڈال دے گا!!!

رنگون جہاز کا سفر پہلے دن تو بہت اچھی طرح سے طے ہوا، ہوا خوب تھی بنگال کے دریائے عظیم میں جہاز کے سفر کو بہت موافق آئی۔ جزائر "انڈمان" کے کناروں کو مسافروں نے بہت جلد دیکھ لیا۔ ساحلوں کے بڑے بڑے بلند پہاڑ دور سے اچھی طرح نظر آرہے تھے۔ جہاز دیر تک ساحل کے کنارے کنارے چلا گیا، لیکن "پاپوا" قوم کے وحشی باشندے کہیں نہیں دکھائی دیے، یہ لوگ انسان کی نہایت ادنیٰ درجہ کی قوم سے ہیں، مگر بلا وجہ، انہیں "دیم یم" یعنی آدم خور کہا جاتا ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد ہی یہ جہاز "آبنائے ملاکا" میں داخل ہوا، اور اس آبنائے سے گذر کر بحر چین میں داخل ہو گا۔

آخر فلیاس فوق کے جہاز پر سوار ہونے کے بعد فکس نے کیا کیا؟ فکس نے کلکتہ کے پولیس آفس میں جاکر استدعا کی کہ اگر وارنٹ آجائے تو وہ فوراً اسکے پاس "ہانگ کانگ" بھیجدیا جائے۔ اس کے بعد پاسپارٹو کی نظروں سے اپنے کو بچائے ہوئے و

جہاز پر سوار ہو کر ایک کونے مین چھپکر بیٹھ رہا۔ کیونکہ وہ پاسپارٹو کی نظر سے اگر اوجھل نہ رہے تو ممکن نہین کہ وہ بھانپ نہ جائے، آخر ایسی حالت مین کہ پاسپارٹو نے اُسے بمبئی مین چھوڑا ہے، اب یک بیک چین کے راستہ مین اس سے ملنا کیا پاسپارٹو کے لیے موجب شبہہ نہو گا؟

اب فیکس کی امید کا مرکز صرف "ہانگ کانگ" ہے۔ اگر وہان بھی وہ چور کو گرفتار نہ کر سکا تو پھر کہین نہین پکڑ سکتا۔

ہانگ کانگ انگریزی عملداری مین ہے جب فلیاس فوق وہان سے نکلکر چین، جاپان، امریکہ کی سرزمین مین پہونچ گیا تو پھر فیکس کو اگر وارنٹ ملجائے تب بھی وہ فلیاس فوق کو گرفتار نہین کر سکتا۔

یہ ہین وہ باتین جنکی اُدھیڑبن مین فیکس لگا ہوا جہاز پر اپنے درجہ مین سب سے الگ تھلگ بیٹھا، اپنا عزیز وقت نہایت اضطرابی مین ضائع کر رہا تھا اور اپنے دلمین کہتا تھا کہ ہانگ کانگ ،، انگریزی عملداری کی آخری سرحد ہے، اگر یہان بھی اس چور کو گرفتار نہ کر سکا، پھر کیا کرونگا؟ اور خفیہ پولیس والون کے سامنے شرم سے کیونکر سر اُٹھا سکون گا؟ بہر حال مجھے ضرور کامیاب ہونا چاہیے لیکن اگر فلیاس فوق کی گرفتاری کا حکم ہانگ کانگ مین بھی نہ پہونچا اور مین بھی اسکے پیچھے فلیاس فوق کو روکنے اور اُسکے سفر مین تاخیر پیدا کرنے مین کامیاب نہ ہوا تو پھر کیا کرون گا؟

دفعتًا اس کے دل مین یہ خیال گذرا کہ اگر پاسپارٹو کو آگاہ کر دون کہ تمھارا آقا چور ہے اس نے لندن بنک سے پچپن ہزار پونڈ کے نوٹ چُرائے ہین، اور تم ایسے شریف اور عزت دار آدمی، ایک بدمعاش، چور کی خدمتگاری کرتے ہو، اس طرح اُسکو اس کے آقا سے توڑ کر اپنا رفیق بنا لون تو کچھ نہ کچھ کامیابی ضرور حاصل ہو جائیگی لیکن اُسے بھی خطرہ سے خالی نہ پا کر، اپنے دل مین کہا!

اس کا خدمتگار بھی اگر اپنے آقا کے اس کام مین شریک ہوا اور اُس سے کہکر مجھے بتا دیا تو پھر وہ نوٹ میرے ہاتھ سے نکل گئے تو؟

آخر اس راے کو بھی اُس نے قرین عقل نہ پایا۔ یکایک ایک اور خیال اُسکے ذہن مین آیا اور جی مین کہنے لگا!

یہ عورت کون ہے؟ کیون اور کسلیے یہ فلیاس فوق کے ساتھ ہوگئی ہے؟ بمبئی مین تو اسکے ساتھ تھی نہین، ضرور بمبئی کلکتہ کے درمیان مین ملاقات ہوئی ہے، لیکن ملاقات کیونکر ہوئی؟ عورت ہے تو بڑی چہرہ دلربا۔ کہین یہ سارا سفر، اور یہ دنیا بھر کا چکر اسی کے لیے نہو؟ ممکن ہے کہ یہ شوہر والی عورت ہو اور فلیاس فوق عشق و محبت کرکے اسے بھگا لایا ہو؟ اگر ایسا ہوا تو فلیاس فوق کی گرفتاری کا کیا اچھا ذریعہ ہے! لیکن یہ معاملہ کیونکر معلوم ہوگا؟ اور کہان پتہ لگانا چاہیے؟ سوا اسکے کہ پاسپارٹو سے پھر ربط ضبط پیدا کرون اور اُسکو خوب اپنی باتون مین لگا کر مطلب نکالون۔

فیکس یہ رائے طے کرکے اپنے کمرے سے نکل آیا جس سے اسوقت تک نہین نکلا تھا، اور پاسپارٹو سے ملنے کے لیے جہاز کی چھت پر ٹہلنے لگا،

پاسپارٹو بھی اُسدن باہر جہاز کی چھت پر ایک طرف ٹہل رہا تھا، فیکس اُسکے قریب پہونچا اور ایک غیر معمولی حیرت و تعجب کے ساتھ لپک کر اُسے پکارا اور بولا:۔

اوہو! مین نے اپنے عزیز بھائی کو پھر پا لیا! ہائین! مین آپ کو "رنگون" جہاز پر پاتا ہون؟ واہ وا!!

پاسپارٹو بھی فیکس کی آواز سُن کر تعجب سے چلا کر بولا۔

اوہو! مسٹر فیکس! ہائین یہ آپ ہین؟ لیکن بہت تعجب کی بات ہے کہ آپ تو بمبئی مین رہنے والے تھے اور بمبئی سے آگے جانے کا خیال بھی نہین رکھتے تھے اور آخر دفعتاً ہانگ کانگ کے راستہ مین رنگون جہاز پر نظر آتے ہین؟ شاید آپ بھی تمام روے زمین

کے سفر کے لیے نکلے ہین؟

فیکس - نہین نہین مسٹر پاسپارٹو! مین کچھ روز ہانگ کانگ مین رہون گا، مجھے وہان ایک ضروری کام ہے -

پاسپارٹو - تعجب ہی! لیکن کیا بات ہی کہ کلکتہ سے ہمین نکلے ہوے اتنے دن ہوے مگر مین نے آپ کو جہاز پر کہین نہین دیکھا - آپ آخر کہان تھے؟

فیکس بیمار تھا، آج کے سوا کسی دن اپنے کمرے سے باہر ہی نہ آسکا دریاے بنگال کی آب وہوا بھی بحر محیط ہند کی طرح مجھے موافق نہ آئی - آپ کا صاحب فلیاس فوق کیسا ہے؟

پاسپارٹو - اسکی صحت بالکل اچھی ہی اور ایک کرونا میٹر (ستارہ نما گھڑی) کی طرح بے لاگ اور بہت قاعدہ کے ساتھ چلا جاتا ہی - ہم ایک دن بھی پیچھے نہین رہے، حالانکہ اب ہمارے ساتھ ایک نوجوان عورت بھی ہی -

فیکس گویا اس عورت سے بالکل لاعلم ہے، اسی سے بہت اظہار تعجب کر کے کہا کیا نوجوان عورت؟

دریدہ دہن پاسپارٹو نے تمام واقعات شروع سے آخر تک نہایت طمطراق کے ساتھ بیان کر دیے بمبئی کے مندر مین جو کچھ اُسپر گذرا تھا، ہاتھی کی خریداری "پالاجی" کے مندر کا واقعہ، جودھا بائی کی رہائی، کلکتہ کی عدالت کا مقدمہ، غرض سب ایک ایک کر کے بیان کر دیا - آخر مین اتنا اور بڑھا کر کہدیا :-

اگر جودھا بائی خوشی سے جاہین گی تو یورپ کو ہا ہا، ہنک فلیاس فوق کے ساتھ چلینگی ورنہ ہانگ کانگ مین اُن کا کوئی عزیز ہی، اُسکے پاس اُنھین پہونچا دین گے،

فیکس نے اس شوہر والی عورت کو بھگا لیجانے کی علت کے پردہ مین فلیاس فوق کی گرفتاری کے متعلق جو کچھ سوچ رکھا تھا پاسپارٹو سے یہ ساری کتھا سُنکر اُسکی امیدون پر

اوس پڑ گئی اور مایوس ہو کر اپنے جی مین کہنے لگا:-

"این ہم نہ شد میسر و سودائے خام شد"

پندرھوان باب

سینگا پور سے ہانگ کانگ تک کیا صورتین پیش آتی ہین؟

فیکس اور پاسپارٹو، آج کی ملاقات کے بعد روزانہ ایک دوسرے سے ملتے رہے، خفیہ فیکس ہمیشہ احتیاط سے کام لیتا رہا، لیکن پاسپارٹو اس نئی ملاقات کے بعد فیکس کے متعلق ایک بہت دور کے شبہ مین پڑ گیا، کیونکہ وہ پہلی مرتبہ اُسے سویز مین ملا تھا، اُسکے بعد یکبارگی "منگولیا"، جہاز پر سوار ہو کر بمبئی تک آیا اور کہتا تھا کہ مجھے بمبئی مین رہنا ہے مگر پھر کلکتہ کی عدالت مین نظر آیا، اب پھر دفعتًا "رنگون"، جہاز پر دکھائی دیا آخر سوا اسکے کہ اُسکی یہ حرکتین محض فلیاس فوق کے تعاقب اور جاسوسی کے لیے ہون اور کس بات پر محمول کی جاسکتی ہین؟ ضرور فلیاس فوق کا تعاقب کرنا اور اسکی ٹوہ لگانا ہی اسکی ان تمام حرکات کا اصلی سبب ہے، لیکن اگر پاسپارٹو برسون غور کرے تب بھی وہ ہرگز فیکس کی جاسوسی کی تہ تک نہین پہونچ سکتا تھا کیونکہ پاسپارٹو کے دل مین کبھی یہ وہم بھی پیدا نہین ہو سکتا تھا کہ اس کا آقا خدانخواستہ چور ہے اس لیے فیکس اس کا تعاقب اور جاسوسی کر رہا ہے!!!-

پاسپارٹو نے فیکس کی جاسوسی کی نسبت کیا رائے قائم کی ہے اس کا خیال یہ ہے فیکس رفارم کلب کی طرف سے فلیاس فوق کی تمام سیاحت عالم کی ٹوہ لگانے کیلیے مقرر ہو کر نکلا ہے! چنانچہ اس نے اپنے دل مین کہا۔

بیشک اسمین کوئی شک نہین کہ یہ شخص "رفارم کلب" کے معزز ممبرونکی طرف سے

جاسوسی کے لیے ہمارے پیچھے لگا ہی۔ لیکن اس معاملہ مین ان معزز حضرات نے بڑی ہی غلطی کی آخر فلیاس فوق ایسے آدمی پر شبہ کرنا جو استقلال و شرافت کا پتلہ ہی، اور اسکے پیچھے جاسوس لگا دینا کیا بڑی قباحت نہ سمجھی جائیگی؟

پاسپارٹو نے اپنے دل مین اس خیال کو جا گر اور فیکس کا جاسوس ہونا یقینی سمجھ کر رفارم کلب کے ممبرون اور خفیہ فیکس کی حماقت پر ہنسنا شروع کیا اور خود ہی یہ فیصلہ کر لیا کہ اس قصہ سے فلیاس فوق کو آگاہ کرنا، اسکے دلی رنج کا باعث ہوگا، لہذا اپنے آقا کو کیون رنجیدہ کرے، جب فرصت پائیگا تو فیکس کی اس جاسوسی کو خود اسکے مُنھ پر کہدیگا۔

دوسرے دن اس وعدہ انعام کی بنا پر جو فلیاس فوق نے رنگون جہاز کے کپتان اور انجینیر سے کیا تھا، جہاز اپنے مقررہ وقت سے بارہ گھنٹے پہلے کوئلہ لینے کے لیے سنگاپور مین ٹھہرا،

فلیاس فوق یہ بارہ گھنٹے اپنی یادداشت سفر مین فاضل درج کر کے جودھا بائی کے ساتھ سیر و تفریح کے لیے جہاز سے نکلا، مگر یہ سیر و تفریح محض جودھا بائی کی خاطر سے گوارا ہے نہ اپنی خاطر سے۔

چونکہ فلیاس فوق کی ہر حرکت فیکس کے نزدیک شبہ کی باعث ہی، اس لیے وہ بھی اُن کے پیچھے نکلا۔ پاسپارٹو فیکس کی اس حرکت پر دل مین ہنستا ہوا بعض چیزین خریدنے کے لیے چلا گیا۔

جزیرہ سنگاپور نہ بہت بڑا ہے اور نہ مسافرون کے لیے زحمت طلب۔ یہین کوئی پہاڑ بھی نہین ہے،

فلیاس فوق اور جودھا بائی ایک دواسپہ گاڑی پر سوار ہو کر دونون باغ کی سیر کرنے لگے۔ تمام باغون کو زیتون کے درختون نے ایک دوسرے سے الگ الگ کر دیا تھا۔

اس ملک مین اکثر اس قسم کے درخت ہین، جو گرم ممالک کے لیے مخصوص ہین، بندر بکثرت ہین، شیر، تیندوے وغیرہ بھی جزیرے کے اندر بہت موجود ہین اگر یہ کہا جائے کہ اتنے چھوٹے سے جزیرہ مین اسوقت تک کیون ان وحشی جانورون کا خاتمہ نہین کیا جا سکا؟ تو کہا جاتا ہے کہ یہ جانور آبنائے ملاکا مین تیر کر اس جزیرہ مین آجاتے ہین۔

فلیاس فوق اور جودھا بائی باغون کی گلگشت و سیر کے بعد شہر مین داخل ہوئے جسمین چھوٹے چھوٹے، نیچے نیچے ایک ساخت کے مکانات بنے ہوئے ہین۔ شہر پورے طور پر دیکھ کر جہاز پر واپس آ گئے۔ فیکس بھی بیکار گاڑی کا کرایہ اپنے سر لیکر فلیاس فوق کی لاعلمی مین ان کا تعاقب کرتا ہوا جہاز پر آ گیا۔

پاسپارٹو ان سب سے پہلے آچکا تھا، اور جو لذیذ و خوش ذائقہ میوے اس نے خریدے تھے، ان مین سے ایک عدد "منگو" نام کا میوہ جودھا بائی کو پیش کیا، خاتون نے اپنے اس مخصوص لطیف انداز تہذیب و نزاکت سے اسکا شکریہ ادا کیا۔ یہ میوہ سیب کے برابر تھا، اوپر سے اس کا رنگ گہرا آبی اور اندر سے خون کی طرح سرخ تھا اور منھ مین رکھتے ہی پانی ہو جاتا تھا اور مزے مین انتہا درجہ کا لذیذ تھا۔

دن کے گیارہ بجے رنگون جہاز نے روانگی کا ارادہ کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ملاکا کے پہاڑ مسافرون کی نظر سے اوجھل ہو گئے۔ جو چیتون کی کثرت کی بدولت دنیا بھر مین مشہور ہین۔

سنگاپور اور ہانگ کانگ کے درمیان مین ایک ہزار تین سو میل کا فاصلہ ہے۔ فلیاس فوق چاہتا تھا کہ اس مسافت کو چھ دن مین طے کرے تاکہ جو جہاز ہانگ کانگ سے ۶ نومبر کو یوکوہاما جانے والا ہے اسکے معینہ وقت پر پہونچ سکے رنگون جہاز، بہت بوجھل تھا اور اسپر کثرت سے ہندوستانی، چینی، ملیزی اور پرتگیزی سوار تھے،

ہوا جو اب تک بہت موافق چل رہی تھی وہ ایکدم بدل گئی، بلند بلند موجین اُٹھنے لگین اور ہوا بہت تیزی سے چلنے لگی، لیکن یہ ہوا چونکہ جہاز کے پیچھے سے چل رہی تھی اسلیے جہاز کی رفتار کو اور بھی مفید تھی۔ جہاز کے کپتان نے فلیاس فوق کے وعدۂ انعام کی طمع مین اُس ہوا سے بہت فائدہ اُٹھانا چاہا، چنانچہ جب ہوا کسی قدر ساکن ہوجاتی تھی تو وہ بادبان بھی کھول دیتا تھا۔ جہاز آگ اور ہوا کی مجموعی طاقت سے فوق العادۃ اور غیر معمولی تیزی کے ساتھ چل رہا تھا۔ یہی سبب ہی جو اس طرح سے آسام اور چین کے سواحل کو نہایت زحمت کے ساتھ طے کرنا پڑا۔

ایک روز پاسپارٹو اور فیکس جہاز کی چھت پر ایک کونہ مین بیٹھے باتین کر رہے تھے۔ پاسپارٹو نے کہا:۔

جہاز جب ذرا بھی آہستہ چلتا ہی تو مجھے تکلیف ہوتی ہے، کیونکہ اپنے آقا کے پیچھے رہ جانے سے شرط ہار جانیکا رنج مجھے بیتاب کر دیتا ہی۔ دوسرے یہ کہ میرا بھی نقصان ہو رہا ہی، کیونکہ لندن سے چلتے وقت مین اپنے کمرہ مین گیس کے چراغ کو گل کرنا بھول گیا ہون وہ میرے حساب مین چل رہا ہی پس ہم لوگ جسقدر جلد پہونچین گے اسیقدر کم مجھے اور میرے آقا کو نقصان ہوگا۔

فیکس۔ اب مین تم سے ایک بات پوچھتا ہون، لیکن تم خفا نہو جانا! تمھین خدا کی قسم سچ سچ کہنا کہ کیا تمھین اپنے آقا کے اس تمام روے زمین کے سفر کا پورا یقین ہی؟

پاسپارٹو۔ اس مین کیا شک ہی! کیا تم باور نہین کرتے مسٹر فیکس؟

فیکس۔ نہین بخدا! مسٹر پاسپارٹو! مین کبھی یقین نہین کر سکتا،

پاسپارٹو نے تمسخر کے انداز سے آنکھ مٹکا کر کہا:۔

"او دغا باز؟"

فیکس کو اس کلمہ نے فکر مین ڈالدیا اور پاسپارٹو کا دغا باز کہنا خالی از علت نہین

کیا یہ میرے جاسوس ہونے سے واقف ہو گیا ہی؟ کچھ یہی سوچکر وہ چُپ اور مبہوت رہ گیا اور کچھ نہ بولا۔ پاسپارٹو نے پھر مُسکرا کر کہا:۔
مجھے یہ یقینی طور پر معلوم ہی کہ تم بھی تمام دنیا کا سفر کرنے کے لیے نکلے ہو اور ہم سے جُدا نہو گے، تم تو بمبئی کے آگے نہین جانتے تھے، اور اب ہانگ کانگ مین پہونچنے والے ہو، لہذا تمھارے امریکہ چلنے مین بھی کوئی ہرج نہین، کیونکہ امریکہ یورپ سے بہت قریب ہی!
فیکس سوا اس کے کہ پاسپارٹو کے ساتھ، جو اپنی جستجو آمیز نظرون سے اسکی طرف ٹکٹکی باندھے تھا اور بے پروائی سے ہنس رہا تھا، خود بھی ہنس مرے اور چارہ ہی کیا تھا لیکن جب پاسپارٹو نے اپنی ہنسی مین اور اضافہ کر کے کہا:۔
سچ کہنا مسٹر فیکس! کیا اس خدمت سے تم بہت سا روپیہ کما لو گے؟
تو فیکس بہت کچھ منھ بنا کے یہ کہنے پر مجبور ہوا:۔
بیشک آپ تو خود جانتے ہین کہ اس سفر کے مصارف کا بار میری گردن پر نہین ہے!
پاسپارٹو۔ ہان اس مین مجھے کوئی شبہ نہین!
فیکس نے بہت مضطرب ہو کر گفتگو کا سلسلہ قطع کیا اور ہوا کی سردی کا بہانہ کر کے اپنے کمرے مین اُتر کر چلا آیا اور فکر مین ڈوب گیا کہ ضرور پاسپارٹو میرے جاسوس ہونے سے خبردار ہو گیا، مگر تعجب ہی! آخر کیونکر اُسے خبر ہوئی؟ تو کیا اس نے اپنے آقا سے بھی کہہ دیا ہو گا؟ کیا پاسپارٹو چوری مین اپنے آقا کا شریک ہو گا؟
یہ خیالات تھے جنمین فیکس نے کئی گھنٹے گذار دیے۔ بہت اضطراب کے ساتھ کبھی اپنے دل کو وہ اس خیال سے تسکین دیتا تھا کہ فلیاس فوگ واقف نہین، اور کبھی اس اندیشہ مین وہ پڑ جاتا تھا کہ وہ ضرور جان گیا ہی اور میرے ہاتھ سے نکل جائیگا۔
آج وہ دریاے حیرت مین غوطہ لگاتا ہوا، آخر مایوسی و ناامیدی مین رہنے لگا، پھر اس نے ہر پہلو پر غور کرنے کے بعد یہ راے قائم کر لی کہ اگر وہ ہانگ کانگ مین بھی

جو انگریزی حکومت کی آخری حد ہی، فلیاس فوق کی گرفتاری مین کامیاب نہوا اور گرفتاری کا وارنٹ اُسے نہ پہونچا تو وہ پاسپارٹو سے بیان کردیگا۔ یہ دو حال سے خالی نہین، یا تو پاسپارٹو اپنے آقا کے جرم مین شریک ہی، یا اُس کے جرم سے بے خبر ہے اگر شریک ہی تو دونون جس طرح ہو سکے گا مجھ سے چھپکر بھاگین گے۔ اور اگر بیخبر ہے تو مجھ سے یہ سب قصہ معلوم کرکے اور اس سے جدا ہو کر اس کے روکنے مین مدد کریگا۔

غرضکہ فیکس کا دائرہ فکر و تردد تو یہ تھا اور پاسپارٹو کا مرکز خیال و موضوع ذکر اور بر مذکور ہوا لیکن فلیاس فوق کسی فکر مین مشغول و منہمک نہین ہے وہ اپنے دورہ عالم کو نہایت باقاعدگی اور انتظام کے ساتھ ایک رفتار سے طے کیے چلا جاتا ہی جو کچھ موانع اس کے سد راہ ہوئے یا ہونے والے ہین اُن کی کچھ بھی پرواہ نہین۔

سولھوان باب

فلیاس فوق، پاسپارٹو، فیکس، کہان ہر ایک الگ الگ اپنے اپنے کام کو جاتے ہین؟

ہوا رفتہ رفتہ تیز ہوتی گئی اور وہ جس انداز سے چل رہی تھی اب اسے بدل دیا یعنی شمال و مغرب سے چلنے لگی اس وجہ نے جہاز کی رفتار کو کافی نقصان پہونچا دیا ہی موجون مین اس قدر تلاطم تھا کہ جہاز پر کوئی شخص ہوش مین نہ تھا۔

نومبر کی ۱۶-۱۷ تاریخ کو بڑا زبردست طوفان اُٹھا اور جہاز مجبور ہو گیا کہ بارہ گھنٹے تک اپنے راستے سے الگ رہکر سمندر کی بے پناہ موجون اور تھپیڑون سے اپنے کو بچائے اس سے یہ امر یقینی ہو گیا کہ جہاز اپنے مقررہ وقت سے بیس گھنٹہ بعد ہانگ کانگ پہونچے گا۔

فلیاس فوق دریا کی موجون کے اُن تھپیڑون کی طرف جو گویا اُس سے جنگ نے مقابلہ

کرنے کو اُٹھی ہین، نہایت صبر و استقلال اور کمال بے پروائی اور اطمینان کے ساتھ نظر گڑوئے دیکھ رہا تھا غصہ یا حسرت کے آثار اس کے چہرہ سے نمودار نہ تھے۔ حالانکہ جہاز کا بیش گھنٹے پیچھے رہ جانا، یقیناً دی یورہا" والے جہاز پر پہونچنے سے محروم کر کے شرط ہارنے کا سبب ہو سکتا ہے۔ جو دھا ای اد پاسپارٹو بہت غمگین و متاثر تھے۔

لیکن فیکس کی نظر میں کچھ اور ہی صورت جلوہ گر ہی اس طوفان سے وہ کچھ اس قدر خوش تھا جسکی کوئی حد نہیں، خصوصاً اگر جہاز طوفان کی تاب نہ لاکر واپس ہو جائے تو اسکی مسرت و شادمانی سو گنی بڑھ جائے گی، کیونکہ اس حالت مین وہ فلیاس فوق کو یقینی گرفتار کر سکتا ہے۔ اور اس طرح وہ شہرت و دولت، دونون کا مالک ہوگا،

باوجودیکہ طوفان کی وجہ سے سر بھی نہین اُٹھا سکتا تھا پھر بھی طوفان زیادہ ہونے کی دعائین مانگ رہا تھا،

اچھا پاسپارٹو کس حال مین ہے؟ اُسکے قہر و غضب کی حالت آپ خوب جانتے ہین، وہ برابر دریا کی موجون اور ہوا کی تیزی سے ہزارون گالیان دے دیکر لڑ رہا ہے ابتک ریل، جہاز، دریا، ہوا، غرض سب اُسکے آقا کے موافق آتے رہے تھے، مگر اب اس وقت دریا اور ہوا نے گویا اس سے اعلان جنگ کر دیا ہے اور بیس ہزار پونڈ اُسکے حریفون کو کھلا دینا چاہتے ہین۔

بیچارہ پاسپارٹو نہ زمین پر بیٹھ سکتا ہے، نہ اسے چلنے پھرنے مین اور نہ دوڑنے مین چین آتا ہے۔ گویا بیس ہزار پونڈ اس کے گوشت و پوست سے بنکر نکلے جاتے ہین۔

جب تک طوفان تیز رہا، پاسپارٹو جہاز کی چھت پر سے اپنے کمرے مین نہ آیا بلکہ جہاز والونکو مدد پہونچانے سے نچلا نہ بیٹھا، رسّیان کھینچنے، پانی نکالنے اور بادبان لپیٹنے مین جہاز کے تمام ملاحون کو اپنی تیزی اور چالاکی سے حیران کرتا رہا۔ کاش اسوقت پاسپارٹو کو معلوم ہو جاتا کہ فیکس کس طرح طوفان کے برابر قائم رہنے پر دل شاد و شکر گذار ہے،

اس کی حالت پر افسوس ہے!

آخر ۷ار نومبر کو ہوا مین جو کچھ شدت و تیزی تھی دور ہوئی، دریا مین کچھ سکون کی صورت نظر آئی، ہوا پھر جنوب کی طرف سے چلنے لگی، بادبان کھولدیے گئے، رنگون جہاز غیر معمولی تیزی کے ساتھ مسافت طے کرنے لگا۔ لیکن اب کیا فائدہ! گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین۔

صبح کے وقت خشکی نظر آنے لگی۔ فلیاس فوق کے حساب کے مطابق چاہیے تھا کہ جہاز ۱۹ار نومبر کو ہانگ کانگ پہونچے، کیونکہ یوکوہاما جانے والا جہاز اسی دن ہانگ کانگ سے حرکت کرتا ہے۔ حالانکہ رنگون جہاز اس طوفان ہلاکت نشان کی بدولت ہانگ کانگ ۲۰ار نومبر کو پہونچ رہا ہے!

اس سے معلوم ہوا کہ رنگون جہاز ایک دن پیچھے رہ گیا، اور یوکوہاما والا جہاز جا چکا ہے۔ اب ہانگ کانگ مین ۸ دن تک ڈاک کے جہاز کا انتظار کرنا چاہیے کیا مصیبت ہے!

صبح کے وقت رہنما کپتان کی جگہ آکر بیٹھا، تاکہ جہاز کو تنگ اور پرخطر راستون سے نکالکر ہانگ کانگ کے بندر تک جلد پہونچا دے،

فلیاس فوق نے رہنما کے پاس جاکر اپنے اس خاص انداز کے ساتھ اُس سے پوچھا "یوکوہاما" کو جہاز کس وقت روانہ ہوگا؟

رہنما۔ کل صبح!

فلیاس۔ بہت خوب!

اس خوش خبری پر فلیاس فوق خوشی و مسرت کے کچھ آثار ظاہر کیے بغیر اپنے کمرے مین چلا آیا۔ پاسپارٹو کچھ اسقدر خوش ہوا کہ بے اختیار رہنما کی گردن مین ہاتھ ڈال کے اسکا منھ چوم لیا، اور پوچھا:۔

اس جہاز کا نام کیا ہی؟

رہنما۔ کرناٹک۔

پاسپارٹو۔ کیا اس کی روانگی کا دن کل نہین تھا؟

رہنما۔ ہان کل ہی کا دن تھا، لیکن اس کا "ڈک" کچھ مرمت طلب تھا اسوجہ سے روانگی کل پر موقوف رہی۔

پاسپارٹو۔ جناب مین آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہون آپ دراصل بہت اچھے آدمی ہین!

رہنما پاسپارٹو کی ان شکر گذاریون اور اظہار ممنونیت کو کچھ نہ سمجھا کہ ان کا کیا مطلب ہی وہ اپنے کام مین مشغول ہو کر جہاز چلانے لگا۔

ظہر کے وقت سے ایک گھنٹہ پہلے رنگون جہاز نے ہانگ کانگ کے بندر مین پہونچکر لنگر ڈالا اور مسافر نیچے اُتر آئے۔

یہان اب ہم یہ کہے دیتے ہین کہ فلیاس فوق کی قسمت نے اس موقع پر اسکی بہت مدد کی، کیونکہ اگر "کرناٹک" جہاز کا "ڈک" مرمت کا محتاج نہوتا اور وہ ہانگ کانگ سے یوکوہاما کو جا چکا ہوتا، تو پھر آٹھ دن تک دوسرے جہاز کا انتظار ضرور ہی کرنا پڑتا اس صورت مین شرط کا ہار جانا یقینی تھا،

اس وقت فلیاس فوق اپنی لندن کی روانگی اور معینہ وقت کی پابندی کے حساب سے صرف ایک دن پیچھے رہ گیا ہی۔ اسے امید ہی کہ اپنے اس نقصان کی تلافی وہ یوکوہاما سے امریکہ تک بحر محیط کے سفر مین کر لیگا۔

"کرناٹک" جہاز چونکہ کل صبح روانہ ہونے والا ہی، اس لیے فلیاس فوق کو ۱۶ گھنٹے کی فرصت ہی وہ بھی اس فرصت مین جودھابائی کے عزیز کو تلاش کرکے جسکی نسبت اس سے قبل خود جودھابائی نے بیان کیا ہی کہ اس کا نام "زیفو" ہے اور

وہ ہانگ کانگ مین سوداگری کرتا ہی اور خاتون اس عزیز کے پاس رہنا چاہتی ہی اس لیے
فلیاس فوق پہلے تو جودھا بائی اور پاسپارٹو کے ساتھ کرایہ کی گاڑی مین سوار ہو کر رہبر
کے ذریعہ سے جو بندر مین تھا ایک ہوٹل مین پہونچا اور ایک کمرہ کرایہ پر لے کے جودھا بائی کے
آرام کے لیے پاسپارٹو اور ہوٹل کے مالک کو تاکید کر کے خود مسٹر (زلیفو) کی تلاش مین
نکلا۔ اس نے ایک بڑی منڈی مین آکر وہان کے دلالون سے دریافت کیا کہ
آپ لوگ اس نام کے کسی سوداگر کو جانتے ہین یا نہین؟ ایک دلال مسٹر "زلیفو"
کو پہچانتا تھا اُس نے اطلاع دی کہ دو سال ہوے وہ اپنے اہل و عیال
سمیت یورپ چلے گئے اور جب سے وہین ممالک "فلیمنگ"، مین رہنے
لگے ہین۔

فلیاس فوق یہ معلوم کر کے ہوٹل واپس آیا اور جودھا بائی سے یہ بیان کر دیا
خاتون تھوڑی دیر خاموش و متفکر رہی پھر اُس نے اپنی شیرین آواز مین پوچھا
مسٹر فلیاس اب مین کیا کرون؟

فلیاس۔ آپ آزاد و مختار ہین، لیکن اگر میرے ساتھ آپ یورپ چلین تو مین اپنے
کو آپ کی رفاقت سے خوش نصیب سمجھون گا،

جودھا بائی۔ ہان! مگر آپ کو تکلیف ہوگی،

فلیاس۔ نہین آپ کی ہمراہی میرے سفر مین کوئی ضرر نہین پہونچا سکتی، یہ کہکر
پاسپارٹو کو پکارا اور کہا۔

جاؤ! کرناٹک جہاز کے تین ٹکٹ درجۂ اول کے لے آؤ!

پاسپارٹو بسر و چشم جناب! کہکر بندر کی طرف روانہ ہوا۔

سترھوان باب

پاسپارٹو پر کہان مصیبت آئی ہے؟ اور اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

"ہانگ کانگ" ایک چھوٹا سا جزیرہ ہی، جو ۱۸۴۲ء کی جنگ چین مین بذریعۂ عہدنامہ برٹش گورنمنٹ کے قبضہ مین آگیا۔ چند سال کی مدت مین انگریزون نے یہان ایک بہت بڑا شہر آباد کر لیا اور وکٹوریہ نام ایک زبردست تجارتی بندرگاہ بھی بنالی ہے یورپ کا تجارتی مال جو چین جاتا ہے، وہ سب اسی بندرگاہ سے گذرتا ہے، جو لوگ اس شہر کے اسپتال، مکانات، جہاز سازی کے کارخانے اور باقاعدہ مہذب بازار اور گرجے دیکھتے ہین وہ خیال کرتے ہین کہ یہ یورپ کا کوئی شہر ہے، جو مغرب سے مشرق تک کرۂ زمین کو پھاڑ کر یہان نکل آیا ہے۔

پاسپارٹو پتلون کی جیبون مین ہاتھ ڈالے گودی کی سڑک کی طرف روانہ ہو گیا مختلف صورت و وضع کے چینی، جاپانی، ہندوستانی، ملایزی، جاوی اور یورپین لوگون سے بندر بھرا تھا، حیرت و رغبت کی نظرون سے دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا۔ جب بندر مین پہونچا تو اُس نے اس حصہ کو جہان جہاز کھڑے ہوتے ہین، ہر قوم کے جہازون اور بادبانی کشتیون سے بھرا ہوا پایا بعض سلطنتون کے جنگی جہاز بھی موجود تھے،

پاسپارٹو نے پہلے ایک یورپین حجام کی دوکان پر آکر خط بنوایا، پھر منھ ہاتھ دھو کر ٹکٹ گھر روانہ ہوا۔ وہان دیکھا کہ فیکس سر جھکائے موچھون کو مروڑتا اور بہت کچھ غور و فکر مین ڈوبا ہوا ٹہل رہا ہے۔ پاسپارٹو نے اُسے دیکھ کر دور ہی سے کہا:-

واہ وا! رفارم کلب کے ممبرون کا غریب جاسوس ہمارے جہاز تک پہونچ جاتے سے کس قدر غمگین و ملول ہے!

درحقیقت فیکس کا رنجیدہ ہونا ہی بجا ہے، کیونکہ گرفتاری کا وارنٹ بھی اُسے نہین ملا اور بنک کا چور ہاتھ سے نکلا جا رہا ہی، انعام وغیرہ کے لالچ کا بھی خاتمہ ہونیکو ہے۔

پاسپارٹو نے مسکراتے ہوئے تمسخرانہ انداز سے اُسکے قریب جا کر پوچھا!

او ہو مسٹر فیکس! یہ آپ کیا کر رہے ہین؟ ہمارے ساتھ امریکہ چلیئے گا یا نہین؟

فیکس نے بہت ترشروئی کے ساتھ جواب دیا: "ہان"

پاسپارٹو نے زور سے ہنسکر کہا!

مین خوب جانتا ہون کہ آپ ہم سے جدا نہونگے، لہذا آیئے ساتھ ہی ساتھ ٹکٹ لے لین"

دونون نے جا کر چار ٹکٹ لیے پاسپارٹو نے تین ٹکٹ درجۂ اول کے اور فیکس نے ایک ٹکٹ دوسرے درجہ کا لیکر جیب مین رکھ لئے ٹکٹ بابو نے انھین اطلاع دی کہ اگرچہ وہ کرناٹک" نے کل صبح جانے کا اعلان کیا تھا لیکن اسکی مرمت ہو چکی اسلیے وہ آج شام کو روانہ ہو جائیگا، اور اس خبر کا اعلان مطبوعہ اشتہارون اور ڈھنڈھورے کے ذریعہ سے کر دیا گیا ہی"

پاسپارٹو نے اس خبر سے خوش ہو کر کہا:-

یہ بھی ہماری خوش قسمتی ہے جلد جا کر صاحب کو خبر کیئے دیتا ہون"

فیکس نے اس عرصہ مین قطعی طور پر اپنے جی مین یہ طے کر لیا تھا کہ ابنا راز پاسپارٹو پر ظاہر کر دے، اور فلیاس فوگ کے سفر مین چند روز کی دیر لگا دے، تاکہ گرفتاری کا وارنٹ اُسکے پاس پہونچ جائے، کیونکہ یہ آخری موقع ہی، اسکے بعد جبتک فلیاس فوگ انگریزی حکومت مین داخل نہوگا، اگرچہ وارنٹ بھی اُسکے ہاتھ مین ہو مگر گرفتار نہین کر سکتا ہے۔

جب دونون ٹکٹ لیکر فارغ ہوئے تو فیکس نے پاسپارٹو کو دعوت دی کہ کسی شراب خانہ

میں چلکر، دو ایک جام شراب باہم پئیں۔ پاسپارٹو نے دیکھا کہ وقت کافی ہی اس لیے دعوت
قبول کر کے دونوں بندر گئے قریب ہی ایک شرابخانہ میں داخل ہوگئے۔ یہ ایک ایسا
شرابخانہ تھا جسمیں شراب نوشی کے علاوہ افیون بھی پی جاتی تھی شرابخانہ کے آخری
حصہ میں کچھ بستر اور تکیے پڑے تھے جن پر بہت سے چینی لوگ پڑے افیون پی رہے تھے اور
بہت سے بیہوش ہوکر سو رہے تھے۔ شرابخانہ کے بیچ میں ایک بڑی میز پڑی تھی بہت
سے شرابی اس کے گرد بیٹھے مینوشی کر رہے تھے فیکس اور پاسپارٹو سمجھے کہ وہ افیونیوں
کے میخانہ میں داخل ہوگئے ہیں۔

انگریز سوداگر ایسے ہی افیونیوں کے لیے ہر سال دو سو ساٹھ ملین فرانک کی افیون
فروخت کر جاتے ہیں۔ اور یہ لوگ اُسے پی کر انسانیت کے جامہ سے باہر ہوکر نرے
گدھے ہو جاتے ہیں!۔

افیون کشی پہلے چین کے امرا اور دولتمندوں میں تھی مگر اب تو عام لوگوں میں
سرایت کر گئی ہے مرد اور عورتیں سب اس لاعلاج مرض میں مبتلا ہیں۔

حکومت چین اگرچہ اس خانماں سوز بلا کے دفع کرنے میں بہت کوشش عمل میں
لا چکی ہی لیکن ہنوز کوئی تدبیر کامیاب کارگر نہ ہوئی۔ کیونکہ جسے افیون نوشی کی عادت
ہوگئی پھر ترک کر دینا اُس کے لیے ممکن نہیں ہی! اگر چھوڑتا ہی تو معدہ کی تکلیف سے اور
نہیں چھوڑتا تو افیون کے زہریلے اثر سے قلیل عرصہ میں اپنی ذلیل زندگی کا خاتمہ کر لیتا ہے

فیکس اور پاسپارٹو اس قسم کے افیونیوں کے شراب خانہ میں آئے ہیں اور ایک
گوشہ میں بیٹھ کر ایک بوتل شراب کی دو پیالے اور کچھ گزک طلب کر کے پینا شروع کر دیا
فیکس کے اصرار پر پاسپارٹو افراط کے ساتھ شراب پی رہا تھا لیکن فیکس رکھ رکھاؤ کے
ساتھ تھوڑی تھوڑی پیتا تھا۔

دونوں پیتے اور آپسمیں ادھر اُدھر کی باتیں کرتے جاتے تھے آخر پاسپارٹو نے اٹھکر

بس اب مین جاتا ہون، مجھے اپنے صاحب کو خبر دینا ہے۔

فیکس۔ تھوڑی دیر اور ٹھہرو! کچھ ضروری باتین ہین، جو مین تم سے کہنا چاہتا ہون،

پاسپارٹو۔ کیا کوئی ضروری بات ہی؟ ہو گی، کل ہم آپ جہاز پر کر لین گے، اور جو کچھ ہو گا کہہ سن لین گے۔ اب جاتا ہون وقت بہت تنگ ہی،

فیکس۔ نہین بیٹھو! تمھارے آقا کے متعلق ایک معاملہ ہے۔

فیکس کے اس فقرہ پر، پاسپارٹو نے اپنے مخاطب کی طرف دیکھا کہ اسکی حالت وضع سے کچھ اہمیت محسوس ہوتی ہی۔ تو اُسنے بیٹھکر کہا:

کہو کیا کہتے ہو؟

فیکس۔ پہلے یہ کہتا ہون کہ تم مجھے جانتے ہو کہ مین کون ہون؟

پاسپارٹو۔ بیشک، اس مین کچھ شک نہ کیجیے!۔

فیکس۔ اگر یہ بات ہی تو مین تم سے مفصل کہون گا!

پاسپارٹو۔ میں سب جانتا ہون۔ خیر آپ پھر کہیے، لیکن یہ مین کہے دیتا ہون کہ مخالفین نے تمھین ہمارے تعاقب مین بھیجنے کا بیکار خرچ گوارا کیا،

فیکس۔ بیکار خرچ کیسا؟ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ تم اصل معاملہ سے پوری طور پر واقف نہین ہو۔

پاسپارٹو۔ واقف کیون نہین ہون۔ وہی بیس ہزار پونڈ؟

فیکس۔ بیس ہزار پونڈ نہین، پچپن ہزار پونڈ!

پاسپارٹو۔ کیا کہتے ہو۔ پچپن ہزار پونڈ؟ لیکن میرے آقا کو یہ معلوم نہین کہ اسکے حریف اپنی شرط پچپن ہزار پونڈ تک بڑھا لئے ہین مین جاکر اُسے بتائے دیتا ہون!

فیکس۔ ہان ہان! پچپن ہزار پونڈ ہین۔ اگر مین کامیاب ہو گیا تو دو ہزار پونڈ لے اُڑون گا اور اگر تم بھی میرا ساتھ دو تو مین قسم کھاتا ہون کہ پانچسو پونڈ تمھین دونگا۔

پاسپارٹو۔ کیا بکتے ہو؟ تمھاری مدد کرنا؟

فیکس۔ ہان فلیاس فوق کو چند روز کے لیے ہانگ کانگ مین روک رکھنے کے لیے تمھین چاہیے کہ میری مدد کرو۔

پاسپارٹو۔ یہ کیا کہتے ہو؟ یہ کیا بیہودہ خیال ہے! کیا تمھارے معزز ممبرون نے اسی پر قناعت نہین کی کہ میرے آقا کی دیانت و شرافت پر شبہ کرین اور تمھین اسکے تعاقب مین بھیجین مزید بران وہ چاہتے ہین کہ اسکے مانع سفر ہون حقیقت مین رفارم کلب کے ممبرون کی یہ حرکت ان کا نہایت کمینہ پن اور اصول شرافت کے خلاف ہے۔

فیکس تو پاسپارٹو کی ان باتون سے سخت حیران تھا، وہ نہین سمجھا کہ یہ کیا بک رہا ہے اور غور کی نظر سے دیکھتے ہوے کہا:-

تم کیا سمجھے ہو مین کون ہون؟

پاسپارٹو۔ حضرت ابھی تک آپ مجھ سے پوچھتے ہین کہ مین کون ہون "تم کون ہو؟ تم ایک آدمی ہو جو رفارم کلب کے ممبرون کی طرف سے میرے آقا کی سفر کی جاسوسی کیلیے پیچھے پڑے ہو مین تمھین بہت عرصہ سے تاڑ گیا ہون، مگر محض اس خیال سے کہ اپنے آقا کو رنجیدہ نہ کرون، ابتک مین نے اُسے مطلع نہین کیا ہے۔

فیکس۔ کیا تمھارا آقا بالکل نہین جانتا؟

پاسپارٹو۔ نہین نہین بالکل نہین!

یہ کہکر سامنے کا جام ادھر چڑھا گیا۔ خفیہ فیکس پھر غور و فکر مین پڑ گیا اس نے سمجھ لیا کہ پاسپارٹو نے اس کے متعلق غلط رائے قائم کر لی ہے۔ مگر اُس کی خطا سے فکری نے کام کو اور زیادہ دشوارئیون مین ڈالدیا اور اس نے بھی جان لیا کہ پاسپارٹو سیدھا اور سچا آدمی ہے۔ ہرگز فلیاس فوق کا شریک جرم نہین اس لیے اسے اور امید ہو گئی کہ جب فلیاس فوق کا شریک جرم نہین ہے اور بہت شریف آدمی ہے، تو اسے چوری ایسے

غیر شریفانہ فعل کا علم ہونے پر ضرور میری مدد کریگا، اس خیال سے اُس نے کہا:۔
بھائی سُنو! جیسا کہ تم نے خیال کیا ہی، مین رفارم کلب کے ممبرون کا سُراغرسان نہین ہون، بلکہ لندن کے صدر محکمۂ پولیس کا ایک خفیہ پولیس ہون،
پاسپارٹو۔ ہائین! تم خفیہ پولیس ہو؟
فیکس۔ ہان مین اقرار کرتا ہون۔
خفیہ فیکس نے۔ کہکر اور جیب سے کاغذون کا ایک پوٹ نکال کر پاسپارٹو کو بتایا۔ پاسپارٹو اُسے غیر معمولی حیرت سے دیکھ رہا تھا کہ فیکس نے کہا:۔
سمجھ لو کہ یہ شرط ایک حیلہ اور حکمہ ہی جو فلیاس فوق چلا ہی تم بھی بیوقوفون کی طرح اسکو سچ سمجھ کر دھوکا کھا گئے! اور کلب کے ممبرون نے بھی تمھاری طرح دھوکا کھایا
پاسپارٹو۔ یہ کیون؟
فیکس۔ سُنو! ۱۲۔اکتوبر کو لندن بنک سے پچپن ہزار پونڈ کے نوٹ چوری جاتے رہے اور چور کا حُلیہ ہو بہو مسٹر فلیاس فوق سے ملتا ہی۔
پاسپارٹو نے زور سے میز پر گھونسہ مار کر کہا:۔
جاؤ اپنا کام کرو! اِن باتون کا تمسا ہی ایسا آدمی یقین مانیگا جو فلیاس فوق کو اچھی طرح نہ جانتا ہو۔ میرا آقا دنیا کے شریف ترین لوگون مین سے ہی!
فیکس۔ تم نے کہانسے جان لیا کہ شریف و معزز ہی؟ حالانکہ تم اُسے پہچانتے بھی نہ تھے جس روز تم اسکے ملازم ہوے۔ اُسی دن وہ اس نامعقول شرط کا بہانہ کرکے اور بہت سے بنک نوٹ لیکر چل کھڑا ہوا۔ وہ بھی اس جلدی مین کہ کوئی سامان بھی ساتھ نہ لیا۔
اس بات پر پاسپارٹو نے کچھ دیر تک سوچ کے کہا:۔
ہان! جیسا تم کہتے ہو ایسا ہی ہی! اب تمھارا مطلب کیا ہی؟
فیکس۔ میرا مطلب یہ ہی کہ یہانتک تو وارنٹ گرفتاری نہ پانے کی وجہ سے مین نے

تعاقب کیا، لیکن اب تم سے متوقع ہون کہ اُس کے سفر مین مانع آنے اور چند روز تک ہانگ کانگ مین روک رکھنے مین میری مدد کرو اور میرا ساتھ دو، لندن بنک کی طرف سے جو کچھ انعام ملنے کا مجھ سے وعدہ ہوا ہی، اُسے ہم تم بانٹ لین گے"!

پاسپارٹو فیکس کی یہ بات سُن کر اسقدر طیش مین آیا کہ وہ کانپنے لگا اور بھرائی ہوئی آواز مین دانت کٹکٹا کر کہا:-

مین! افوہ! تمھاری مدد!..... اور اپنے آقا کی بربادی کیلیے.... افوہ! نہین! ہرگز نہین! کبھی نہین!

یہ کہکر کھڑا ہو گیا، لیکن غصہ اور بیحد نشہ کی وجہ سے اسکی سب طاقت سلب ہو رہی تھی، وہ پھر بیٹھنے پر مجبور ہو گیا اور کہنے لگا:-

مسٹر فیکس یہ بات خوب جان لو کہ اگر تمھاری باتین سچ بھی ہین اور میرا آقا وہی چور ہی جسے تم تلاش کر رہے ہو تب بھی مین قطعاً تمھین مدد دینے سے انکار کرتا ہون کیونکہ مین اس کا نوکر ہون، نمک خوار ہون، مین نے اُسے بہت عالی حوصلہ، دیانت دار اور شریف آدمی پایا ہی، لھذا اُس کے ساتھ مین کبھی نمک حرامی نہ کرونگا، یہانتک کہ اگر تمام دنیا کے سونے کا میرے آگے ڈھیر لگا دیا جائے تب بھی اُسکے ساتھ خیانت نہ کرون گا اللہ اللہ خیر سلا!!-

فیکس- تو معلوم ہوا کہ تم میری استدعا رد کرتے ہو؟

پاسپارٹو- مین بہت سختی کے ساتھ رد کرتا ہون،

فیکس- اچھا اگر یہ ہے تو تم فرض کر لو کہ مین نے تم سے کچھ نہین کہا تم نے بھی کچھ نہین سُنا، فرمائیے! ہم آپ پیئین!

پاسپارٹو- ہان پیئین!-

یہ کہکر دونون اپنے اپنے جام باہم بدل کر چڑھا گئے، پاسپارٹو کو معلوم ہو

کر دفعتہً شراب نے اس کی حالت بالکل خراب کر دی ۔ اور حقیقت مین پاسپارٹو کو نشہ بہت چڑھ گیا تھا کیونکہ فیکس نے چھپا کر اسکے جام مین تھوڑی سی افیون اس خیال سے ڈالدی تھی کہ پاسپارٹو اپنے آقا تک نہ پہونچے اور اُسے کرناٹک جہاز کے آج شب کی روانگی سے مطلع نہ کر سکے ۔

افیون کے اثر سے بیچارہ پاسپارٹو بیہوش ہو کر کرسی سے میز کے نیچے جا پڑا اور اُسے کچھ اپنی خبر نہ رہی ۔

فیکس نے جب دیکھا کہ اس کا داؤن چلگیا اور پاسپارٹو بیہوش ہو چکا ہی تو اپنے دل مین کہنے لگا :۔

کامیاب ہو گیا ! کامیاب ! اب پاسپارٹو اپنے آقا تک پہونچے گا ، اور نہ اُسے جہاز کی روانگی کا علم ہوگا ! اور جبتک دوسرا جہاز آئیگا مجھے گرفتاری کا وارنٹ بھی ملجائیگا ، گرفتار کر کے خوب مالدار اور دولتمند ہو جاؤن گا ! اوہ ! کیا دولت ملی ، اور کیا کام بنا ہی ! مانا کہ اُسے جہاز کی آج شب کی روانگی کا علم بھی ہو گیا ہو ، اور وہ چلا جائے ، پھر بھی اتنا تو مین نے کیا کہ اسکے اس منحوس فرانسیسی بیچے رفیق کو تو اس سے جدا کر دیا ۔

خوشی خوشی اپنے دل سے باتین کرتا ہوا شراب کی قیمت ادا کی ور شراب خانہ سے نکل کر پھر اپنے کام مین لگ گیا ۔

شراب خانے والون نے پاسپارٹو کو اُٹھا کر افیونیون کے ایک بستر پر ڈالدیا ۔

اٹھارھوان باب

فیکس اور فلیاس فوگ کہان باہم شناسا اور یکجا ہوتے ہین ؟

جسوقت یہ واقعہ شراب خانہ مین ہو رہا تھا ، فلیاس فوگ اور جودھا بائی دونون ساتھ شہر کے بازارون مین گشت کر رہے تھے ، چونکہ جودھا بائی اپنے مخلص دوست فلیاس فوگ کے

ساتھ یورپ جانے پر رضی ہے، فلیاس فوق نے ضروری سمجھا کہ سفر دور دراز سفر کیلیے وہ عورتون کی ضرورت کا تمام سامان خریدے، اگرچہ فلیاس فوق محض ایک دستی بکس لیکر تمام دنیا کا سفر کرسکتا ہی، مگر ایک عورت بغیر بہت سی چیزون اور سامان کے اسقدر دور دراز سفر مین نہین چل سکتی، اس بنا پر فلیاس فوق بہت سکون و اطمینان کے ساتھ اس شیرین ادا خاتون کی ضرورت کا سامان خریدنے مین مصروف تھا، مگر فلیاس فوق کی ان تمام لطف و کرم کا جو کچھ بھی یہ خاتون شکریہ ادا کرتی تھی فلیاس فوق جواب مین صرف یہی کہتا جاتا تھا کہ "اس کی حاجت نہین اسکی ضرورت نہین! یہ میرے سفر کی ضروریات مین داخل ہی میرے پروگرام مین ایسا ہی لکھا ہی"

چیزین خریدنے کے بعد دونون ہوٹل مین آئے اور ہوٹل کے بڑے کمرے مین بیٹھکر دونون نے شام کا کھانا کھایا، کھانے کے بعد باہم ہاتھ ملاکر پھر خود ما بائی اپنے کمرے مین آئی، راستہ کی تھکن اور جہاز پر سوار ہونے کے لیے صبح سویرے اُٹھنے کے خیال سے جلدی سو رہی، فلیاس فوق آدھی رات تک ہوٹل کے کمرے مین بیٹھا اخبار دیکھنے مین مصروف رہا، چونکہ فلیاس فوق ان لوگون مین سے تھا، جو ہر چیز کو تجسس سے دیکھتے ہین اور ہر بات کی کھوج مین پڑ جاتے ہین اسلیے ملازم کے ابتک سونے کے لیے ہوٹل مین نہ آنے کی وجہ سے وہ متفکر تھا تاہم فلیاس فوق وہ آدمی نہین ہی جو ایسی باتون پر اپنا دماغ صرف کرے،

اور جب جہاز کل صبح جانیوالا ہی تو اُسے اور کس بات کی فکر ہونے لگی؟ ہیرے دن جب فلیاس فوق نے پاسپارٹو کو آواز دی اور وہ نہ نکلا تو نہایت اطمینان بیفکری کے ساتھ اپنا بکس اٹھاکر خود ما بائی کو پکارا اور ایک گاڑی مین بیٹھکر بندر کیطرف روانہ ہوا آدھ گھنٹے کی مسافت طے کرکے، دونون بندر مین پہونچے لیکن وہان جاکر فلیاس فوق کو معلوم ہوا کہ بارہ گھنٹے پہلے دو کرناٹک جہاز جا چکا ہی۔

فلیاس فوق مطمئن تھا کہ وہ بندر پر پہونچکر یا سپارٹو اور جہاز کو موجود پائیگا، مگر اُس نے وہان دونون مین سے ایک کو بھی نہ پایا، ایسی حالت مین فلیاس فوق کی جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو اس ناگہانی حادثہ سے بہت پریشان و مایوس ہو جاتا، مگر اس کی پیشانی اور چہرہ سے ذرا بھی پریشانی اور اضطرابی کے آثار ظاہر نہ ہوے، بلکہ جو دھابائی کو جسکی جادو بھری آنکھون مین آنسو ڈبڈبا رہے تھے تسلی دیکر کہا:-

میڈم غم و غصہ نہ کرو ایہ ایک اتفاقی حادثہ تھا جو پیش آگیا، کچھ اندیشہ نہین ہی،

اس عرصہ مین فیکس نے، جو دور سے فلیاس فوق کو دیکھ رہا تھا، جھٹ اُس کے قریب آ کر اور بہت اخلاق و تہذیب کے ساتھ سلام کر کے کہا:-

مین خیال کرتا ہون کہ جناب بھی مجھ خاکسار کی طرح "کرناٹک" جہاز پر سفر کرنا چاہتے تھے،

فلیاس- ہان! لیکن لوگ کہتے ہین کہ کرناٹک جہاز رات ہی کو جا چکا ہی،

فیکس- جناب الٰہی ہوا! ہیا زمند تو "بوکوہامہ" جانیکے لیے ٹکٹ لیا تھا لیکن اب سوار ہونے کے لیے آیا تو سنا کہ جہاز چلا گیا۔ یہ خبر سنکر نہایت تردد مین ہون مسافرون کے ساتھ ایسی بدعہدی جائز رکھنا حقیقت مین کمپنی کی ایک بدمعاملگی شمار کیجائیگی، اب ہمین آٹھ دن تک یہان دوسرے جہاز کا انتظار کرنا پڑیگا!

فیکس نے جسوقت "آٹھ دن" کا کلمہ زبان سے کہا ہی، وہ اپنی اندرونی مسرت سے اُچھل پڑا، کیونکہ اس عرصہ مین ضرور ہی وارنٹ گرفتاری اُسے ملجائیگا لیکن فلیاس فوق کی زبان سے، جب اُس نے یہ الفاظ سنے کہ:-

"گمان غالب ہے کہ "ہانگ کانگ" کے بندر مین "کرناٹک" کے علاوہ کوئی جہاز یا اسٹیمر ضرور ہوگا"

تو فیکس کے چہرہ کا رنگ اُڑ گیا اور جب اُس نے دیکھا کہ فلیاس جو دھابائی کو اپنے

پہلو مین لیے ہوے سٹیمرون کے بندر کی طرف روانہ ہوا تو اس کا سارا بدن کانپنے لگا، اور بے اختیار اُسکے پیچھے ہو لیا۔ گویا فلیاس فوق ایک مقناطیس ہی اور فیکس ایک سوئی جو اس سے جدا نہین ہو سکتی۔

پہلے تو فیکس کی مراد کے موافق کام ہوا، فلیاس فوق کو تین گھنٹے تک بندر مین ہر طرف سر مارنے پر بھی کوئی اسٹیمر یوکوہامہ جانیوالا نہ ملا پھر بھی یہ عجیب الخیال جنٹلمین اپنی سعی و جستجو سے باز نہ آیا۔ آخر ایک بوڑھے کشتیبان نے اُس کے سامنے آکر پوچھا:۔

غالبًا جناب کو اسٹیمر درکار ہی؟

فلیاس۔ ہان! کیا تمھاری کوئی کشتی ہے جو ابھی روانہ ہو سکے؟

کشتیبان۔ ہان جناب والا۔ ۴۳ نمبر مضبوط اسٹیمر میرا ہے اور جناب کے لیے تیار اور حاضر ہے۔

فلیاس۔ تیز رفتار ہے؟

کشتیبان۔ ہان آٹھ نو میل فی گھنٹہ چلتا ہی۔ آپ دیکھنا چاہین تو بتا دون۔

فلیاس۔ ہان! مین دیکھنا چاہتا ہون۔

کشتیبان۔ حضور میری کشتی سے بہت خوش ہون گے۔ کیا حضور دریا مین سیر کرنا چاہتے ہین؟۔

فلیاس۔ نہین۔ مین سفر کرنا چاہتا ہون۔

کشتیبان۔ یہ آپ کیا فرماتے ہین؟ کیا سفر کرنا چاہتے ہین؟

فلیاس۔ ہان! کیا تم مجھے یوکوہاما تک پہونچا دینے کا ٹھیکہ لیتے ہو؟

کشتیبان۔ مین خیال کرتا ہون کہ حضور مذاق فرمارہے ہین!

فلیاس۔ نہین مذاق نہین کرتا! "کرناٹک" جہاز پر نہ پہونچ سکا، لیکن مجھے ۱۴ نومبر تک یوکوہامہ پہونچ جانا ضروری ہی۔ تاکہ جو جہاز تاریخ مذکور کو وہان سے سانفرانسسکو جاتا ہی۔

اس پر سوار ہو سکون،

کشتیبان۔ مجھے بہت افسوس ہی مگر کیا کیا جائے ایسا سفر غیر ممکن ہی،

فلیاس۔ تمھین سو پونڈ روزانہ دون گا۔ اور اگر جہاز کے معینہ وقت پر پہونچ گئے تو دو سو پونڈ انعام بھی دون گا،

کشتیبان۔ کیا یہ بات آپ سچ اور ٹھیک ٹھیک کہتے ہین؟

فلیاس۔ مین سچ اور ٹھیک بات کے سوا اور کچھ نہین جانتا۔

کشتیبان ایک طرف ہٹ کر، غور سے دریا کو دیکھنے لگا اور تھوڑی دیر تک غور و فکر مین ڈوبا رہا۔ گویا وہ اتنی بڑی آمدنی کے متعلق دریا سے مشورہ کر رہا تھا۔

فیکس کی حالت دیکھنے کے قابل تھی، اس وقت اسکی تمام امیدین کشتیبان کی ایک جنبش لب سے وابستہ تھین!

کشتیبان پھر فلیاس فوق کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور فلیاس فوق نے پوچھا:۔

کیا طے کیا؟

کشتیبان۔ حضور آپ کا خادم ایک چھوٹے سے اسٹیمر کو اس عالم طوفان مین یوکوہامہ تک جو یہان سے پانچ ہزار چھ سو پچاس میل دور ہے، نہین لیجا سکتا، اپنی جان اپنی کشتی اور اپنے مسافرون کو ہلاکت مین نہین ڈال سکتا۔

فیکس کی جان مین جان آئی اور اس نے یہ بات سُن کر ذرا اطمینان و مسرت سے ایک گہری سانس لی۔ لیکن کشتیبان نے پھر سلسلہ گفتگو شروع کر کے کہا:۔

تاہم مین آپ کے لیے ایک تدبیر کر سکتا ہون،،

فیکس کا دم پھر فنا ہونے لگا۔

فلیاس۔ کیا؟

کشتیبان۔ مین یہان سے نیگا ساکی تک جو جنوبی جاپان کے بالکل آخر مین واقع ہے

شنگھائی تک چلتا ہون شنگھائی یہان سے آٹھ سو میل ہی، اس صورت مین ساحل سے بھی ہم دور رہ ہوتے پائین گے اور چونکہ ساحل کے پانی کا بہاؤ شمال کی طرف ہے اس لیئے جلد چل سکین گے،

فلیاس ـ میان کشتیبان! ہمارا مقصد تو یہ ہے کہ جو جہاز دوسانفرانسسکو، جاتا ہے اسپیر سوار ہو جائین، وہ یوکوہامہ سے روانہ ہوگا نہ کہ شنگھائی سے،

کشتیبان ـ جناب من! آپ کو لوگون نے غلط بتایا جو جہاز سانفرانسسکو جاتا ہے وہ پہلے شنگھائی سے چلتا ہی، پھر نینگاساکی آتا ہی وہان سے پھر یوکوہاما ہوتا ہوا امریکہ چلا جاتا ہے،

فلیاس ـ کیا تمھین یہ ٹھیک ٹھیک معلوم ہی؟ اور اس بات پر تمھین یقین و اطمینان ہی؟

کشتیبان ـ ہان مجھے خوب اچھی طرح معلوم ہی، یہی بات ہی،

فلیاس جس جہاز کو تم کہہ رہے ہو وہ شنگھائی سے کسوقت چلتا ہی؟

کشتیبان اسی مہینے کی ۱۴ تاریخ کو شام کے وقت اس حساب سے ابھی ہم کو چار دن ہین، چار دن کے ۹۶ گھنٹے ہوتے ہین، اسٹیمر کو پوری طاقت سے چلائین گے، اور جو ہوائے جنوب مشرق سے چلنے مین ہماری مدد کی تو ہم ۸ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اس مدت مین آٹھ سو میل طے کر لیجائین گے، اور خدا کی مرضی شامل حال ہی تو سانفرانسسکو جانے والے جہاز پر اپنے کو پہونچا دین گے،

فلیاس ـ ہمارا تو یہ مطلب ہی کہ جو جہاز سانفرانسسکو جاتا ہی تم ہمین اُسپر پہونچا دو شنگھائی ہو یا نینگاساکی، یا یوکوہامہ، ہمارے نزدیک سب برابر ہین ہمین اس سے کچھ بحث نہین مین تمھین ہی سو پونڈ روزانہ دونگا، اور اگر مین جہاز پر پہونچ سکا تو اس سو پونڈ روزانہ کے علاوہ دو سو پونڈ انعام تمھین اور دونگا، راضی ہو چلنے ہو؟

کشتیبان ـ ہان چلتا ہون، ایک گھنٹے کے بعد سب بادبانون کو درست کر کے اور خوراک وغیرہ لیکر چلنے کو تیار رہون۔

فلیاس۔ بہت خوب اطے ہو گیا۔ کیا اسٹیمر کے مالک تم ہی ہو؟
کشتیبان۔ جی ہاں! میرا نام "جان بونسلے" اور میری کشتی کا نام "ٹانکو ڈر ہے"
فلیاس۔ کیا بیعانہ کی رقم کچھ پیشگی چاہتے ہو؟
کشتیبان۔ بہت مہربانی ہو گی!
فلیاس۔ لو! یہ بیعانہ کے دوسو پونڈ۔
اس کے بعد فیکس کی طرف پلٹ کر کہا:۔
آپ بھی اگر چلتے ہوں تو فرمایئے، میں اپنے اسٹیمر میں جگہ دلیکتا ہوں۔
فیکس۔ میں جناب والا سے یہی استدعا کرنے والا تھا۔
فلیاس۔ کچھ مضائقہ نہیں۔ آدھ گھنٹے کے بعد ہم آپ سب کشتی میں ہونگے۔
اسکے بعد جودھا بائی سے پوچھا:۔
آپ اس سفر سے اپنے دل میں کچھ ڈریں گی تو نہیں، کیوں؟
جودھا بائی۔ جب تک آپ کے ساتھ ہوں کسی چیز سے نہیں ڈرتی، لیکن میرا دل بیچارے پاسپارٹو کے لیے بہت بیچین ہے۔ خدا جانے وہ غریب کہاں ہا؟ کدھر گیا؟
فلیاس۔ کچھ اندیشہ نہ کرو میڈم، اس کا بھی کافی انتظام ابھی کیے دیتا ہوں۔
یہ کہکر ایک گاڑی والے کو پکارا۔ جودھا بائی کے ساتھ گاڑی میں بیٹھکر پہلے صدر دفتر پولیس میں اور وہاں سے فرانس کے سفارتخانہ میں جاکر پاسپارٹو کا سارا حلیہ تفصیل سے بیان کیا اور ایک کافی رقم جمع کر دی، کہ پاسپارٹو کے مل جانے پر اسے اس رقم کے ذریعہ سے اُس کے وطن بھیجدیا جائے۔

اس انتظام کے بعد دونوں پھر بندرمیں واپس آگئے، جان بونسلے کشتیبان کو آمادہ سفر دیکھ کر، فلیاس فوق، میڈم، فیکس، سب کشتی پر سوار ہو گئے۔
"ٹانکو ڈر" اسٹیمر ہر طرح مکمل اور مضبوط معلوم ہوتا تھا، بادبان بہت باقاعدہ اور

نہایت ہواگیر تھے۔ اسٹیمر کے اوپر اور نیچے کا حصہ نہایت صاف اور شفاف تھا کشتیبان جان بونسلے کے علاوہ، چار ملاح اور تھے، جو سب کے سب طاقتور، مضبوط، بہادر اور فن کشتی رانی مین خوب ماہر تھے، خود کشتیبان ایک پچیس سال کا تنومند وطاقتور، تیز بین اور گندمی رنگ کا آدمی تھا جس نے اپنی تمام عمر دریا کی موجون کے آغوش مین بسر کی تھی، اور اپنے ہم پیشہ لوگون مین اُس نے نہنگ دریا کا خطاب پایا تھا، فلیاس فوق نے نہایت تہذیب سے وہ کمرہ بتا کر اپنے مہمان فیکس سے کہا:۔

کیا کرون آپ کے لیے اس جگہ کے سوا اور کوئی جگہ نہین معاف فرمایئے گا۔

فیکس نے شکریہ پیش کر کے اپنے دل مین کہا:۔

اگرچہ رفیق چور ہی، لیکن بہت مہذب اور سیر چشم آدمی ہے!

۳ بجے بادبان کھول کر، کشتیبان جان بونسلے نے اسٹیمر کو بڑھایا مسافر اسٹیمر کی چھت پر بیٹھے تھے مسٹر فلیاس فوق اور جودھا بائی ابتک بندر کی طرف اس امید مین آنکھین لگائے تھے کہ شاید پاسپارٹو آئے، لیکن فیکس سخت اندیشہ و اضطراب مین تھا۔ وہ ڈر رہا تھا کہ اگر پاسپارٹو دفعتہً آگیا، تو اسکی شرارتون کا کچا چٹھا کھول کر رکھدیگا اور اسٹیمر سے ڈھکیل دیگا اور یہ خود اپنے چور کی گرفتاری سے محروم رہکر انعام کی رقم ہاتھ سے کھو دیگا۔

لیکن سخت افسوس ہی کہ پاسپارٹو نظر نہ آیا، شاید افیون کی تاثیر سے اب تک شراب خانہ مین بیہوش پڑا ہوگا!!

اُنیسوان باب

ٹانکوڈر اسٹیمر کا مالک کس طرح اپنا موعودہ انعام پاتا ہے؟

کشتیبان جان بونسلے نے سٹیمر کے سکان ہاتھ مین لیے اور بادبان کھولدیے اسٹیمر نے نہایت تیزی کے ساتھ موجون کو پھاڑنا شروع کیا۔

اس سال کے موسم مین ایک چھوٹی سی کشتی پر آٹھ سو میل کا دریائی سفر کرنے کیلیے نکلنا حقیقت مین ایک نہایت خطرناک جسارت شمار کیا جائیگا، خاصکر ایسی حالت مین کہ سواحل چین کے دریا ہمیشہ شدید ترین طوفانون کا نشانہ بنے رہتے ہین! اور ان طوفانون کے ظہور کا زمانہ بھی یہی اکتوبر، نومبر، دسمبر، جنوری کے مہینے ہین۔ فلیاس فوق بھی نومبر کے اخیر دنون مین ٹانکوڈر اسٹیمر پر سوار ہوا ہی کشتیبان جان بونسلے کو روزانہ کی اجرت دیکھنے ہوے، تو چاہیے تھا کہ بجائے شنگھائی کے یوکوہامہ تک جانے کا ٹھیکہ لے لیتا لیکن جان بونسلے اس قدر لالچی اور بیوقوف نہین ہے۔ اس سبب سے اس نے شنگھائی کو ترجیح دی گو یہ بھی خطرہ سے خالی نہین ہے۔ لیکن کشتیبان، اپنے اسٹیمر پر اتنی مسافت طے کر لینے کا اعتماد کر سکتا ہی۔

فلیاس فوق ایک کشتیبان کی طرح پانون چیرے دریا کی طرف نظر جمائے اور منھ مین کف لئے کھڑا تھا۔ جودھا بائی کشتی کے آخری حصہ مین ایک کنارہ پر بیٹھی حیرت کے ساتھ اُس پر آشوب دریا کو اپنا ممنون نظر بنا رہی تھی

اسٹیمر اسقدر جلد اور تیز جا رہا تھا کہ گویا ہوا بادبانون کے اندر گھس کر کشتی کو سطح سمندر سے اُٹھائے لینا چاہتی ہے،

رات ہوگئی۔ چونکہ قمری مہینے کی ابتدائی تاریخین تھین، اس لیے کرۂ قمر نے بھی پردۂ افق مین منھ چھپا لیا۔ سمندر، اور آسمان پر ایک گھٹا ٹوپ اندھیری پھیل گئی جنوب و مشرق کی طرف سے کالی کالی گھٹائین، پے در پے اُٹھ اُٹھ کر فضائے آسمان پر چھانے لگین۔

فیکس اسٹیمر کی ایک دیوار سے تکیہ لگائے فکر و تردد مین ڈوبا ہوا تھا اور سمجھتا تھا

کہ فلیاس فوق بہت کم سخن ہے، اس لیے اس سے گفتگو کرنے کی جسارت بھی نہیں کرتا تھا اسکے علاوہ وہ ایک ایسے چور کے ساتھ گفتگو کرنا بھی معیوب سمجھتا ہے جس نے لندن کے ایک مشہور بنک پر ڈاکہ ڈالا اگرچہ اس کے طفیل میں اور اس کے اسٹیمر پر سفر کرنا بھی اپنی شان کے خلاف سمجھتا ہے، لیکن کیا کرتا مجبور تھا، کیونکہ اس کے سوا چارہ بھی نہ تھا اسی لیے اس معاملہ میں چشم پوشی کر جاتا ہے کچھ بہتر خیال کیا پھر بھی وہ اپنی فکر دن اور تدبیر آرائیوں سے خالی نہ تھا، یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ فلیاس فوق اب یوکوہاما والے جہاز پر سوار ہو کر امریکہ جانے والا ہے، اور وہاں بالکل آزاد ہو جائیگا۔

فیکس کا خیال و گمان یہ ہے کہ "فلیاس فوق نے لندن بنک سے اتنی بڑی مالیت کے نوٹ چرائے ہیں تو اور معمولی چوروں کی طرح اس نے یہ نہیں کیا کہ سیدھا لندن سے امریکہ چلا جائے، بلکہ پولیس کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کیلیے زمین کے تین حصوں کا دورہ کر کے پھر امریکہ کی متفقہ جمہوریت کے زیر سایہ جاکر، کمال آرام و طمینان کے ساتھ بنک کے یہ پونڈ نوش جان کرنا چاہتا ہے، آخر جب امریکہ پہنچ جائیگا اور وہاں رہنے لگے گا تو پھر وہ کیا کریگا؟ وہاں تو اسے گرفتار کرنیکا کوئی حق ہی نہیں، تو کیا وہیں چھوڑ دیگا؟ نہیں نہیں! فیکس نے اپنی جگہ پر یہ بالکل طے کر لیا ہے کہ چھوڑیگا ہرگز نہیں وہاں وہ یہ کوشش کریگا کہ برٹش حکومت کی طرف سے حکومت امریکہ کے نام مجرم کی واپسی کا حکم منگوائے۔

جو دھابائی یا سپارٹو کے کھو جانے اور اسطرح بے نشان ہو جانے کی وجہ سے بہت زیادہ پریشان افسردہ تھی، فلیاس فوق بھی اس فکر سے خالی نہ تھا لیکن بہت کچھ خیالات دوڑانے کے بعد اس نے اس مسئلہ کے بارہ میں یہ رائے قرار دے لی کہ پاسپارٹو غلطی سے کرناٹک جہاز پر سوار ہو کر چلا گیا ہے، جودھابائی کا دل بھی یہی کہتا تھا، پھر بھی اسے افسوس ضرور تھا اور اپنے دل کو اس خیال سے تسلی دیتی تھی کہ اگر در اصل پاسپارٹو کرناٹک جہاز پر چلا گیا ہے

تو وہ ضرور اپنے سچے نجات دلانے والے محسن کو یوکوہاما میں پائے گی!

آدھی رات کے قریب ہوا بہت تیز چلنے لگی۔ فلیاس فوق اور جودھا بائی اپنے کمرہ میں چلے آئے فیکس ان سے پہلے آکر ایک کونے میں پڑا سو رہا تھا۔

دوسرے دن طلوع آفتاب کے وقت "رفتار نما"[1] سے معلوم ہوا کہ سو میل سے زیادہ سفر طے ہو چکا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اسٹیمر آٹھ نو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چل رہا ہے۔ اگر برابر یہی رفتار رہی تو منزل مقصود پر بروقت پہونچ جانا ظاہر ہے۔

آج تمام دن کشتی ساحل سے زیادہ دور نہیں ہوئی، دریا کی روانی بھی کشتی کی سرعت رفتار میں مدد دیتی رہی تھی۔ ساحل چونکہ کشتی سے پانچ چھ میل کے فاصلہ پر تھا اسلیے اکثر نظر آجاتا تھا۔

دوپہر سے پہلے ہوا میں کسی قدر سکون پیدا ہوا۔ کپتان نے سب بادبان کھول دیے لیکن کمی کے بعد ہوا کی شدت پکڑ جانے سے پھر کچھ بادبانوں کو لپیٹ دینے پر مجبور ہوا۔

فلیاس فوق، اور جودھا بائی پر چونکہ سفر دریا کے دوران (چکر دن) کا زیادہ اثر نہیں ہوا تھا، انھوں نے بہت اشتہا کے ساتھ وہ کھانا کھایا جو ہانگ کانگ سے اپنے ساتھ لائے تھے، لیکن فیکس چکر دن میں مبتلا تھا۔ اسوجہ سے اُس نے فلیاس فوق کی دعوت طعام سے معذرت چاہی۔

شام کو پھر رفتار نما سے معائنہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ابتک دو سو میل مسافت طے ہو چکی ہے۔ اگر اسٹیمر کی رفتار کا یہی معیار رہا تو فلیاس فوق اپنے مقررہ وقت میں شنگھائی پہونچکر اس جہاز پر سوار ہو جائیگا جو یوکوہاما اور سانفرانسسکو جاتا ہے اور جو خطرناک مانع ہانگ کانگ میں اس کا سدراہ ہو گیا تھا، اس صورت میں اسکی تلافی ہو جائیگی۔

---

[1] جس آلہ سے اسٹیمر کی سرعت رفتار کا اندازہ معلوم ہوتا ہے اُسکے لیے اردو میں کوئی نام نہیں ہے لہٰذا ہم اسکے لیے یہ نام وضع کرتے ہیں، اور اسی سے یاد کرینگے ۱۲ مترجم اردو

آدھی رات کے ایک گھنٹہ بعد "ٹانکوڈر" کشتی آبنائے "فارموسا" سے گزری، جو مشہور وبزرگ جزیرہ "فارموے" اور ساحل چین کے درمیان مین واقع ہے۔

اس آبنا مین پانی کی تیز روانی، اور شدت ہوا کی وجہ سے دریا بہت موج خیز اور تند و پر شور تھا۔ کشتی اسقدر لرزش مین آگئی کہ اُسکی چھت پر کھڑا ہونا دشوار ہو گیا۔ طلوع آفتاب کے وقت تو اسقدر ہوا نے زور باندھا کہ کشتی گھانس کے تنکے کی طرح پانی کی سطح پر بہی جا رہی تھی۔ فضائے ہوا مین طوفان اُٹھنے کے آثار نمایان تھے۔ میزان الہوا دبار و میٹر) سے جو کشتی پر موجود تھا، ہوا مین ایک عظیم الشان تغیر محسوس ہونے لگا جنوبی مشرق کی طرف سے بڑی بڑی موجین اُٹھتے دکھائی دینے لگین۔

کپتان جان بونسلے ہوا کو اپنے خاص اندازہ و غور سے دیکھ کر کچھ ہونٹون ہی ہونٹون مین بڑبڑاتا ہوا فلیاس فوق کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ:۔

کیا مین جناب سے کچھ عرض کر سکتا ہون۔؟

فلیاس ۔ ہان! کہہ سکتے ہو!

کپتان ۔ اچھا تو آپ ہوشیار رہین، ایک خوفناک طوفان سے ہم دوچار ہونے والے ہین۔

فلیاس۔ یہ طوفان شمال سے آتا ہے یا جنوب سے؟

کپتان۔ جنوب کی طرف سے آرہا ہے، اور وہ بھی ایک مہلک آندھی اور بگولے کی طرح۔

فلیاس ۔ اگر جنوب کی طرف سے آتا ہے تو کچھ پروا نہین، وہ ہمین آگے ہی لیجلے گا۔

کپتان ۔ اگر آپ اسقدر دلاور ہین تو مجھے بھی کچھ پرواہ نہین۔

جان بونسلے نے غلط نہین کہا تھا، تھوڑی دیر کے بعد ہی طوفان اُٹھا، اِس موسم مین دریائے چین کے بگولے نہایت شدید اور خطرناک ہوتے ہین۔

کپتان نے شروع ہی سے احتیاط کے ذرائع اختیار کر لیے تھے۔ اب اس نے

تمام بادبان لپیٹ دیے، اور بلیان رسیون سے خوب مضبوط باندھ دین صرف کشتی کے سرے کے بادبان کھلے چھوڑ دیے تھے، کہ اگر کشتی کا اگلا حصہ ڈوبنے لگے، تو اس بادبان کی رسی کھینچ کر ابھارا جا سکے۔ دوسرے بادبانون کو بلیون سے خوب مضبوط لپیٹ دیا۔ تمام روشندان زینے کا راستہ، اور اسٹیمر کے ٹوپ دسر پوش، مضبوطی سے بند کر کے ڈھانک دیے اور اسٹیمر کی چھت پر ایک بہت بڑا موم جامہ ہر طرف سے خوب اچھی طرح سے کس دیا کہ اسٹیمر کے اندر پانی کا ایک قطرہ آنا بھی محال معلوم ہوتا تھا۔

۸ بجے بہت زور و شور سے پانی برسنا شروع ہوا، ہوا بھی لحظہ بہ لحظہ زور تیز ہوتی گئی۔ جان بونسلے نے مسافرون کو کمرے کے اندر جانے کی ہدایت کی لیکن فلیاس فوگ جو۔ پاسپارٹو اور فیکس نے ایسے بے ہوا غار مین قید ہونے سے کشتی کی چھت پر رہنا ہی گوارا کیا اس لیے اُن سبھون نے اپنے کو بلیون کی رسیون سے خوب اچھی طرح کس لیا کہ کوئی موج انھین بہا کر نہ لیجا سکے۔ اس بے درمان بلا یعنی ہوا نے رفتہ رفتہ اس قدر زور پکڑا کہ وہ چھوٹا اسٹیمر پرندے کی طرح اڑنے لگا۔ موجین کشتی کو کبھی آسمان پر پہونچا دیتی ہین اور کبھی بے تھاہ گہرائی مین گرا دیتی ہین۔ ہر موج ایک بڑے پہاڑ کی طرح اُٹھ کر اسٹیمر کو ایک دم ایک فرسنگ آگے پھینک دیتی ہے۔ ہوا کی تیزی اسپشل ٹرین سے بھی کہین زیادہ تیز تھی۔

شام تک کشتی نے ہوا کی اس شدید ترین تیزی اور موجون کی بے پناہ روانی سے شمال کی طرف جو اسکی منزل مقصود تھی، بہت بڑی مسافت طے کر لی۔ بارہا ایسا ہوا ہے کہ پہاڑ ایسی موجین اُٹھ کر چاہتی تھین کہ کشتی کے اوپر سے گذر کر اس کو اپنے نیچے لے لین، لیکن سکان جان بونسلے ایسے ماہر کامل کپتان کے ہاتھ مین تھا اور بڑے ماہرانہ طریق استعمال سے ان موجون کی جلوگیری کر رہا تھا۔ سر سے پانوٗن تک مسافر پانی مین بھیگے ہوئے تھے، بلکہ بہت سا پانی ہر شخص کے حلق اور ناک مین اتر اتر گیا تھا۔ فیکس یہ حال دیکھ کر

خوف کے مارے بدحواس پڑا تھا لیکن فلیاس فوق اسی طرح مطمئن بے پروا، اور قوی دل دکھائی دیتا تھا، جو دھابائی اُنکی خودداری دیکھہ دیکھہ کر گمان کرتی تھی کہ یہ طوفان بھی سفر کے پروگرام مین داخل ہے۔ اس خیال سے وہ بھی بڑی بیفکری و دلاوری کے ساتھ موجون کے تھپیڑون کا مقابلہ کر رہی تھی۔

اگرچہ شام تک "ٹانکڈر" اسٹیمر ہوا چلنے کی وجہ سے شمال کی طرف چلتا رہا۔ لیکن شام کے بعد ہوا کا رخ بدل گیا موجون نے ٹانکڈر کو ایک پہلو سے دبانا شروع کیا کشتی اسقدر جنبش اور لرزش مین آگئی تھی کہ شدت امواج سے ہر وقت اُس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کا خوف تھا۔ آدھی رات کو طوفان نے اور شدت پکڑی، بادل کے لکے دریا، موجین، تاریکی، سب کچھہ اس طرح باہم مل جلکر ایک ہوگئے تھے کہ اُن کا دوسرے سے جدا کرنا ممکن نہ تھا۔

جان بونسلے بتدریج طوفان کی یہ ترقی دیکھہ کر سخت اندیشہ و تردد مین پڑا تھا اور اپنے ساتھی ملاحون سے مشورہ کر کے فلیاس فوق کے پاس آیا اور کہنے لگا:۔

جناب والا! اب طوفان رفتہ رفتہ اور زیادہ بڑھہ رہا ہے، اور ہلاکت کا خوف سامنے ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ اگر ہم لوگ اپنے کو ایک کنارے لگا لین تو کچھ قباحت نہ ہوگی۔

فلیاس۔ مین بھی مناسب سمجھتا ہون۔

جان بونسلے۔ بہت خوب جناب بھی جب اسپر راضی ہین تو مین کشتی کو ایک نزدیک ترین ساحل کی طرف لیچلتا ہون۔

فلیاس۔ مین تو ایک ساحل کو جانتا ہون، اگر کشتی کو اُسی طرف لے چلو تو نجات کی اُمید ہے۔

جان بونسلے۔ خدا حضور کو خوش رکھے! وہ کون سا ساحل ہے؟۔

فلیاس۔ شنگھائی!

اگرچہ پہلی دفعہ کپتان جان بونسلے فلیاس فوق کا مطلب نہیں سمجھا تھا، مگر اب سمجھ کر کہا:۔

"بیشک آپ کو یہ کہنے کا حق ہے کہ شنگھائی چلیں"

رات حقیقت میں بیحد خوفناک اور بھیانک تھی اور اس رات کو کشتی کا نہ ڈوبنا بھی خلاف احتمال اور عقل سے دور تھا کئی مرتبہ کشتی اُلٹ پلیٹ ہو گئی لیکن یہ ایک معجزہ تھا کہ پھر سیدھی ہو کر تیرنے لگی۔

فلیاس فوق کے سوا سب زندگی سے مایوس ہو چکے تھے فیکس بیہوش پڑا تھا جو دھا بائی کمال ہمت کے ساتھ ثابت قدم تھی۔ باوجود اس پر آشوب شور و شر اور خطرہ کے فلیاس فوق کا چہرہ ایک تازہ قوت استقلال بخش رہا تھا۔

صبح ہو گئی طوفان اسی طرح زور پر تھا تاہم ہوا پھر اپنی اصلی حالت پر آگئی، اور کشتی کی تیزی و سرعت کا سبب ہو گئی۔ رات کی شدت ہوا سے جو موجیں اٹھی تھیں وہ صبح کی اس نئی ہوا سے اٹھنے والی موجوں سے کچھ اس زور و شور سے ٹکرائیں، اور دریا میں کچھ ایسا شور و تہلکہ برپا کر دیا تھا کہ اگر ٹانکوڈر انتہا درجہ کا مضبوط و مستحکم نہ ہوتا تو ضرور پاش پاش ہو جاتا۔

کبھی کبھی بہت دور بادلوں کے درمیان سے خشکی کی جھلک سی نظر آجاتی تھی لیکن سطح سمندر پر کوئی اسٹیمر یا جہاز دکھائی نہ دیتا تھا صرف ایک ٹانکوڈر البتہ تھا۔ خدا خدا کر کے ظہر کے وقت ہوا میں کچھ اعتدال ہوا، مسافروں کی جان میں جان آئی سب نے کچھ دیر آرام کر کے کھانا کھایا۔ روانگی کے تیسرے دن اور طوفان کے دوسرے دن کی رات بمقابلہ گذشتہ راتوں کے بہت سکون کے ساتھ گذری۔

کپتان نے اسٹیمر کے نیچے کے بادبان کھول دیے، کشتی کی رفتار میں پھر وہی

تیزی آگئی - دوسرے دن یعنی نومبر کی ۲۴ - تاریخ کو صبح کے وقت جان بونسلے نے بتایا کہ شنگھائی سو میل رہگیا ہے - لہذا ضروری ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو آج شام تک یہ سو میل کی مسافت طے کرلین اور شنگھائی پہونچ جائین، تاکہ یوکوہاما جانیوالے جہاز پر سوار ہو سکین - اگر طوفان نہ آجاتا تو یہ بہادر سیاح اسوقت شنگھائی پہونچ چکے ہوتے -

اسوقت شدت ہوا مین کمی ہوگئی اور دریا مین بھی سکون تھا، لہذا ملاحون نے سب بادبان کھولدیے ۲ بجے اسٹیمر شنگھائی سے ۴۵ میل رہ گیا ہے، صرف ۶ گھنٹے جہاز کی روانگی مین باقی ہین، اور لازمی تھا کہ انھین چھ گھنٹون کے اندر یہ لوگ اپنے کو شنگھائی کے بندر پر پہونچاتے -

کشتی مین ہر شخص امید بیم کی حالت مین تھا، اور فلیاس فوق کے سوا ہر شخص کا دل سخت تردد اور خلجان مین تھا - جہاز پر پہونچنے کے لیے کشتی کو فی گھنٹہ نو میل چلنا چاہیے حالانکہ رفتہ رفتہ ہوا مین کمی ہوگئی کشتی کی رفتار مین بھی آہستہ آہستہ سستی آگئی - کیا کرنا چاہیے! کوئی چارہ نہین! ہوا کا حاصل کرنا انسانی قوت سے باہر ہے!

۶ بجے شنگھائی دس میل کے فاصلہ پر رہگیا تھا، لیکن جہاز کی روانگی کا وقت بھی بہت نزدیک تھا - سات بجے یہ لوگ تین میل کے فاصلہ پر تھے، اسوقت ملاحون نے اپنی عادت کے موافق گالیان دینا اور بیہودہ بکنا شروع کیا، کیونکہ فلیاس فوق نے جو انعام کا وعدہ کیا ہے وہ ان کے ہاتھ سے نکلا جاتا ہے، اور وہ جہاز کے روانہ ہونیکے مقررہ وقت تک پہونچ نہین سکتے! جان بونسلے اور سب ملاح حیران تھے کہ کیا کرین فیکس اپنے دل مین بہت شاد و خرم تھا - جودھا بائی چپکے چپکے حسرت کے ساتھ آنسو بہا رہی تھی - فلیاس فوق کے چہرے سے ذرا بھی پریشانی کے آثار نہین ظاہر ہوتے تھے - آخر یہ شخص بیجان ہے یا دیوانہ ہے -

اس عرصہ مین اتنی دور سے جہان سے شہر کے چراغ ستارون کی طرح چمکتے

دکھائی دیتے، ایک نہایت غلیظ اور بہت سیاہ دھوین کے بقے نظر آئے، یہ دھوان ایک بڑے جہاز کا تھا، یہ وہی جہاز ہے، جو اپنے معینہ وقت پر لوکوہاما، اور امریکہ جانے کے لیے چھوٹ چکا ہے۔

جان بونسلے نے اسے دیکھتے ہی کشتی کا سکان ہاتھ سے چھوڑ دیا اور زور سے چلا کر کہا:۔

افسوس! لعنت ہے شیطان پر! جہاز ہاتھ سے نکل گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

بغیر اسکے کہ فلیاس فوق کی وضع مین کوئی فرق آئے اُس نے کہا:۔

اشارے کرو! اسٹیمر کی توپ بھر کے آگ دیدو! اشارے کا پھریرا بیچ کے مستول مین لٹکا دو کہ مصیبت کی علامت ظاہر ہو۔

جان بونسلے بہت تیزی سے اُس چھوٹی سی برنجی توپ کی طرف جھپٹا جو کشتی کے سرے پر رکھی ہوئی تھی، سب نے جلدی جلدی توپ بھری اور مدد رسانی و مصیبت کا نشان چھوڑ دیا۔ جب سب سامان ٹھیک ہو گیا تو فلیاس فوق نے توپ چلانیکا حکم دیا۔ چھوٹی سی برنجی توپ کی گرج چارون طرف گونج گئی۔ سب نے دیکھا کہ جہاز ٹانکو ڈر کی طرف پلٹ پڑا ملاحون نے "ہُرے ہُرے" کہہ کہہ کر خوشی کے نعرے بلند کیے۔

بیسوان باب

پاسپارٹو کو پیسہ کی کہان قدر معلوم ہوتی ہے

اب ذرا پاسپارٹو کی خبر لین کہ وہ بیچارہ کس حال مین ہے؟ اور بندرگاہ ہانگ کانگ کے شراب خانہ مین اُس نے کیا کیا؟ فیکس کے شراب خانہ سے نکل آنیکے بعد، خدمتگارون نے بیچارہ پاسپارٹو کو اُٹھا کر افیونیون کے ایک بستر پر ڈالدیا۔ تین گھنٹے کے بعد جب اُسکو کسی قدر ہوش آیا تو اس نے اپنے کو یہان سے نکالنے کی کوشش شروع کی وہ کئی مرتبہ

اٹھا اور گرا، آخر کار بہزار خرابی کئی بار گرنے کے بعد، لڑکھڑاتا ہوا بھاگا، کہیں اس کا سر دیوار سے ٹکرا گیا کبھی پانوں اسقدر لڑکھڑا کر الجھ جاتے تھے کہ وہ گر پڑتا تھا، غرض کہ بڑی مصیبت سے وہ کرناٹک، کرناٹک، کرناٹک" کہتا ہوا بندر تک پہونچا بیچارہ کا سر بھی ننگا تھا اسکی ٹوپی شراب خانہ ہی مین رہگئی تھی،

جہاز اسی وقت روانہ ہونے کو تھا جس طرح بن پڑا اُس نے اپنے کو جہاز مین پہونچا دیا جہاز پر وہ پھر تیورایا اور بیہوش ہو کر گر پڑا خلاصیون نے جو مسافرون کی ایسی بدمستیون کے خوب خوگر ہو چکے تھے، پاسپار ٹو کو اٹھا کر دوسرے درجہ کے کمرے مین سُلا دیا۔

کرناٹک جہاز نومبر کی ۶ تاریخ، پاسپار ٹو کو لیے ہوئے ہانگ کانگ سے روانہ ہو چکا تھا اور نہایت سرعت کے ساتھ جاپان کے بندرگاہ یوکوہاما کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

جہاز تجارتی مال اور مسافرون سے کھچا کھچ بھرا تھا، صرف دو کمرے جو فلیاس فوق اور جودھا بائی کے لیے لیے گئے تھے خالی تھے۔

روانگی کے ایک دن بعد، صبح کے وقت جہاز نشین مسافرون نے ایک شخص کو دیکھا کہ ننگے سر، دیوانہ وار، بیوقوفون کی حرکتین کرتا ہوا دوسرے درجہ کے کمرون مین سے جہاز کی چھت پر آ کر ایک کونہ مین بیٹھ گیا۔

یہ شخص پاسپار ٹو تھا، نسیم صبح کے ٹھنڈے ٹھنڈے جھونکون سے اب کسی قدر اُسکے حواس درست ہوے، تو کل کی سرگذشت پر آہستہ آہستہ دل ہی دل مین غور کرنے لگا۔ بہت دشواری سے شراب خانہ کی بدمستی، فکس کی حیلہ سازی اور اُس کی بعض باتون کو خیال مین لا سکا۔ اور خود بخود اپنے دلمین کہنے لگا۔

بیشک! مین بہت بے حال ہو گیا تھا۔ اب اپنے مسٹر فلیاس فوق سے کیا کہونگا؟ وہ جب مجھے دیکھیگا تو کسقدر خفا ہو گا؟

پھر آپ ہی آپ اپنے دل کو تسلی دیکر بولا:۔

نہیں! نہیں! مسٹر فلیاس فوق بہت اچھا آدمی ہے، وہ جو کچھ بھی ہو ضرور مجھے معاف کر دیگا کیونکہ جو کچھ ہونا تھا ہو گیا، مگر جہاز تو ہاتھ سے نہ جانے پایا؟ میرے مسٹر فلیاس فوق کی سب سے بڑی خواہش یہی ہے۔

پھر اسکے بعد ملعون فیکس کا خیال آیا تو کہنے لگا:-

اُف! اُف! او ملعون! شکر ہے کہ میں نے تیرے ہاتھ سے نجات پائی یقین ہے تو ہمارے ساتھ اِس جہاز پر سوار نہوا ہوگا بیشک! کیونکہ جب میرے ساتھ یہ بدمعاشی کی ہے تو پھر جس جہاز پر میں ہوں، اُس پر سوار ہونے کی جرأت کیونکر کرسکیگا؟ خوب یاد رکھ کہ اگر تو مجھے ایک بار کہیں مل گیا، تو تیرا کلا دبائے بغیر نہ چھوڑونگا۔ تو میرے فلیاس فوق ایسے آقا کو بنک کا چور بتاتا ہے، اور تو ایسا خبیث جاسوس بنکر اُس کا تعاقب کرتا ہے! افوہ! اچھا بدمعاش، اچھا!!

یہ باتیں اپنے دل سے کرکے اور بہت کچھ دھمکیاں اور گالیاں فیکس کو دیکر، پھر کہنا شروع کیا:-

میں اپنے آقا کو اِس ملعون کی جاسوسی سے بالکل آگاہ نہ کرونگا، اچھا ہے کتے کی طرح ہمارے پیچھے پیچھے دوڑتا رہے۔ البتہ لندن پہونچکے اپنے آقا کو فیکس کے اِس خفیہ تعاقب سے اطلاع دونگا تاکہ وہ ہنسے اور مذاق اڑائے، مگر اِس وقت سب سے پہلے مجھے یہ چاہیے کہ اپنے آقا کے پاس جاؤں اور اُس سے اپنی اُس کل والی بدمستی کی معذرت چاہوں۔

پاسپارٹو یہ کہہ کر اُٹھا اور بہت وقت کے ساتھ جہاز کے آخری حصہ تک اپنے کو پہونچا سکا جہاں درجہ اوّل کے کمرے تھے، جہاز کے بالاخانوں کی بنچوں پر اپنے آقا اور جودھا بائی کو نہ پاکر، آہستہ آہستہ زینے سے دوسرے درجہ میں اُترا۔ اس میں اگرچہ کئی معزز جنٹلمین بیٹھے تھے، مگر اُس نے اُن میں بھی اپنے آقا کو نہ دیکھا۔ آخر مجبور ہو کر کمرے سے

ملازم سے پوچھا۔ اُسکے دریافت کرنے پر خدمت گار نے کہا:۔

"جیسے صاحب کو تم بتاتے ہو، ایسا ان کمرون مین نہین ہے"،

پاسپارٹو۔ مگر معاف فرمایئے! ضرور موجود ہوگا۔ جس صاحب کو مین پوچھتا ہون وہ ایک بلند قامت، نازک اندام، اور خوبصورت جنٹلمین ہے، جو کسی سے کچھ بات نہین کرتا، اُسکے ساتھ ایک عورت بھی ہے۔

خدمتگار۔ اِن کمرون مین کوئی عورت نہین ہے۔ تمھین یقین نہو تو مسافرون کی یہ فہرست دیکھ لو۔

پاسپارٹو مسافرون کے نامون کی ایک فہرست آخر تک دیکھ گیا اس مین اپنے آقا کا نام نہ پاکر سخت حیران ہوا اور کچھ سمجھ مین نہ آیا کہ اب کیا کرے دفعۃً اُسکے دلمین یہ خیال گذرا کہ شاید خود غلطی سے کسی دوسرے جہاز پر سوار ہوگیا ہے، لہذا اس نے پوچھا:۔

کیا اس جہاز کا کرناٹک نام ہے؟

خدمتگار۔ ہان کرناٹک ہے!

اتنے مین یکایک شراب خانہ کا کل والا سارا قصہ اُسے یاد آگیا اور تمام واقعہ اسکی آنکھون مین پھر گیا وہ "اُف" کرکے والان کی ایک بینچ پر گر پڑا اور گویا کہ اُسکے سر پر بجلی گر پڑی وہ نہایت غمگین اور پریشان ہوگیا، اُسے یاد آیا کہ جہاز نے اپنی روانگی کا وقت بدل دیا تھا۔ اور اُسے لازم تھا کہ جاکر اپنے آقا کو اس کی خبر دیتا، حالانکہ خود شراب خانہ مین بیہوش پڑا رہا اور اپنے آقا کو جہاز کی شام کی روانگی سے مطلع نہ کرسکا۔ یہانتک کہ ٹکٹ بھی اُسی کے پاس رہے، اسی لیے فلیاس فوق اور جودہابائی اُس جہاز پر سوار نہوسکے۔ لامحالہ اسکی حماقت اور ایک بڑی غلطی، یہ تمام مصیبت و آفت لائی ہے۔

بیشک یہ اس کا قصور ہے، مگر اس حماقت کا اصلی باعث بدمعاش فیکس ہے، اُسنے بیچارے پاسپارٹو کو بیہوش کرکے، اس کا موقع نہ دیا کہ اپنے آقا کے پاس جاکر اُسے وقت کی

اطلاع دینا۔ غریب پاسپارٹو انتہائے رنج وغصہ سے زار زار رونے لگا، اور سمجھ گیا کہ اس بیہوش کرنے سے فیکس کا یہی مطلب تھا کہ اُسکے آقا کو جہاز سے محروم رکھکے اُسے گرفتار کرے، اور اس صورت سے یقیناً اُس کا آقا شرط ہار جاتا اور اپنی دولت وہستی کو مٹا دیتا۔ اس صدمہ اور غصہ سے اُسکے سارے بدن مین آگ لگ گئی، اُسکے بعد اپنا خیال آیا! آخر اس غربت اور ان دور دراز ممالک مین بغیر اپنے آقا کے وہ کیا کریگا؟ اسوقت وہ جاپان جا رہا ہی ایک ایسے ملک مین جو بالکل کنارۂ مشرق مین واقع ہی، بے روپے پیسے کے کیونکر بسر کریگا؟ چند گینیان جو اسکی جیب مین تھین وہ بھی افیونیون یا شراب خانہ کے آدمیون نے چرالی ہین۔ ایسی حالت مین اس دور دراز سرزمین سے اپنے کو یورپ تک کس طرح پہونچا سکتا ہے؟ یہی غنیمت ہی کہ اُس نے جہاز کے ٹکٹ معہ کھانے اور پانی کے لیے ہین ورنہ ابھی سے بھوک کے مارے مرجاتا بیچارے پاسپارٹو کو مفلسی اور پیٹ کے رنج وغم نے اور بڑے خوف واندیشہ مین ڈال دیا بھوک کے خوف سے وہ فلیاس فوگ اور جودھابائی کے حصہ کا کھانا بھی ٹکٹ دکھا کے لے لیتا تھا اور سب کھا لیتا تھا کہ شاید بطور ذخیرہ کے معدہ مین کچھ جمع رہے۔

۲۵۔ نومبر کو صبح کے وقت کرناٹک جہاز یوکوہاما کے بندرگاہ مین پہونچا۔ یوکوہاما چونکہ بحرالکاہل کے بہت بڑے بندرگاہون مین شمار کیا جاتا ہی، اسلیے تمام جہاز جو چین جاپان اور امریکہ کے درمیان سے آتے جاتے ہین، اس بندر مین ضرور ٹھہرتے ہین یوکوہاما دریائے "یدو" کے کنارہ پر واقع ہے، اور شہر "یدو" سے (جو سلطنت جاپان کی دوسری بندرگاہ ہی) کئی فرسنگ کے فاصلہ پر ہی۔

کرناٹک جہاز گودی مین آ لگا۔ جہاز کے سب مسافرون نے نکلنا شروع کیا پاسپارٹو بھی نکلا، مگر یہ نہین جانتا تھا کہ کیا کرے؟ اور کہان جائے؟ آخر سوا اسکے کہ اس گلی سے اُس گلی مین، اور اس بازار سے اُس بازار مین واہی تباہی پھرتا ہے اُسے اور کوئی

کام نہ تھا۔

پاسپارٹو نے اس شہر کو بھی کلکتہ، ہانگ کانگ، کی طرح یورپین شہرون کے موافق پایا، دوکانین، مکانات، بازار سب بنے شہر کے ایسے دیکھے لیکن یہان کے لوگ مختلف قومون اور مختلف شکل و صورت کے نظر آئے چینی، جاپانی، امریکن فلیمنگی انگریز، غرض باہم خلط ملط بازارون اور سڑکون مین پھر رہے تھے۔

شہر کے انگریزی محلون مین گشت لگانیکے بعد وہ ملکی قومون، اور ملتون کے محلون مین داخل ہوا جاپانی محلہ کو نیپون کہتے ہین، جو جاپان کے دریاؤن اور جزیرون کا دیوتا ہے اس محلہ مین اکثر راستے بانس اور صنوبر کے درختون سے مزین ہین بعض مندرون کے عجیب و غریب دروازے پاسپارٹو کی نظر مین کھپے جاتے تھے لیکن فوراً بمبئی کا واقعہ یاد آگیا۔ اس سے مندر مین جانے کی جرأت نہین کی بعض پل بہت سلیقہ کے ساتھ نازک اور نہایت مضبوط بنائے گئے تھے۔ وہ بھی اسکی نظرون کو کھینچ لیتے تھے، ان کے دو رویہ کنارے بانس اور صنوبر کے باغون اور پرلطف چمن زارون سے آراستہ و پیراستہ تھے، انھین مین سے بعض باغیچے مذہب بودہ اور کنفیوشس کے مذہبی میلون کے لیے مخصوص تھے۔

بازار اور سڑکین آدمیون سے بھری ہوئی دکھائی دیتی تھین، صدہا مرد، عورت لڑکے اور ایک خاص قسم کی بے دم کی بلیان ان بازارون اور راستون مین گھوم پھر رہی تھین پاسپارٹو نے یہان کی عورتین بہت نمکین و خوبصورت تو نہین لیکن بہت پر تکلف اور عجیب قسم کے لباس مین پائین۔

پاسپارٹو چلتے چلتے شہر کے باہر نکل گیا اور چاول کے کھیتون مین ایک جگہ ٹھہرا۔ ان کھیتونکے کنارے عمدہ عمدہ، درختون، اور نایاب پھولون سے آراستہ ہو رہے تھے ان سب پھولون مین دو کونلمیا، کا پھول جو یورپ مین بہت نایاب و مرغوب سمجھا جاتا ہے یہان اس کثرت سے تھا کہ سبزہ خودرو اور اس مین کوئی فرق نہ تھا۔

گلاس آلو بالو، رنگ ترنگ کے درخت جن کی کلیون کو بہت دلپسند اور ہر دلعزیز شمار کرتے ہین بافراط موجود تھے، کھیتون مین بکثرت عجب عجب صورتون کے پتلے رکھدیے تھے۔ کہ رنگ برنگ کی چڑیان، اُن کھیتون کے آس پاس اڑتی پھرتی تھین، اور ان پتلون کے خوف سے کھیتون کے قریب تک نہین آسکتی تھین۔

پاسپارٹو نے اُنھین کھیتون کی سیر کرتے ہوئے ایک جگہ بکثرت بنفشہ اُگا ہوا دیکھا اُس نے کہین سنا تھا کہ بنفشہ کے پھولون مین غذائیت بہت ہوتی ہے لہذا فورًا کھانا شروع کردیا، لیکن جب اُس مین اپنے یہان کے بنفشہ کی سی بو اور لذت ذرا بھی نہ پائی تو مجبورًا اسکے کھانے سے ہاتھ اُٹھا لیا۔

رات ہوگئی تھی پاسپارٹو تو پھر شہر کو پلٹ آیا۔ بھوک کی شدت سے اُسکی آنتین قل ہو اللہ پڑھ رہی تھین، جہاز مین جو کچھ کھانے کا ذخیرہ اُس نے اپنے معدہ مین اکٹھا کرلیا تھا، اُس نے بھی کچھ کام نہ دیا، مگر سوا صبر کے کوئی چارہ نہ تھا۔

اکیسوان باب

پاسپارٹو کی ناک کہان حد سے زیادہ بڑھ جاتی ہے؟

دوسرے دن پاسپارٹو بہت بھوکا ہوا۔ آخر اس نے تہیہ کرلیا کہ جس طرح بھی بن پڑے بھوک رفع کرنے کی کوئی صورت نکالے پہلے تو چاہا کہ اپنی گھڑی بیچکر بھوک مٹائے۔ مگر ایسی گھڑی کا بیچ ڈالنا، جو اُسکے باپ نے اُسکے دادا سے، اور خود اُس نے اپنے باپ سے ورثہ مین پائی تھی، اُسے گوارا نہ تھا، بھوک سے مرجانا اُسے منظور تھا مگر گھڑی بیچنے پر وہ راضی نہ ہوا، وہ کسی قدر خوش گلو بھی تھا، لہذا اُس نے چاہا کہ اپنی خوش آوازی سے کچھ فائدہ اُٹھائے گیت دھن گا کر، شعر اشعار سُنا کر ہی کچھ پیسے وصول کرکے، اور اپنا پیٹ بھرے، لیکن ابھی بہت سویرا ہی، اِس خوف سے کہ کہین ایسا نہو کہ لوگون کے آرام مین خلل آئے اور پیسہ کے

عوض لات گھونسے کھائے: وہ صبر کرنے پر مجبور ہو گیا۔
پھر اس فکر مین پڑا کہ جو کپڑے وہ پہنے ہے، یہ بھاگنے کیلیے موزون نہین، لہذا اپنا لباس بدل ڈالنا بہتر ہو گا۔
یہ طے کر کے، اپنے اس کام کی دھن مین آگے بڑھا، تھوڑی ہی تلاش کے بعد ایک جاپانی کباڑیے کی دوکان ڈھونڈ نکالی، اور اس سے تبدیل لباس کی نسبت گفتگو کی۔
کباڑیے نے پاسپارٹو کا لباس پسند کیا، اور اُسکے کپڑون کے بدلہ مین ایک پرانا جاپانی جوڑا دیکر، کچھ نقد روپے بھی دیے۔
چند منٹ کے بعد پاسپارٹو ایک جاپانی فقیر کے روپ مین کباڑیے کی دوکان سے اس حالت مین نکلا کہ اپنی جیب مین کچھ روپے بھی رکھتا تھا۔ پاسپارٹو نے جب اپنے مبارک حلیے پر نظر ڈالی، تو اسے اپنی حالت وضع پر ہنسی آگئی اور خود بخود اپنے جی مین کہنے لگا۔
کچھ پروا نہین! مین اپنے کو "کرسمس" کے زمانہ مین فرض کیے لیتا ہون، جس مین عیسائی ہنسی مذاق کرتے اور سوانگ نکالتے ہین۔
الیسا روپ بدلنے کے بعد پاسپارٹو نے سب سے پہلے جو کام کیا وہ یہ تھا کہ ایک ہوٹل مین جاکر ایک روٹی، دو ایک پیالی چائے کے ساتھ اپنے پیٹ مین ڈالی، پھر وہان سے نکلکر اپنے کام کی دھن مین لگ گیا اور اپنے جی مین کہنے لگا:-
اب کیا کرنا چاہیے؟ اصل کام تو یہ ہے کہ جس طرح بھی ہو سکے اپنے کو جاپان سے امریکہ پہونچا دون، لیکن کیونکر پہونچا سکتا ہون؟
پاسپارٹو وہ توکل بخدا دیکھکر ایسے جہاز کی تلاش مین چل کھڑا ہوا جو امریکہ جانیوالا ہو، اسکا مطلب یہ تھا کہ محض پیٹ بھر روٹی کے معاوضہ پر جہاز مین جھاڑو دینے، انجن مین کوئلہ جھونکنے کی خدمت قبول کر کے امریکہ پہونچ جائے۔ آگے اللہ مالک ہے۔
پاسپارٹو یہی سوچ سمجھ کر بندر کی طرف چلدیا، اثنائے راہ مین اُسکی نظر ایک اشتہار

پر پڑی، جو ایک لکڑی کے تختے پر چسپان کیے ہوے، ایک شخص کاندھے پر لیے پھر رہا تھا
اُس اشتہار مین نربان انگریزی یہ لکھا ہوا تھا:-

جاپانی شعبدے دکھانیوالی ناٹک کمپنی

مشہور ولیم پال تھیکرا امریکین کا تھیٹر

بڑے نکے! بڑے نکے!!

یہ آخری کھیل ہے جسے کھیل کر کمپنی امریکہ چلی جائیگی،
جو بڑے نکون کا یہ تماشہ نہ دیکھے گا، بہت افسوس کریگا،

آئیے! آئیے!!

پاسپارٹو یہ اشتہار دیکھ کر چلا اٹھا کہ "واہ واہ! ہزار شکر ہے کہ منھ مانگی مراد پائی۔"
یہ کمپنی امریکہ جانیوالی ہی، تو جس طرح ہوسکے مین بھی اُسکے ساتھ اپنے کو وہانتک پہونچا دون"
یہ سوچکر وہ اشتہار والیکے ساتھ ہولیا۔ آگے آگے وہ تھا، پیچھے پیچھے پاسپارٹو۔ چلتے
چلتے آخر ناٹک گھر کے دروازے پر پہونچے۔ پاسپارٹو نے تھیٹرہال کے اندر داخل
ہو کر ناٹک والون سے پوچھا۔
تھیٹر کے مالک جناب ولیم پال تھیکر کہان ہین؟
ایک صاحب نے سامنے آکر کہا:-
مین ہون فرمائیے۔

پاسپار ٹو۔ آپ کو کسی ملازم کی ضرورت ہے؟

ولیم۔ میرے پاس دو خدمت گار ہیں، جو بہت ایمانداری اور محض خلوص سے خدمت کرتے ہیں، یہانتک کہ پیٹ بھر کھانے کے سوا ان کی اور کچھ تنخواہ نہیں۔

پاسپارٹو۔ تو کیا آپ مجھے اپنی خدمت گاری میں نہیں لے سکتے؟

ولیم۔ نہیں! تم تو جاپانی نہیں ہو، پھر جاپانی لباس کیوں پہنے ہو؟

پاسپارٹو۔ ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند! انسان جس صورت سے کام نکال سکے وہی بنا لیتا ہے۔

ولیم۔ میں خیال کرتا ہوں کہ تم فرانسیسی ہو؟

پاسپارٹو۔ جی ہاں! بلکہ خاص پیرس کا رہنے والا ہوں!

ولیم۔ تو غالباً تم مسخراپن اور شعبدہ بازی خوب جانتے ہو گے؟

ولیم کے اِس فقرے پر پاسپارٹو نے ایک ادائے انکساری کے ساتھ کہا:۔

ہاں جانتا ہوں، لیکن آپ امریکیوں کا اتنا نہیں!۔۔۔۔

ولیم۔ ایسا ہے تو میں تمھیں خدمت گاری کے لیے نہیں، بلکہ شعبدہ بازی کے لیے اپنی ملازمت میں قبول کر سکتا ہوں۔

پاسپار ٹو۔ بہت خوب!

ولیم۔ زور آور طاقتور بھی ہو؟

پاسپار ٹو۔ ہاں! اگر میرا پیٹ بھرا ہو؟

ولیم۔ کیا تم گانا بھی جانتے ہو؟

پاسپار ٹو۔ ہاں یہ تو خوب جانتا ہوں!

ولیم۔ اگر تم ایکٹروں کی جماعت کے ساتھ کھڑے ہو اور تمھارے دونوں ہاتھوں میں ایک ایک تلوار بھی ہو، تب بھی کیا گا سکو گے؟

پاسپارٹو۔ برابر!۔
ولیم۔ بہت ٹھیک! تو میں نے تمہیں قبول کیا۔
پاسپارٹو نے بھی منظور کر لیا۔ بچارے سے جو کچھ کہا جاتا ہی قبول کر لیتا ہے صرف امریکہ تک پہونچ جانے کے لئے ٹنگون کا یہ تماشہ جس کا ولیم پال تھیکر نے اعلان کیا ہی آج تین بجے ہوگا اس لیے ابھی سے ناٹک کے دروازے پر ڈھول باجے بجنے لگے ہیں اس کھیل میں پاسپارٹو کا یہ کام ہے کہ انسانوں کا اونچ بنایا جائیگا، سب کے نیچے کھڑا ہوکر اسکو اپنے شانوں پر قائم رکھے،
ناٹک گھر تماشا دیکھنے والوں سے بھر گیا، یورپین، چینی، جاپانی چھوٹے بڑے مرد عورت یہ تماشا دیکھنے ایک سے ایک آگے بڑھے چلے آرہے تھے، ڈھول، بگل اور باجے بجنا شروع ہو گئے۔
اسٹیج پر طرح طرح کے شعبدے ہونے لگے، ایک عورت اپنے ہاتھ میں بہت سے کاغذ کے رنگ برنگی پرزے اور دوسرے ہاتھ میں ایک پنکھا لیے آئی۔ کاغذ کے پرزوں کو ہوا میں اڑاکر پنکھے سے انھیں طرح طرح سے نچانے اور دکھلانے لگی دوسرے شخص نے ایک سگرٹ منہ میں لیکر اسکے دھوئیں سے ہوا میں حاضرین کے خیر مقدم (خوش آمدید) پر نہایت عمدہ عبارت لکھی، حقیقت میں یہ بڑی مہارت کا کام تھا، غرض اس قسم کے بہت سے کرتب اور دوسرے کھیل ہوتے رہے، لیکن سب تماشائیوں کی نگاہ تھیٹر کے آخری پردہ کیطرف لگی ہوئی تھی، کیونکہ ولیم پال تھیکر کے اعلان کے بموجب تھیٹر کا آخری پردہ ٹنگون کے پاٹ کا ہے کہ سب لوگ محض یہی کھیل دیکھنے کے لئے آئے تھے،
ٹنگے جاپانیوں کے اعتقاد و خیال میں ایک مخلوق ہی جو انکے تنگو نامی دیوتا کی حمایت میں رہتی ہے۔ تھیٹر کے بازیگروں نے اپنے اپنے شانوں پر بڑے بڑے پرندوں کے پر باندھے، اور پرندوں ہی کے کپڑے پہنے اور بڑی لمبی لمبی مصنوعی ناکیں چونچ کی شکل کی

اپنی ناکوں پر جمائیں، یہ ناکیں اصل ٹانگوں کی طرح بڑی بڑی بانس کی بنی اور کئی کئی رنگوں سے رنگی ہوئی تھیں، ہر ناک طول میں سات آٹھ بالشت کی تھی اور اسقدر مضبوط اور کس کر باندھی گئی تھی کہ دس بارہ ٹھنگے زمین پر لیٹ جاتے تھے، اور دوسرے ٹھنگے ان ناکوں پر کھڑے ہو کر طرح طرح کے کھیل تماشے دکھاتے تھے۔

اس کھیل کے آخر میں ٹھنگوں کا ایک برج بنایا جاتا تھا، پہلے ٹھنگے اپنی اپنی ناکیں زمین پر رکھ دیتے تھے، پھر ایک دوسرے پر چڑھتے چلے جاتے تھے، یوں اکیس آدمیوں کا ایک اونچا منارہ بنجاتا تھا، سب کے نیچے بالکل جڑ میں دو آدمی کھڑے ہوتے تھے، انمیں سے ایک آدمی بیمار ہو گیا تھا، اس کی جگہ پر ناٹک والوں نے پاسپارٹو کو لے لیا تھا سچ تو یہ ہے کہ جسوقت پاسپارٹو نے مرغ کے پروں والے کپڑے پہنے، اور بڑے بڑے پر اپنے بازوؤں پر اور لمبی ناک اپنے منہ پر لگائی، تو وہ خود اپنی اس ہیئت پر بہت حسرتمند اور متاثر ہوا، لیکن غریب کیا کرتا، مجبوری ہے کہ اس ناک اور اس حلیہ کی بدولت اپنا پیٹ بھر سکتا ہے اور اسطرح امریکہ پہنچ سکتا ہے۔

پاسپارٹو اسٹیج پر آیا اور اپنے رفیقوں کے ساتھ برج بنانا شروع کیا۔ اس نے اور اسکے دوسرے ساتھی نے اپنی اپنی ناکیں زمین پر رکھیں اور کئی دوسرے آدمی آ جھک کر ان دونوں کی پیٹھ پر چڑھ گئے پھر ان پر کچھ اور آدمی سوار ہوئے، اسی طرح چار پانچ منزلیں تلے اوپر چڑھانے سے ایک بڑا منارہ بنایا

خوب زور و شور سے باجے بج رہے تھے اور گانے ہو رہے تھے تماشائی واہ واہ کے نعرے لگا رہے تھے، تحسین و آفرین کی آواز بلند کر رہے تھے، اور تالیاں بجا رہے تھے کہ اتنے میں دفعتہً منارہ کو حرکت ہوئی اور منارہ کے درجے بکھر کر تمام ٹھنگے ایک دوسرے پر گر پڑے اور بنا بنایا وہ عالیشان بلند منارہ زرا دیر میں گر کے مٹ گیا۔

اس کی افسوسناک بربادی کا سبب پاسپارٹو ہوا تھا، کیونکہ وہ منارہ کی تہ میں

زمین پر اپنی ناک ٹیکے ہوئے تھا، اور آنکھیں تماشائیوں کی طرف لگی تھیں، اسی حالت میں اس نے تھیٹر کے ایک کمرہ میں اپنے آقا فلیاس اور جو داباائی کو بیٹھے ہوئے دیکھ لیا تھا اور دیکھتے ہی وہ جھٹ اپنی جگہ سے نکل پڑا، اور اسٹیج سے لپک کر تماشائیوں کے پھاندتا اور کبھی ایک کرسیوں اور تماشائیوں کو گراتا ہوا اپنے آقا کے سامنے جا پہنچا اور زور سے پکارا

اوہ! میرے صاحب! اوہ! میرے صاحب!

فلیاس۔ ایں یہ تم ہو؟

پاسپارٹو۔ ہاں میں ہوں!

فلیاس۔ بہت اچھا ہوا کہ تمہیں پالیا، اب توقف نہ کرو، چلو جہاز پر چلیں۔

پاسپارٹو کو اپنی ناک اور کپڑے اور پر اتارنے کی بھی فرصت کہاں تھی! وہ فوراً ہی اپنے آقا اور جو داباائی کے پیچھے پیچھے ناٹک گھر سے نکل آیا، دروازہ پر کمپنی کا مالک کھڑا تھا، اس نے فلیاس فوق سے اپنے ہرجے اور بہت بڑے نقصان کا دعویٰ کیا لیکن فلیاس فوق نے ایک مٹھی بھر گنیاں اُسکے سامنے ڈال کر اور اُسے خاموش کر کے اپنی راہ لی۔ چند منٹ کے بعد ہی تینوں آدمی جہاز پر تھے

بائیسواں باب

بحر محیط کا سفر کیونکر کٹتا ہے

شنگھائی کے قریب ہم نے فلیاس فوق کو اسٹیمر پر چھوڑا تھا۔ بیشک معزز ناظرین یہ معلوم کرنے کے لئے بیچین ہونگے کہ اس کے بعد کیا ہوا؟

جب فلیاس فوق کے حکم پر کشتی سے اشارے کئے گئے تو یوکوہاما جانیوالے جہاز نے یہ سمجھ کر کہ اسٹیمر کسی آفت میں مبتلا ہو گیا ہے فوراً اُسکی طرف رُخ کیا۔ چند ہی منٹ کے بعد فلیاس فوق ٹانکو ڈر کے مالک، کپتان جان بونسلے کو پانچسو پونڈ حسب وعدہ دیکر

اور جود ہابائی اور فیکس کو ساتھ لیئے ہوئے یوکوہاما والے جہاز پر سوار ہو کر اپنے کمرے میں نہایت آرام سے بیٹھا تھا۔

۱۳ نومبر کو جہاز یوکوہاما پہونچ گیا۔ بندر میں جہاز کے ٹھہرتے ہی فلیاس فوق اور جود ہابائی اپنے جہاز سے اتر کر "کرناٹک" پر گئے، جو دو دن پہلے وہاں پہونچ چکا تھا اور پاسپارٹو کو تلاش کیا، وہاں معلوم ہوا کہ اس نام کا ایک شخص کرناٹک جہاز پر موجود تھا جو یہاں اتر گیا ہے۔

جود ہابائی اس خبر سے اتنی خوش ہوئی کہ حد بیان سے باہر ہے، فلیاس بھی بہت شکر گذار و مسرور ہوا۔ لیکن ظاہر میں اپنی مسرت کا کچھ اظہار نہ کیا۔ یہ اطلاع پاتے ہی وہ اور جود ہابائی فوراً پاسپارٹو کی تلاش میں نکلے، چونکہ جہاز آدھی رات کو جانیوالا تھا اس لیے بلا تاخیر دونوں گاڑی میں سوار ہو کر شہر میں ہر طرف گھومتے پھرتے رہے انگریزی اور فرانسیسی سفارتخانے، شہر کے اندرونی و بیرونی حصے، غرض تمام شہر کو چھان ڈالا مگر افسوس ہزار افسوس کہ پاسپارٹو کا کہیں پتہ نشان نہ لگا۔

شہر سے بندرگاہ جاتے ہوئے، ولیم پال تھیکر کے ناٹک کی طرف سے گذرے جود ہابائی کا جی، تماشا دیکھنے کو بہت چاہا، چنانچہ اس کے ہی شوق اور خواہش سے وہ اور فلیاس فوق دونوں تھیٹر میں گئے۔

فلیاس فوق نے اس عجیب و غریب وضع میں اپنے خدمتگار کو نہ پہچانا، لیکن پاسپارٹو نے لمبی ناک کے نیچے سے اپنے آقا کو دیکھ کر پہچان لیا، اسی وقت اچک کر اُڑ منارہ کو گرا کر اپنے صاحب کے پاس پہونچ گیا۔

پاسپارٹو نے جود ہابائی سے، ان کے ہانگ کانگ سے شنگھائی تک اور اسٹیمر پر یوکوہاما جانے والے جہاز تک پہونچنے اور فیکس کی ہمراہی کے سب حالات سنے۔ فیکس کا نام سن کر اس کے تمام بدن میں آگ سی لگ گئی اور غصہ کے مارے اس کے دل میں

ہیجان پیدا ہو گیا مگر تاؤ پیچ کھا کر رہ گیا۔ غصہ کے کچھ آثار ظاہر نہ ہونے دیئے اور سارا بخار اپنے دل ہی میں رکھا۔

پھر اپنی حماقت سے افیونیوں کے میخانے میں جانا، اور بیہوش ہونا بیان کر کے مسٹر اور میڈم دونوں سے بہت عاجزی و زاری کے ساتھ رو رو کر معافی مانگی اور معذرت چاہی۔

فلیاس فوق نے یہ ساری داستان، بغیر اس کے کہ خود کچھ کہے شروع سے آخر تک سنی اور اُسے ایک جوڑا کپڑے اپنے واسطے خرید نے کیلئے کچھ رقم دی، پاسپارٹو نے جھٹ جہاز والوں ہی سے ایک جوڑا بہم پہونچا کر، پرانی وضع کا لباس بدلا، اور جو پیچ ایسی لمبی ناک اُتار کر پھینکی

یہ جہاز، جس پر مسٹر فلیاس فوق سوار ہوا ہے، سانفرانسسکو، امریکہ جا رہا ہے۔ اس کا نام جنرل گرانٹ ہے اور ایک امریکن کمپنی کی ملکیت میں ہے، یہ جہاز بہت بڑا نہایت تیز رفتار اور بیحد مضبوط ہے۔ ۱۲ میل فی گھنٹہ مسافت طے کرتا ہے۔ اس حساب سے بحر محیط کو ۲۱ دن میں قطع کر کے ۱۵ دسمبر کو سانفرانسسکو ۴ دسمبر کو نیو یارک اور ۲۰ جنوری کو لندن پہونچ جائیگا، گویا جو منحوس شرط فلیاس فوق نے کی ہے اُسکے مقررہ دن سے ایک روز پیشتر پہونچ جائیگا

جہاز میں مسافر بکثرت تھے۔ یورپین، چینی، جاپانی سیاحوں اور تاجروں کے علاوہ ہندوستان کی فوجوں کے بہت سے انگریزی افسر بھی تھے، جو اپنے زمانہ رخصت کو بیکار نہ گذارنے کے خیال سے دنیا بھر کے سیر و سفر میں صرف کرنا چاہتے تھے اثنائے راہ میں کوئی حادثہ پیش نہیں آیا اور جہاز بہت قاعدہ کے ساتھ اپنی رفتار سے چلتا رہا۔

مسٹر فلیاس فوق کو اگر آپ پہچانتے ہیں، تو سمجھ جائیے گا کہ وہ اب بھی اُسی متانت

خودداری اور سکوت و سکون کیساتھ اپنا وقت گذار رہا ہے -

اب جوڈہابائی کیطرف آیئے! اس لطیف ذہانتیں الوبری بیکر جیسی ہستی کے دل میں شکر گذاریوں کے حیات روز بروز ترقی پذیر ہے - علاوہ بریں ایک عجیب احساس لطیف، اور خداہی جانے کیسی عجیب و لذیذ نسبت قلبی، جسمیں شوق و جذبات کا ایک دریا موجزن ہے، اپنے نجات دلانے والے محسن کی طرف سے محسوس کررہی ہے جبتلامیں کا چہرہ نمکین، اور وضع پر تمکین، اس کی متین و خاموش طبیعت، و لاورانہ ہمت اس پر ہندی فطرت، یورپین تربیت، دلوں کے شہرستان دل میں عشق و محبت کا سکہ رائج کرنا چاہتی ہے، دیکھنا چاہیے کہ آخر کیا ہوتا ہے

یوکوہامہ سے روانگی کے سات دن کے بعد فلیاس فوگ پورے نصف کرۂ زمین کا دورہ کرچکا تھا۔ ۲۰ دسمبر کو جنرل گرانٹ جہاز ایک سو اسی درجہ نصف النہار سے گذر رہا تھا کہ دوسری جانب دائرہ نصف النہار، جو سر لندن سے وجود دوسرے نصف کرۂ زمین میں واقع ہے گذرچکا ہے، یعنی نصف النہار کے تین سو ساٹھ دائروں پر تمام کرۂ زمین تقسیم ہوا ہے - اس لحاظ سے اس کے نصف ایک سو اسی دائروں کو طے کرچکا ہے فلیاس فوگ اپنے سفر میں ابتداے روانگی سے لگا کر اسوقت تک ۵۲ دن صرف کرچکا ہے حالانکہ اتنے دنوں میں نصف کرۂ زمین کو طے کیا ہے، تو اس حساب سے باقی نصف کرۂ زمین کے طے کرنے کیلئے ۵۲ ہی روز اور چاہئیں - لیکن اسّی دن پورے ہونے میں اب صرف ۲۸ دن اور فلیاس فوگ کے ہاتھ میں ہیں - بعض ناظرین کا شبہ دور کرنے کیلئے بیان کیاجاتا ہے کہ فلیاس فوگ آئے تھے جو راستوں سے پھر گھماتا ہوا یہانتک آیا ہے اس کے بعد ایک خط مستقیم یعنی بالکل سیدھے راستہ سے اپنی منزل مقصود کی راہ پیمائی کریگا - اس حساب سے دو حصہ راہ پوری پوری طے کرچکا ہے، اور ایک حصہ باقی رہ گیا ہے - اگر کرۂ زمین کے پچاسویں دائرۂ عرض کے خط پر جس پر لندن واقع ہے براہ راست دنیا کا دورہ ہوسکتا

امداس میں کوئی خم نہ پڑتا تو اس صورت میں بارہ ہزار میل کی مسافت لازمی طور پر طے کرنا پڑتی، حالانکہ اس دورۂ عالم میں پیچ در پیچ راہوں کی وجہ سے یہی مسافت ۲۶ ہزار میل ہوگئی ہے جسمیں سے فلیاس فوق ۱۷ ہزار میل طے کر چکا ہے

پاسپارٹو کو آج ایک غیر معمولی مسرت اور بے اندازہ خوشی تھی کہ اس کی گھڑی اسوقت تک کبھی ٹھیک نہیں چلی۔ ملعون فکس نے اُسے سویز میں اپنی گھڑی ملانے کو بہت کچھ کہا اور سمجھایا تھا، لیکن اس نے ایک نہ سُنی اور اس کے کہنے سے کچھ مطلب رکھا مسٹر سر کرد مارٹی نے اسی طرح کلکتہ کے راستہ میں اُس سے گھڑی ملا لینے پر اصرار کیا اور ہر طرح سمجھایا بجھایا مگر اُنکا کہنا بھی نہ ماننا تھا نہ مانا، آج وہ گھڑی خود بخود ٹھیک وقت پر آگئی یعنی لندن سے اُن کی روانگی کے وقت سے روز بروز پیچھے رہا کی آخر یہاں تک پورے بارہ گھنٹہ کا فرق ہو کر بالکل برابر ہوگئی یعنی جب وقت لندن میں اُسکی گھڑی دن کے پانچ بجاتی تھی، اس وقت یہاں جہاں جنرل گرانٹ ہے شام کے پانچ بجا رہی ہے اگر اس کی گھڑی میں دن رات بتانے والی کوئی سوئی بھی ہوتی تو پاسپارٹو کو اس درجہ خوشی و مسرت نہ ہوتی، کیونکہ جو گھڑی یہاں شام کے پانچ بجاتی ہو لندن میں اس وقت دن کے پانچ بجتے ہیں۔ غرضکہ پاسپارٹو اپنی گھڑی برابر ہوجانے سے بہت خوش ہو کر اپنے جی میں کہنے لگا۔

وہ خبیث دغاباز فکس مجھ سے ہمیشہ عرض طول کے دائروں کا رونا رویا کرتا تھا اور میری گھڑی کو خراب کرنے کی ترغیب دیا کرتا تھا، اگر میں اوس مکار خود غرض کی باتوں میں آجاتا تو میری گھڑی خراب ہوگئی ہوتی کیونکہ میں جانتا تھا کہ آفتاب ایک نہ ایک دن میری گھڑی کی موافقت ضرور کریگا،،

آخر فیکس اسوقت کہاں ہے؟ اسی جہاز میں ہے وہ ایک گوشہ میں چھپا بیٹھا ہو کسی کو اپنی ہوا تک نہیں دیتا کیونکہ وہ پاسپارٹو کی نظر سے بچنا چاہتا ہے۔ لیکن امریکہ تک

اس ایک کمرہ میں چھپ کر بیٹھا رہنا بھی ممکن نہ تھا، آخر تنگ آ کر آج باہر نکل آیا۔ اتفاق سے باہر نکلتے ہی سب سے پہلے پاسپارٹو کا سامنا ہو گیا۔

پاسپارٹو تو فیکس کو دیکھتے ہی، بغیر کچھ کہے سنے، اس سے لپٹ پڑا اور ایک ایسا گھونسا مارا کہ تمام دیکھنے والوں کو اپنی فتحمندی اور اس کی مغلوبیت کا معترف بنا لیا پھر خوب جی بھر کے فیکس کو مارا پیٹا اور دل کھول کر مرمت کی تب جا کے ذرا چین آیا فیکس نے بڑی مشکل سے پاسپارٹو کے ہاتھ سے اپنے کو چھڑا کر کہا:

اب تمہارے دل کی بھڑاس نکل گئی

پاسپارٹو۔ ہاں کچھ تو نکلی!

فیکس۔ اگر یہ ہے تو آؤ تھوڑی دیر الگ بیٹھ کر کچھ باتیں کریں۔

پاسپارٹو۔ عجب بے حیا آدمی ہے۔ اب کس منھ سے مجھ سے ملنا چاہتا ہے تجھے شرم بھی نہیں آتی۔

فیکس۔ اسوقت کی گفتگو تمہارے آقا کے فائدے کے لیے ہے نہ اُسکے نقصان کیلئے پاسپارٹو ہمارے خفیہ فیکس کی اس بیحیائی اور ضبط پر حیران ہو کر اُسکے پیچھے چلا، دونوں کشتی کے ایک گوشہ میں جا کر ایک جگہ بیٹھ گئے۔ فیکس نے کہا۔

تم نے خوب مار پیٹ لیا، اب کچھ باتیں سنو! میں اب تک تمہارے آقا کا دشمن تھا مگر اب نہیں ہوں۔

پاسپارٹو۔ آخر اب تو قائل ہوا کہ وہ کسقدر شریف اور معزز آدمی ہر!

فیکس نہیں میں ہی جانتا ہوں کہ وہ کتنا بڑا بدمعاش ہے۔ لیکن۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

پاسپارٹو یہ لفظ سنتے ہی زور سے اُس کے سینہ پر ایک گھونسا مار کر اُٹھ کھڑا ہوا لیکن فیکس نے پھر اس کا ہاتھ پکڑ کے بٹھا لیا اور کہا۔

بیٹھو! میں اپنی بات تو پوری کر لوں۔ اسوقت تک میں اُسے ٹھہرا لینے اور گرفتار

تمام بازاریں بہت وسیع اور معمور عمارتیں ایک طرز اور ایک وضع کی خوش منظر بڑے بڑے کلب، اور شہر کی عالیشان عمارتیں، غرض ہر ایک چیز پاسپارٹو کی نگاہ غور کو اپنی طرف کھینچے لیتی تھیں، سڑکوں اور بازاروں میں بگھیاں، موٹریں اور ٹریموے آجا رہی تھیں جن پر یورپین اور مقامی لوگوں کے علاوہ چینی، جاپانی، اور ہندوستانی بکثرت نظر آتے تھے۔

پاسپارٹو ان چیزوں کو دیکھ دیکھ کر حیران تھا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ امریکہ میں ننگے بڑے بڑے بالوں والے وحشی لوگ رہتے ہونگے۔ مگر ایسے لوگوں کا شہر میں کہیں پتہ نشان تک پایا

گاڑی ایک بڑے ہوٹل کے دروازے پر پہنچ گئی یہ ہوٹل ایک بہت بڑے بازار کے مانٹگومری اسٹریٹ پر واقع تھا، پاسپارٹو کو اس ہوٹل میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ لندن سے باہر نکلا ہی نہیں۔ ہوٹل کے احاطہ میں ایک بہت بڑا طعام خانہ موجود ہے۔ جسکے وسط میں ایک بڑی میز پر ہر قسم کی شرابیں، اور میوے گزک ہر وقت موجود رہتے ہیں کہ ہوٹل کے مسافر جب اور جس وقت جو کچھ کھانا پینا چاہیں، انھیں اجازت واعتبار رہے۔

مسٹر فلیاس فوق نے جو دہابائی کے ساتھ اس ہوٹل کے طعام خانہ میں جو نہایت انتظام وسلیقہ کے ساتھ آراستہ تھا، ایک نہایت خوش مزہ اور عمدہ کھانا کھایا۔ کھانا کھانیکی خدمت نہایت خوش لباس زنگی بجا لا رہے تھے۔ کھانے سے فراغت کرکے فلیاس فوق اور جودھا بائی اپنے پروانۂ راہداری کو درج اور پاس کرانے کیلئے انگریزی سفارتخانہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ہوٹل کے دروازہ پر انھوں نے پاسپارٹو کو کھڑا ہوا دیکھا اس نے ایک خاص انداز سے اپنے آقا کے قریب بڑھ کر پوچھا۔

جناب والا! سنا جاتا ہے کہ امریکہ کی یہ ریلوے لائن جو سانفرانسسکو سے نیویارک جاتی ہے، بہت خطرناک ہے، اکثر اوقات وحشی لوگ ریل پر ٹوٹ پڑتے ہیں، اور لوٹ مار مچا دیتے ہیں، لہٰذا ہم ریل پر سوار ہونے سے پہلے چند چھ نالی طمنچے اور دو چار درجن کارتوس لے لیں تو کیا برائی ہے؟

فلیاس فوق پاسپارٹو کو اس کا اختیار دیکر چلتا ہوا ہوٹل سے چند قدم آگے بڑھتے ہی فیکس سے ملاقات ہو گئی۔ فیکس نے انکسار و اخلاق کیساتھ بہت بہت سلام اور فلیاس فوق کے ملنے پر بہت کچھ خوشی و شکر گذاری کا اظہار کیا، نیز جہاز پر ملاقات نہونے پر رنج و افسوس ظاہر کر کے، وعدہ کیا کہ اب یورپ تک فلیاس فوق سے جدا نہو گا پھر ساتھ ہی ساتھ شہر کی سیر کے لیے استدعا کی۔ فلیاس فوق نے بہت مختصر جواب دیکر اس کے ساتھ شہر کی سیر کرنا منظور کر لیا۔

تینوں آدمی سڑکوں اور بازاروں میں گشت لگانے لگے بازار بہت مہذب اور باقرینہ پائے۔ ہر چوراہے پر ایک میدان۔ اور ایک بہت پر تکلف و خوبصورت حوض اور میدان کے کونوں پر امریکن شہریوں کے مصنوعی مجسمے دیکھے جو چین کے اصول پر بنے ہوئے تھے چلتے چلتے یہ لوگ ایک بڑے وسیع بازار میں پہونچے۔ اس بازار میں اسقدر مخلوق کا ہجوم تھا کہ راہ چلنا بہت دشوار نظر آیا لوگ بہت غل اور شور کرتے اور بڑے جوش وخروش سے چیخ پکار مچاتے تھے، کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ بڑی بڑی لکڑیوں پر بہت سے اشتہار نظر آئے، جنھیں وہ کاندھوں پر لیئے ہوئے تھے۔ کبھی کبھی ان غولوں میں یہ آواز بلند ہوتی تھی کہ: کمر فیلڈ کے لیے ہُرّے!

اور کبھی یہ آواز سنائی دیتی تھی! مانڈیوئی کے لیے ہُرّے!!

شاید لوگوں نے کوئی جلسہ یعنی کسی بڑے ممبر کے انتخاب کے لیے یہ اجتماع کیا تھا۔ فیکس نے کہا:

ہم لوگ اس غول سے الگ رہیں تو بہتر ہو گا۔ مبادا ہمیں کوئی ضرر پہونچے

فلیاس۔ آپ سچ کہتے ہیں۔ راستہ سے ہٹ کر سڑک کے کنارہ ہی ہو جائیں،

چنانچہ ایسا ہی ہوا، فلیاس فوق اور فیکس ایک سنگ مرمر کی عمارت کے زینے پر کھڑے ہو گئے اتنے میں انھیں لوگو نمیں بڑی گڑبڑ اور سخت بحث دکھائی دی ہر طرف زبانوں سے گالیوں

کی بوچھار ہونے لگی۔ ہر شخص اپنے ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر بڑے زور و شور سے چیخنے چلانے لگا ایک گروہ کمر فیلڈ نمایندہ کے لیے، اور دوسرا مانڈ ہیوئی کے واسطے، ہُرّے ہُرّے کے نعرے لگا رہا تھا۔ گالی گلوچ سے رفتہ رفتہ مار پیٹ تک نوبت پہونچ گئی۔ بڑھ بڑھکر ایک دوسرے پر ہاتھ پڑنے لگے۔ گھونسے، تھپڑ چلتے چلتے، جوتے، اور بوٹ ہملے میں بلند ہو ہو کر لوگوں کے سروں پر برسنے لگے، یہ گروہ بڑھتے بڑھتے وہاں تک آپہونچا، جہاں ہمارے سیاح کھڑے تھے۔ صورت حال سے معلوم ہوتا تھا کہ فریقین میں سے ایک فرقہ غالب آگیا ہے۔ مگر یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ فرقہ غالب کون ہے؟

اس خوف سے کہ مبادا فلیاس فوق پر کوئی آفت آئے، یا وہ ہاتھ سے جائے، اور فیکس اپنے موعودہ انعام سے محروم رہ جائے وہ کہنے لگا۔

ہم یہاں سے بالکل ہٹ جائیں تو بہتر ہوگا، کیونکہ اگر اس معاملہ میں انگریز دل سے کوئی بدظنی ہوئی، اور وہ ہمیں پہچان گئے تو ہم مصیبت میں پڑ جائینگے۔

جودھابائی اور فلیاس فوق نے فیکس کے کہنے سننے سے زینے کے نیچے اتر کر جانا چاہا، مگر کیا فائدہ کہ دو جمہوری فرقوں میں خواہ مخواہ پڑ کر چلیں اور دھکوں کا نشانہ بنیں،

فلیاس فوق نے جودھابائی کو اپنی گردن پر بٹھالیا کہ طرفین، جو لکڑیوں، گھونسوں اور طمانچوں سے ایک دوسرے پر وار کر رہے ہیں، اُن سے بچاؤ کرتا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے ہٹاتا جاتا تھا۔ اتنے میں ایک سرخ چہرہ اور زرد داڑھی والے موٹے تازے آدمی نے فلیاس فوق کے ہٹو بچو، پر بگڑ کر ایسے دوہتڑ اس کے سر پر رسید کیے کہ اگر فیکس اندر دوستی اپنا سر اسکے سر پر فدا نہ کر دیتا اور وہ دوہتڑ خود نہ کھا لیتا تو غالباً فلیاس فوق کو بہت نقصان پہونچ جاتا جس نے یہ حرکت کی تھی، اسپر بگڑ کر فلیاس فوق نے کہا۔

او امریکن وحشی!

امریکن۔ او بیوقوف انگریز!

فلیاس ۔ آؤ ہم تم نپٹ لیں ۔
امریکن ۔ جب بھی چاہے ۔ تمہارا نام ؟
فلیاس ۔ فلیاسس فوق، اور تمہارا ۔
امریکن ۔ بریگیڈ شامپ پر وکٹر ۔

اس گفتگو کے بعد، جو ڈوئل (یعنی باہم ایک دوسرے کو جنگ و قتل کی دعوت دینے) کا اعلان تھا، تمام لوگوں کا ہجوم آگے بڑھ گیا ۔ اس ریل پیل اور دھکم دھکا میں فیکس سے پھر ایک شخص الجھ پڑا اور اس کے کپڑوں کی دھجیاں اڑ گئیں ۔

ان لوگوں نے جب اس مجمع اور بھیڑ سے رہائی پائی تو فلیاس فوق نے خفیہ سے کہا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

فیکس ۔ شکریہ کی ضرورت نہیں، مہربانی فرما کر کسی لباس فروش (سلے ہوئے کپڑے بیچنے والے) کی دوکان پر چلیئے کہ لباس بدل لیں ۔

حقیقت میں ان تینوں آدمیوں کا لباس فروش کی دوکان پر جانا ضروری تھا کیونکہ فلیاس فوق کے کپڑے بھی چیتھڑے چیتھڑے ہو گئے تھے ۔ اور جو دا پاسئی کے کپڑے کیچڑ وغیرہ میں بھر گئے تھے

غرض چند منٹ کے بعد ہی تینوں نئے کپڑے پہنے ہوٹل میں واپس آ گئے پاسپارٹو دنش طپنچے ہاتھ میں لیے اور کمر میں لگائے ہوٹل کے دروازہ پر ان کا انتظار کر رہا تھا ۔ فیکس کو اپنے آقا کے ساتھ دیکھ کر پہلے تو بہت کچھ چیں بجبیں ہوا ۔ پھر جو دا پائی سے آج کا سارا قصہ سنکر کچھ مطمئن ہو گیا اور سمجھا کہ فیکس اپنی بات پر قائم ہے اب وہ دشمن نہیں، بلکہ شریک ہے،

شام کے کھانے کے بعد ایک گھی منگوا کر تینوں آدمی اسٹیشن پر چلد یے گاڑی پر بیٹھ کر فلیاس فوق نے خفیہ فیکس سے کہا کہ کیا آپ نے بریگیڈ پر وکٹر کو نہیں دیکھا ؟

فیکس۔ نہیں! میں نے نہیں دیکھا!
فلیاس۔ میرا اس سے تصفیہ نہیں ہوا اگر میں محض ڈوئل لڑنے کیلئے پھر لندن سے آونگا۔ ایک انگریز جب تک کسی سے اپنا بدلا نہ لے لے۔ اُسے چین نہ آئیگا۔
فیکس نے ہنسکر کچھ جواب نہ دیا۔ اس نے اپنے دلمیں خوب سمجھ لیا کہ حقیقت میں فلیاس فوق ایک ایسا ہی انگریز ہے جو بریگیڈیر کور سے ڈوئل لڑنے کے لیے لندن سے امریکہ ضرور آئیگا۔
چھ بجے یہ لوگ اسٹیشن پہونچے ریل جانیکو تیار ہی تھی۔ فلیاس فوق نے سوار ہوتے وقت ایک ریلوے ملازم سے پوچھا! آج شہر میں اتنا بڑا طوفان کیوں برپا تھا۔
ملازم۔ کچھ نہیں، وہ ایک جمہوری انتخاب تھا۔
فلیاس۔ کیا پریسیڈنٹ کا انتخاب تھا؟
ملازم۔ نہیں، ایک منصف کا۔
فلیاس فوق یہ جواب پاکر سوار ہو گیا۔ اور ریل بڑی سُرعت سے چلدی۔

چوبیسواں باب

ریل میں کیا حادثہ پیش آتا ہے؟

یہ بہت بڑی ریلوے لائن جو بحر الکاہل کے سواحل کو بحر اٹلانٹک کے ساحلوں سے ملا دیتی ہے۔ اس کا نام پیسفک ریلوے روڈ ہے، یہ بڑی لائنوں میں تقسیم ہو گئی ہے ایک سانفرانسسکو سے اوجڈان تک اور دوسری اوجڈان سے اوماہا تک اوماہا سے اسکی پانچ بڑی بڑی شاخیں ہو کر نیویارک تک چلی گئی ہیں،
اس طرح سے تمام سرزمین امریکہ کو ایک سرے سے لگا کر دوسرے سرے تک اس ریلوے لائن نے باہم مربوط اور بحر الکاہل اور بحر اٹلانٹک کو ایک کر دیا ہے اس

لائن کا طول تین ہزار تین سو چھیاسی میل ہے۔ جو لائن اوماہا سے بحر پاسفک تک جاتی ہے۔ یہ اثنائے راہ میں ایک ایسی سرزمین سے گذرتی ہے جہاں ابتک امریکہ کی اصلی وحشی قومیں آباد ہیں۔ پہلے سانفرانسسکو سے نیویارک تک جانے میں کم سے کم بھی بہت اچھا ہو تو کم سے کم چھ مہینے سفر کرنے کی ضرورت ہوتی تھی۔ اب اتنی بڑی مسافت صرف سات دن میں طے ہوتی ہے۔

اسی ریل پر فلیاس فوق تمام ملک امریکہ کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سفر کرنا، اور ۲۴ دسمبر کو نیویارک پہونچنا چاہتا تھا، کہ جو جہاز اس تاریخ کو نیویارک سے "لورپول" جاتا ہے اس پر سوار ہو جائے۔

امریکہ کی لائن میں چونکہ بڑا لمبا سفر ہوتا ہے اس وجہ سے یہ نہایت مکمل اور ہر لحاظ سے مسافروں کے لیے تمام ضروری اسباب راحت اس میں فراہم رہتا ہے ریل کے ہر ڈبہ میں سونے، بیٹھنے، منھ دہونے، اور آرائش کرنے کی الگ الگ جگہ بنی ہے۔ برآمدے کی طرح خاص خاص راستوں سے ریل کے ایک سرے کو لگا کر آخری سرے تک جانا اور چلنا پھرنا ممکن ہے۔ مسافروں کے کتب بینی اور سیر کر نیکے لئے اسمیں ایک بڑا کمرہ الگ ہے، باغ کا ڈبہ کھانے کا ڈبہ، قہوہ خانے کا ڈبہ بھی اس گاڑی میں ہے جو کچھ بھی کمی ہے تو صرف یہ کہ تھیٹر کا کمرہ ابتک نہیں بنایا گیا ہے۔ برآمدوں میں کتب فروش، میوہ فروش، سگار، اور شربت بیچنے والے صدائیں لگا لگا کر اپنا مال فروخت کرتے رہتے ہیں۔

یہ ریل جو گویا ایک شہر رواں ہے، ٹھیک چھ بجے اسٹشن سے چھوٹی تھی۔ رات بادل گھرنے سے بہت تاریک تھی، سردی بھی شدت سے پڑ رہی تھی ہوا کے انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ برف برسنے والی ہے۔

ایک گھنٹہ کے بعد برف پڑنے لگی۔ سات بجے ایک ریلوے ملازم نے آکر مسافروں کے لیے بستر لگا دیے اور ہر شخص خواب شیریں میں مدہوش ہو گیا۔

جو سرزمین کہ "سانفرانسسکو اور "ساکرامنٹو" کے درمیان میں واقع ہے وہ بہت صاف اور ہموار ہے، اس لیے ریل بہت تیزی کیساتھ قطع مسافت کر رہی تھی، صبح سویرے ریل "سیسکو" کے اسٹیشن پر ٹھہری، مسافر خواب سے بیدار ہوکر ادھر اُدھر کی سیر مناظر میں مصروف ہو گئے۔

اسوقت ریل وادی دریاے سیرانویڈا سے گذر رہی تھی، پانی کے بہاؤ سے ریل کی راہ میں بہت پیچ و خم پیدا ہو گئے ہیں، صبح کے ناشتہ کے بعد مسافر کبھی مطالعہ و تفریح کبھی باغیچہ اور کبھی قہوہ خانے کے کمروں میں پھرتے رہے کھڑکیوں سے اس سرزمین کے جنگلوں اور وسیع میدانوں کے پُرلطف مناظر کی سیر میں وقت گذارتے رہے۔ کبھی کبھی امریکہ کے مخصوص وحشی جنگلی اونچے اونچے کوہان والی گایوں کے گلے ریل کے سامنے آجاتے تھے جن کی تعداد دس بیس ہزار ہوتی تھی۔ یہ گلے گھنٹوں تک ریل کو چلنے سے روک رکھتے تھے۔

امریکہ کی یہ گائیں بہت ڈراؤنی اور کریہ آواز سے بولتی ہیں، اور ایک دوسرے کے شانہ سے شانہ بھڑا کر ایک سیاہ نہر کی طرح، اٹھلاتی کلیلیں کرتی چلتی ہیں یہ معمولی گایوں سے بہت بڑی اور اُن کی گردنیں بڑے لمبے لمبے بالوں سے چھپی ہوئی ہیں انکے پاؤں اور دمیں چھوٹی چھوٹی پیٹھ پر اونٹ کے ایسے کوہان اور سینگ بڑے بڑے ہوتے ہیں دو دو تین تین ہزار جنگلی گایوں کے گلے، جب شانہ سے شانہ ملائے ہوئے چل پڑتے ہیں، تو ان کو ٹھہرالینا غیر ممکن ہے، اور اُن کے چلتے وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک جاندار آبشار ہے، پھر کوئی طاقت سامنے آکر انھیں نہیں ٹھہرا سکتی۔

تمام مسافر ریل سے نکل نکل کر بہت حیرت کیساتھ اس عجیب و غریب منظر کا تماشہ دیکھتے تھے، صرف فلیاس فوق اپنی جگہ پر الگ ایک کونہ میں بیٹھا ہوا ان گایوں کے چھنٹا کے گلوں کے گذر جانے کا انتظار کر رہا تھا۔

سب سے زیادہ اسے عجلت کرنا چاہئے تھی مگر پاسپارٹو کو اپنے صاحب کے سفر میں دیر لگانے والے ان منحوس جانوروں پر غصہ آگیا تھا۔ اگر اسے اجازت دیدی جاتی تو وہ ہر وقت اپنے کارتوسوں کی پیٹیاں خالی کرنے کو تیار رہتا آخر اس نے بڑبڑا کر اور گالیاں دے دیکر کہا:۔

یہ عجیب طرح کا ملک ہے گائیں آتی ہیں ریل کو چلنے سے روک دیتی ہیں اور اسطرح راستہ چلتی ہیں کہ ریل کو بھی خاطر میں نہیں لاتیں۔ آخر یہ بھی مسٹر فلیاسس فوق کے پروگرام میں درج ہے یا نہیں؟ ڈرائیور کو کیا کہوں کہ اس نے ریل کو کھڑا کر رکھا ہو گا یوں سے ڈرتا ہے ان پر چلا نہیں دیتا۔ لیکن سچ یہ ہے کہ ریلوے ڈرائیور نے ریل کھڑی کر لینے میں بڑی عقلمندی کی ہے اگر ریل اس گلہ پر چلا دے تو پہلے پہل دس بارہ پانچ گائیں کچل سکتا تھا مگر اس سیلاب نما گلہ کو جو چلنے سے باز ہی نہیں رہ سکتا دفع کرنا ریلوے مشین کی طاقت سے باہر ہے لہٰذا ریل ضرور پٹری سے اتر کر ایک بڑی ہلاکت کا سبب ہو جاتی اس لئے بہتر یہی ہے کہ کمال صبر کے ساتھ انکے گذر جانے کا انتظار کرے۔

اسی طرح پورے تین گھنٹہ انتظار کیا گیا۔ آٹھ بجے ریل دریائے "ہومبولڈ" سے گذر کر "اوتاہ" کی سلطنت میں داخل ہوئی جہاں "مورمون" قومیں رہتی ہیں۔

پچیسواں باب

پاسپارٹو کہاں "مورمون" قوم کی تاریخ سرعت کیساتھ بیس منٹ کے وقت میں معلوم کرتا ہے

دسمبر کی ۵ تاریخ کو ریل ۵۰ میل جنوب مشرق کی طرف چل کر، شمال، مشرق کی طرف مڑی اور گریٹ سالٹ جھیل کے قریب پہونچی۔

پاسپارٹو آفتاب نکلنے کے بعد ریل کے برآمدہ میں آ کر ہوا کھانے لگا۔ ہوا نہایت سرد اور مطلع ابر آلود تھا۔ مگر برف باری نہ تھی جسقدر بھی برف گر چکی تھی اس نے

زمین کو نقرئی بنا دیا تھا، اور موسم سرما کی سردی نے اُسے خوب جما دیا تھا کرۂ آفتاب میں ہلکے ہلکے بردوں میں سے ایک زریں پسر کی طرح نمودار تھا۔

پاسپارٹو قرص آفتاب میں نظر ڈوبے ہوئے یہ خیال کر رہا تھا کہ اگر یہ سونے کا ڈلا ہو جائے تو اس سے کتنی گنیاں بن سکیں گی؟ کہ یکایک اور چیز نے اس کی نظر اپنی طرف کھینچ لی۔ جہاں پاسپارٹو کھڑا تھا وہیں ایک اور شخص عجیب الاطوار، اور عجیب طرح کا لباس پہنے ہوئے وارد ہوا۔ پاسپارٹو جس غور و فکر میں منہمک تھا، اس میں اسنے خلل ڈالا یہ شخص "ایلکو" کے اسٹیشن سے ریل پر سوار تھا، اس کا قد لمبا، کالی صورت کالی مونچھیں تھیں، کالی جرابیں اور کالے کپڑے پہنے تھا۔ البتہ گلے میں ایک نہایت سفید کالر لگائے تھا، اور اپنے ہاتھوں میں کتے کی کھال کے سفید دستانے پہنے تھا یہ عجیب ہیئت اور عجیب لباس والا آدمی جس ڈبہ سے گذرتا تھا اپنی جیب سے ایک کاغذ کا پرزہ نکال کر اُس کے دروازہ پر چپاں کرتا جاتا تھا۔ اس شخص کے جانے کے بعد پاسپارٹو نے اپنے ڈبہ کے دروازہ پر آکر قریب سے کاغذ کو دیکھا یہ قوم مورمون کے ایک ملا ولیم ہیچ کی طرف سے اعلان تھا جس کا مضمون یہ تھا کہ:

ولیم ہیچ چاہتے ہیں کہ ۱۱ نمبر کے ڈبہ میں ظہر کے بعد مذہب مورمون کی تاریخ پر لکچر دیں، جو حضرات سننا چاہیں مذکورہ نمبر کے ڈبہ میں تشریف لائیں۔

پاسپارٹو نے حماقت میں پڑ کر کہا:

میں جاکر ان حضرت کا وعظ سنوں گا، اور دیکھوں گا کہ وہ کیا کہتا ہے۔

مورمون کے ملا کا یہ اشتہار اسوقت مسافروں میں پھیل گیا، اور تقریباً تیس حماقت مآب حضرات اس ڈبہ میں جمع ہو گئے پاسپارٹو ان کی پہلی صف میں موجود تھا عجیب الہیئت واعظ جسے پاسپارٹو نے اشتہار چپاں کرتے وقت دیکھا تھا تھوڑی دیر کے بعد آکر کرسی پر بیٹھ گیا اور بلند آواز سے وعظ و نصیحت اور اپنے مذہب کی تاریخ

سنا کر تبلیغ کرنے لگا۔ یہ پکچرار صاحب اپنے کلام کی سختی اور عجیب غریب حرکتوں سے خود درحقیقت تماشا بنے ہوئے تھے۔

جب اسی طرح چند منٹ گذر گئے، تو کچھ سننے والے تنگ آکر ڈبہ سے باہر نکل آئے چند منٹ کے بعد کچھ اور لوگ چلے گئے یہانتک کہ پانچ آدمیوں کے سوا کوئی باقی نہ رہا ان میں سے بھی چار آدمی اُٹھ گئے۔ صرف پاپسارٹو رہ گیا۔ وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو پتلون کی جیبوں میں ڈالے، اس عجیب الحرکات واعظ کی باتیں حیرت سے سن رہا تھا۔ ڈبہ میں کوئی باقی نہ رہا۔ تو واعظ صاحب نے پاپسارٹو کے اس دیوانہ وار سننے سے کچھ کچھ اُمید کر کے کہا۔

اے میرے بچے دیندار ساتھ! تیری سچی وضع اور ایماندارانہ بشرہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری سچی باتوں نے تجھ پر بہت اثر کیا ہے۔ تو کیا ہمارے پاک مذہب میں داخل ہوتا ہے؟

پاپسارٹو کچھ عجب گھبرا اور بوکھلا کر "خدا نکرے" کہتا ہوا واعظ کو تنہا چھوڑ کر ڈبہ سے باہر چلا آیا۔

ملائے مورمون کے دورانِ وعظ میں ریل بسرعت راہ طے کر کے شمال کی طرف گریٹ سالٹ جھیل تک پہونچ گئی۔ اور ریل کی کھڑکیوں سے اس عظیم الشان جھیل کی بخوبی سیر ہوسکتی تھی۔ خصوصاً جو قدرتی آبشار جھیل کے چاروں طرف گر رہے تھے حقیقت میں ان کا نظارہ بہت دلکش اور دلربا تھا۔

یہ جھیل سطح سمندر سے ۴۲۰۰ قدم بلند، اس کی لمبائی ۷۰ میل اور چوڑائی ۳۵ میل ہے اسکا پانی بہت کھاری ہے۔ مورمون قوم کے جو لوگ اس جھیل کے آس پاس رہتے ہیں کاشتکاری و زراعت میں بہت مہارت رکھتے ہیں لیکن اسوقت چونکہ تمام سرزمین برف سے ڈھکی پڑی ہے۔ اس لئے کوئی کھیت اور کشت زار نظر نہیں آتا۔ ورنہ جھیل کے اطراف

سرسبز شاداب کھیتوں سے سبزہ زار بنے تھے
دو بجے گاڑی شہر "اوجڈن" کے اسٹیشن پر ٹھہری، چونکہ یہاں گاڑی کئی گھنٹے ٹھہرتی ہے اس لئے مسٹر فلیاس فوق اور جوہاپاتی شہر کی گلگشت کر کے کامیاب واپس آئے یہ شہر مورمون قوم کا مسکن ہے۔ اور چونکہ یہ نیا آباد کیا گیا ہے اسلیئے اس کے تمام مکانات سڑکیں اور بازار بالکل خط مستقیم پر بنائے گئے ہیں، چنانچہ کسی نکتہ رس نے کہا ہے:۔
"امریکہ میں شہر راستے یہاں تک کے دیوانہ پن کی چیزیں بھی بالکل سیدھی بنائی جاتی ہیں"
شہر بہت بڑا اور آباد نہ تھا، بڑی بڑی شاندار عمارتیں بھی اس جگہ دکھائی نہ دیتی تھیں، لیکن قوم مورمون کا معزز مندر "کورٹ ہاؤس" نام کا دار الحکومت اور "سالٹ ہاؤس" نام نمک کی منڈی بہت اچھی عمارتیں تھیں۔ سڑکوں پر بہت سی عورتوں والے مرد نظر آتے تھے اس کا سبب قوم مورمون کے مذہب میں تعدد ازدواج کی عام اجازت ہے چنانچہ مورمون کے مذہبی قوانین کی بنا پر ایک مرد جس قدر بیویاں اس کا جی چاہے کر سکتا ہے "اوٹاہ" کی عورتیں اگر شوہر نہ کریں اور متعدد وستویں نہ رکھیں تو مورمون کے اعتقاد و خیال میں خدا کی مہربانیوں سے محروم سمجھی جاتی ہیں۔
اُن کو دیکھ کر عورتوں سے زیادہ پاسپارٹو کو مردوں پر رحم آیا۔ کیونکہ ایک مرد ہے دس بارہ[۱۲] عورتیں اس کے گلے پڑی ہیں۔ اُن سب کی کاؤں کاؤں سننا اور خواہشیں پوری کرنا حقیقت میں ایک ناقابلِ برداشت عذاب ہے۔

چھبیسواں باب

پاسپارٹو کہاں ایک درست اور صحیح رائے سمجھانے میں کامیاب نہیں ہوتا؟
ریل "اوجڈن" کے اسٹیشن سے روانہ ہو کر سیدھی مشرق کی طرف رخ کر کے ہماچ اور "ورشو" کے پہاڑوں کی وادیوں میں چکر کاٹنے لگی۔ امریکہ کے جن انجنیئروں نے یہ لائن

نکالی ہو۔ انھوں نے سب جگہوں سے زیادہ اور بڑی جتنیں یہاں اٹھائی ہیں حتیٰ کہ سلطنت امریکہ نے اس لائن کی تیاری میں دوسری جگہوں[1] پر فی میل سولہ ہزار ڈالر صرف کئے تھے مگر یہاں فی میل ۴۰ ہزار ڈالر لاگت آئی۔ ان پہاڑوں کو کاٹ کر بہت وقت کے ساتھ انجینیر صرف ایک راستہ بنا سکے جس پر سے ریل گذرتی ہے اس نقب کا طول تقریباً چودہ ہزار قدم ہے

ان اطراف میں دریا بھی بہت ہیں۔ شام کے وقت ریل "مودی" اور گرلے" کے مشہور چھوٹے کے پلوں پر سے گذر کر "فورٹ بینڈگر" کے اسٹیشن پر ٹھہری اگرچہ رات کو برف بہت پڑی تھی، مگر اس کے بعد بارش ہو جانے کی وجہ سے ریل کا راستہ مسدود نہیں ہوا تھا۔ پاپسارٹو بکثرت برف اور سردی کی شدت دیکھ کر جی میں کہنے لگا۔

ہمارا صاحب کچھ عقل نہیں رکھتا، اگر اسے سفر کرنا ہی تھا تو کچھ مضائقہ نہیں مگر یہ منحوس شرط گرمیوں کے موسم میں کرنا چاہیے تھی"

اس عرصہ میں جودہا بائی پاپسارٹو سے بھی پہلے ایک تردد و اضطراب میں پڑ گئی تھی جس وقت گاڑی اسٹیشن پر ٹھہری ہو تو کچھ مسافر چہل قدمی کے لیے ریل سے اتر پڑے تھے انھیں میں پریگیڈیر وکٹر بھی تھا جس نے سانفرانسسکو میں فیکس کے سر پر گھونسہ مارا تھا اور جس سے فلیاس فوق نے ڈوئل لڑنے کا اعلان کیا تھا جودہا بائی نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا اس کے دشمن کو دیکھکر خاتون بہت پریشان اور غمگین ہوئی وہ اپنے دل میں فلیاس فوق کی محبت و عشق کے دلولے روز بروز بڑھتے ہوئے محسوس کرتی تھی اور جانتی تھی کہ اگر منحوس بریگیڈ کو جو سانفرانسسکو سے ساتھ ہی ریل پر سوار ہوا ہے فلیاس فوق نے دیکھ لیا تو ابھی ڈوئل کیلئے اٹھ کھڑا ہوگا۔ اس میں اس کے محبوب کیلئے بڑے خطرہ کا اندیشہ ہے وہ اپنے حریف پر غالب آیا، تب بھی سفر میں تاخیر پیدا ہو جائیگی اس

---

[1] ڈالر امریکن سکہ ہے جو تقریباً دو روپے کے برابر ہوتا ہے ۱۲

ڈوئل سے اُسکی بھی زندگی خطرہ میں ہو یہ خاتون اس جنٹلمین کی زندگی کو اپنی حیات پر بدرجہا ترجیح دیتی تھی اس سے بچنے کی صرف ایک ہی صورت نظر آتی تھی کہ یہ دونوں ایک دوسرے کو نہ دیکھنے پائیں۔ فلیاس فوق اس وقت سو رہا تھا جو دہا بائی نے فیکس اور پاسپارٹو کو یہ معاملہ سمجھایا۔ فیکس نے کہا۔

میڈم آپ کچھ خوف نہ کریں اس خبیث بریگیڈ نے مجھے گھونسہ مارا اور میری توہین کی ہو اس لئے اس سے ڈوئل لڑنے کا حق مجھے ہو فلیاس فوق کے عوض میں جاکر اُس سے ڈوئل لڑتا ہوں اور اُس کے ناپاک وجود سے دنیا کو پاک کئے دیتا ہوں۔

پاسپارٹو۔ نہیں! میں جاکر کوئی "فیہ" اٹھاتا ہوں اور اُسے ڈوئل پر مجبور کر کے ابھی جہنم رسید کرتا ہوں۔

جو دہا بائی۔ آپ لوگ جانتے ہیں کہ مسٹر فلیاس فوق اُن لوگوں میں نہیں ہیں جو ڈوئل سے بھاگ کھڑے ہوں اور اپنے انتقام کا بدلا دوسروں پر ڈالیں اُنہوں نے تو محض ڈوئل کے لئے اپنا لندن سے آنا طے کر لیا ہے اس خطرہ سے بچنے کی صرف یہی ایک صورت ہو کہ دونوں ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں، اور کچھ نہیں۔

فیکس۔ آپ سچ کہتی ہیں۔ آپ کی رائے بالکل بجا ہے اور درست ہو بس اب ایسی ہی کوشش کرنا چاہیئے کہ دونوں ایک دوسرے کو نہ دیکھیں۔ ایک دوسرے کو دیکھتے ہی ڈوئل کا ہو جانا یقینی ہے،

پاسپارٹو۔ بیشک یہی ہونا چاہیئے کوئی ایسی تدبیر سوچنا چاہئے کہ یہاں سے نیویارک تک چار دن میں مسٹر فلیاس فوق اپنے ڈبہ سے باہر نہ نکلیں جب یہ ریل سے باہر نہ نکلیں گے تو دیکھ بھی نہ سکیں گے اور ڈوئل بھی نہ ہوگا۔

اتنے میں مسٹر فلیاس فوق جاگ اُٹھا اور یہ سب چپ سادھ کے بیٹھ گئے،

پاسپارٹو نے آہستہ سے فیکس کے کان میں کہا۔

کیا تم درحقیقت میرے آقا کی طرف سے ڈوئل کرنے کو تیار ہو۔

فیکس۔ بیشک آسے انگلستان تک سلامتی سے پہونچانے کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کو تیار ہوں۔

فیکس کی یہ باتیں سُنکر، انگریزی خفیہ پولیس کی ثابت قدمی اور مستقل مزاجی وفرض شناسی پر پاسپارٹو حیران رہگیا۔

فیکس، فلیاس فوق کے ڈبہ سے باہر نہ نکلنے کی تدبیر سوچنے لگا کہ کیا کرے تھوڑی دیر غور کرنے کے بعد، اس نے ایک تدبیر سوچ نکالی اور مسٹر فلیاس توق کو مخاطب کرکے کہا۔ جناب والا! ایسے تو ہر کوئی ریل پر جسقدر وقت گذرتا ہے۔ اس میں انسانکو بہت دقت، زحمت اور مصیبت رہتی ہے۔

فلیاس فوق۔ ٹھیک ہے، لیکن جس طرح بھی ہو گذرہی جاتا ہے۔

فیکس۔ شاید میں نے جہاز میں جناب کو ویسٹ کھیلتے دیکھا تھا؟

فلیاس۔ ہاں مجھے اس کھیل سے بہت شوق ہے۔ لیکن کیا کیا جائے نہ یہاں پتے ہیں نہ کوئی کھیلنے والا۔

فیکس۔ میں پتے تلاش کرتا ہوں اس ریل پر ہر چیز مل سکتی ہے لیکن اور کھیلنے والا؟ اگر میڈم صاحبہ قبول فرمائیں ....

جود ابائی۔ ہاں میں کھیلوں گی کسی قدر ویسٹ جانتی ہوں، کیونکہ اس کا جاننا انگریزی تہذیب میں داخل ہے۔

فیکس۔ میں بھی یہ کھیل خوب جانتا ہوں، ہم تینوں آدمی کھیلیں گے،

فلیاس فوق نے بہت ممنون ومسرت کے ساتھ قبول کیا، پاسپارٹو کھیل کا سامان لینے کو باہر نکلا، اور تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک تاش، ایک میز، میز پوشس سمیت لیکر آگیا، اور کھیل شروع ہو گیا،

جو دہا بائی ویسٹ خوب کھیلتی تھی، خود فلیاس نوق نے کئی مرتبہ اُسے داد دی اور تعریف کی۔ پاسپارٹو نے اپنے جی میں کہا۔

چلو یہ اچھا ہوا! اب یہ اپنی جگہ سے نہ ہلے گا۔

ظہر کے بعد ہمارے ویسٹ بازوں نے کھیل ختم کر کے کھانا کھایا اور مسافر ریل کی کھڑکیوں سے "قلعہ" ہاک" کو دیکھنے لگے۔ وہ چاہتے تھے کہ اِس صورت سے دو گھنٹہ تک چلتے رہیں کہ "زوشو" کے پہاڑ نکل جائیں اور دشوار گذار راہ طے ہو جائے۔ اس مشکل گذار راہ میں کوئی مانع اور کوئی زحمت پیش نہ آئے۔ ریل اپنے مقررہ وقت اور رفتار سے چلتی رہی کچھ بڑھی گھٹی نہیں۔

کھانے کے بعد فلیاس فوق اور اس کے ہمسفر پھر کھیلنے بیٹھ گئے ابھی کھیل شروع بھی نہیں کیا تھا کہ یکدم انجن کی سیٹی کی آواز آئی اور ایک دم ریل تھم گئی۔ پاسپارٹو نے سر کھڑکی سے باہر نکالا۔ مگر گاڑی کے ٹھہرنے کا کچھ سبب نہ معلوم ہوا کیونکہ نہ وہاں کوئی اسٹیشن تھا نہ اور کوئی بات

جو دہا بائی اور فیکس کو یہ اندیشہ تھا کہ فلیاس فوق ریل کے رکنے کا سبب دریافت کرنے کو باہر نہ اتر جائے۔ اور منحوس بریگیڈر سے سامنا ہو جائے لیکن خدا کا شکر ہے کہ فلیاس فوق اپنی جگہ سے خود نہ اٹھا، بلکہ دریافت حال کیلئے پاسپارٹو کو بھیجا، پاسپارٹو ڈبہ سے اترا چالیس پچاس مسافر اور ریل سے اُتر آئے جن میں بریگیڈر اسٹامپ پر وکٹر بھی تھا۔

ریل اس سبب سے ٹھہر گئی کہ ایک سُرخ جھنڈی سامنے ایک سڑک پر لگا دی گئی تھی۔ یہ اس بات کا اعلان تھا کہ راستہ خراب ہے۔ انجن ڈرائیور اور گارڈ دو آدمیوں نے جو مدیسان اسٹیشن سے بھیجے گئے تھے بہت سختی کیسا تھ گفتگو کر رہے تھے، یہ دونوں آدمی ریل کو روکنے کے لئے "مدیسان" کے اسٹیشن ماسٹر کیطرف سے

آئے تھے۔ ریلوے مسافر اس گفتگو کو دلچسپی سے سننے لگے۔ پاسپارٹو جب اُن کے قریب پہونچا تو اس نے محافظ راہ کو گارڈ اور ڈرائیور سے یہ کہتے سُنا کہ۔

نہیں نہیں! ہرگز نہیں جا سکتی کیونکہ "مدیسان" کا پل بالکل خراب ہوگیا ہے وہ ریل کا بوجھ نہیں سنبھال سکتا"

یہ پل جسکی خرابی کی بابت گفتگو ہو رہی تھی، یہاں سے ایک میل کے فاصلہ پر سامنے واقع ہے اور ایک کانٹے یا کنڈے سے متعلق تھا جن زنجیروں سے وہ بندھا تھا اُن میں سے چند کے ٹوٹ جانے سے ریل کا اس پر سے گذرنا خطرناک تھا۔ پاسپارٹو غصہ کے مارے دانت کٹکٹا رہا تھا بریگیڈیر پروکٹر نے کہا۔

میں سمجھتا ہوں پل خراب ہو جانے کی وجہ سے اس پہاڑ پر ڈھاک کے جنگل میں نہیں رہ سکتے۔

گارڈ۔ ہم نے دوسری ٹرین طلب کرنے کے لئے اگرچہ "اوماہا" کو تار دیا ہے۔ لیکن چھ گھنٹے سے پہلے اُس کا آنا دشوار نظر آتا ہے۔

پاسپارٹو۔ کیا فرمایا؟ کیا چھ گھنٹے؟

گارڈ۔ ہاں اگر ہم پیدل چلیں تو چھ گھنٹہ میں "مدیسان" اسٹیشن پر پہونچ سکتے ہیں

مسافر۔ کیا ہم پیدل چلے جائیں۔

پاسپارٹو۔ اسٹیشن یہاں سے کتنی دور ہے۔

گارڈ۔ ۱۲ گھنٹے کی راہ۔

بریگیڈر۔ کیا کہتے ہو؟ ہم اس برف پر بارہ گھنٹے کی راہ پیدل جائیں واہ!

بریگیڈر اسٹامپ پروکٹر، یہ کہکر ریلوے کے ملازمین کو گالیاں دینے اور سخت سست باتیں سنانے لگا۔ پاسپارٹو بریگیڈر کا ہم نوا ہوگیا اور خوب خوب جلی کٹی سنائیں یہ غریب سوا اسکے کر ہی کیا سکتا تھا؟ یہاں ایسا مانع پیش آگیا ہے کہ صاحب کے بنک نوٹ

بھی اُس کے دفع کرنے سے عاجز ہیں۔
لعنتوں ملامتوں کا رفتہ رفتہ شور پیدا ہو گیا۔ گالیوں اور صلواتوں کی آوازیں بلند ہوئیں، اگر فلیاس فوگ اپنے کھیل میں ڈوبا ہوا نہ ہوتا تو ضرور یہ آوازیں اسکی نگاہ تجسس کو اپنی طرف کھینچ لیتیں۔ بہت مایوس ہوا کہ پاسپارٹو چاہتا تھا کہ اپنے آقا کو اس حادثہ کی خبر دے کہ اتنے میں فورسٹر نامی ڈرایور نے مسافروں کو مخاطب کر کے کہا حضرات! میں نے گاڑی لیجانے کی ایک تدبیر سوچی ہے۔

تمام مسافر۔ کیا پُل پر سے-؟
ڈرایور - ہاں پُل پر سے۔
مسافر - کیا ریل پر
ڈرایور - ہاں ہاں ریل پر
گارڈ - لیکن یہ پیشقدمی بہت خطرناک ہے پُل گر پڑیگا
ڈرایور - جائیے بھی میں نہایت تیزی یعنی انتہائی تیز رفتاری کیساتھ گاڑی کو چلاؤنگا۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ کیونکر نکل جاتی ہے۔
پاسپارٹو - اس ہمت پر آفریں ہے لیکن . . . .
سب مسافر حیران رہ گئے بعضوں نے ڈرایور کی اس رائے کو پسند کیا خصوصاً پِگسِیڈ کو تو یہ بات بہت ہی پسند آئی۔ اس دیوانے امریکن نے یہ مجنونانہ رائے بہت پسند کی رفتہ رفتہ اور مسافروں نے بھی ڈرایور کی رائے سے اتفاق کیا اور کہنے لگے
پہلا - فیصدی پچاس گذر جانے کی امید ہے۔
دوسرا - نہیں بلکہ فیصدی ساٹھ۔
تیسرا - نہیں! بلکہ فیصدی اسّی
چوتھا - بہت خوب! میں فیصدی نوے بلکہ سو کا دعویٰ کرتا ہوں

پاسپارٹو کو امریکنوں کی اِس مجنونانہ قمار بازی پر سخت حیرت ہوئی اگرچہ وہ بھی بڑے دل گردے کا آدمی تھا، اس کی آنکھ بھی کسی بات سے نہ جھپکتی تھی مگر اس جرات کو وہ امریکن جرائت سمجھا اور حاضرین سے ایک شخص کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا

جناب اگرچہ یہ بہت خطرناک ہے، مگر، اگر.........

شخص ۔ مگر اگر کچھ نہیں، سو میں اسی درجہ تو ہمیں نکل جانیکی امید ہی دلیں،

پاسپارٹو نے دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔

یہ ہے تو ٹھیک، مگر بات اتنی ہے کہ.........

دوسرا ۔ نہیں نہیں اتنی دتنی کچھ نہیں چاہیے ڈرائور خود کہتا ہو کہ ہم نکل جائینگے اس لیے ضرور ہم نکل ہی جائینگے۔ بس اور کیا چاہیے

پاسپارٹو ۔ ہاں اس میں کچھ شبہ نہیں کہ نکل جائینگے، لیکن اگر.........

وہی دوسرا ۔ بھائی تم کیا کہتے ہو؟ یہاں اگر مگر نہیں ہے، ہم نہایت ہی تیزی سے نکل جائیں گے، سمجھے؟

پاسپارٹو ۔ بابا میں سمجھتا ہوں۔ لیکن اگر ایسا ہوتا کہ.........

وہی ۔ بھائی جان ایسا ویسا کو چھوڑو، اگر ڈرتے ہو تو سوار ہی نہ ہو۔

پاسپارٹو ۔ کیا میں ڈرتا ہوں؟ میں فرانسیسی ہو کر ڈروں گا! مجھے بات ہی نہیں کرنے دیتے تو بسم اللہ سوار ہو جاؤ۔

وہی ۔ ہاں ہاں سوار ہونگے ہم سوار ہونگے،

لوگ ڈبوں میں چڑھ آئے۔ پاسپارٹو اپنے ڈبہ میں آکر دل میں کہنے لگا؟ یہ گدھے امریکن مجھے بات بھی نہیں کرنے دیتے۔ میں انکو سمجھا تو دیتا میں تو چاہتا تھا کہ اپنی رائے ان سے کہوں، وہ میرا منہ بسے کر دیتے ہیں، حالانکہ میری رائے بہت معقول بھی ہے چاہتا تھا کہ پہلے خالی ریل بہت تیز بہت ہی تیز بڑے زناٹے سے جس طرح بھی ہو

پُل پر سے نکال لی جائے پھر ہم سب لوگ پیدل پل پر سے گذر کر اُس پر سوار ہو جائیں غرضکہ سب مسافر اپنے ڈبوں میں بیٹھ گئے۔ پاسپارٹو نے اپنے ہمسفروں سے کچھ نہیں کہا کیونکہ وہ سب لوگ کھیل میں مصروف ہونیکی وجہ سے دوسرے کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتے تھے انجن نے سیٹی دی اور ڈرائیور نے گاڑی ایک میل پیچھے لوٹائی پھر ایک بہت بلند سیٹی دے کے گاڑی چھوڑ دی۔ رفتار تیز ہوئی۔ اور تیزی دہشتناک ہو گئی پہیوں کی رگڑ سے لوہے کی پٹری پر چنگاریاں اُڑنے لگیں باہر کی کوئی چیز سمجھ میں نہ آتی تھی" ریل میں سو میل فی گھنٹہ سُرعت رفتار پیدا ہو گئی تھی، اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پہیئے پٹری کو چھوتے ہی نہیں، بلکہ ہوا پر چلے جا رہے ہیں کیونکہ سائنس کے قاعدے کے موافق غیر معمولی تیزی وزن کو زائل کر دیتی ہے ریل انتہائی تیزی کیساتھ پل پر سے گذر گئی گویا بجلی کوند گئی، یہانتک کہ مسافروں نے پل کو بھی نہ دیکھا۔ اور ایسا معلوم ہوا کہ ریل ایکدم پُل کو پھاند گئی۔

ڈرائیور پانچ میل کے بعد گاڑی کو اصلی رفتار پر لاسکا لیکن اِدھر ریل کا گذرنا تھا کہ ادھر پل اڑاڑ اکر گر پڑا۔

ستائیسواں باب

ایک ایسا حادثہ جو امریکن ریلوے کے سوا اور کہیں دیکھنے میں نہیں آیا کیونکو گذرتا ہے ریل بیدھڑک اپنی راہ طے کرتی اور اسی رات کو قلعہ "سو درس" سے گذر کر دڑہ نیتمرن سے گذرتی ہوئی ایوان کے راستہ پر پہونچ گئی

یہی وہ مقام ہے جہاں ریلوے لائن سطح سمندر سے ۸۰۹۶ قدم بلندی پر ہے یہ امریکہ کی تمام ریلوے لائنوں سے بلند ترین مقام ہے یہاں سے پھر ریل برابر بحر اٹلانٹک کیطرف اترتی چلی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے سانفرانسسکو سے یہانتک تین دن رات

کی مدت میں ۴۲۰ سامیل کی مسافت طے ہو چکی ہے۔ اور نیویارک تک پہونچنے میں چار دن چار راتیں اور باقی رہ گئی ہیں۔

صبح کو آٹھ بجے قلعہ "میاک فرسن" پیچھے رہ گیا یہاں سے اوہاماتک ۲۵۸ میل کی مسافت باقی رہ گئی ہے۔

آج محض مسٹر فلیاس فوق کے اصرار سے سب کے سب ریل کے باغیچہ والے ڈبہ میں جاکر کھیل میں مصروف ہو گئے۔ اگرچہ اُس کیلئے اُسکے ساتھیوں نے بہت کچھ عذر و انکار کیا مگر کچھ فائدہ نہوا۔

باغیچہ کے ایک کونہ میں کھیل کی میز بچھا کر یہ سب لوگ ویسٹ کھیلنے میں منہمک ہو گئے کسی نے بھی طول راہ کی شکایت نہ کی آج کے کھیل میں فیکس کی قسمت اس کا ساتھ نہیں دیتی تھی اور اچھے اچھے پتے سب فلیاس فوق کے ہاتھ میں آگئے تھے اس نے فیکس سے کہا، میں تین ہاتھ میں جیتے لیتا ہوں!

اس کے جواب میں مسٹر فلیاس فوق کے عقب سے آواز آئی۔

نہیں میں چار ہاتھ سے جیت لوں گا!

مسٹر فلیاس فوق، جوداہا بائی اور فیکس نے جو سر اُٹھا کر دیکھا تو یہ جواب بِرگیڈ پر وکٹر نے دیا تھا۔ بریگیڈ اور فلیاس فوق دونوں نے اسی وقت ایکدوسرے کو پہچان لیا، بریگیڈ نے کہا:۔

اوہو! انگریز صاحب یہ آپ ہیں جو تین ہاتھ میں جیتتے ہیں؟

یہ کہکر مسٹر فلیاس فوق کے ہاتھ سے پتے اچھال دیئے اور کہا تمہیں یہ کھیل اچھی طرح نہیں آتا۔

فلیاس فوق نے اٹھکر کہا: اگر یہ کھیل بھول گیا ہوں، تو میں دوسرا کھیل تو جانتا ہوں بریگیڈ، تجربہ کر لو!

جو وہا بابی کانپنے لگی اور اس کے چہرہ کا رنگ اڑ گیا اور جس قدر خون اس کی جسم میں تھا سب سمٹ کے دل میں آ گیا پا پسپار ٹو نے چاہا کہ بریگیڈ سے الجھ پڑے کہ فیکس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا:-

حضرت! کچھ خیال ہے تم سے مجھے اپنا حساب صاف کرنا ہے تم نے توہین کی تھی اور مجھے گھونسہ مارا تھا

فلپاس۔ مسٹر فیکس! اس معاملہ کا تعلق صرف مجھسے ہے میری جو کچھ توہین جناب بریگیڈ سے ہو چکی ہے اس کے علاوہ اسوقت بھی انہوں نے میرے ہاتھ سے پتے اچھال دینے میں بڑی گستاخانہ جرائت کی ہے مجھے اُن سے معاملہ فہمی کرنا ہے

بریگیڈ۔ تیار ہوں! جب چاہو اور جہاں چاہو اور جس ہتھیار سے چاہو

فلپاس فوق ڈبہ سے نکل آیا۔ اس کے پیچھے بریگیڈ بھی، فلپاس فوق نے کہا دوست مجھے یورپ پہونچنے کی بہت عجلت ہے، اس وقت ذراسی تاخیر بھی میرے لیے نہایت درجہ باعث نقصان ہوگی

بریگیڈ۔ مجھے کیا؟

فلپاس۔ سانفرانسسکو میں مجھسے اور آپ سے جو کچھ معاملہ پیش آیا تھا۔ اس کے لیے میں نے یہ کہدیا تھا اور اقرار و یدیا تھا کہ یورپ سے امریکہ واپس آکر آپ سے فیصلہ کر لوں گا۔

بریگیڈ۔ میرے محترم یہ بھگوڑے پن کی باتیں اور کسی سے جاکے بنائیے میں وہ نہیں ہوں کہ نقد کو ادھار پر چھوڑ دوں۔ یا ابھی یا کبھی نہیں۔

فلپاس۔ بہت بہتر! اگر یہ ہے تو کیا آپ نیویارک جا رہے ہیں۔

بریگیڈ۔ تمہیں کیا۔ میں جا رہا ہوں یا نہیں جا رہا ہوں ایک گھنٹہ کے بعد ٹرین "پوسن کرک" پہونچے گی اور وہاں دس منٹ تک ٹھہریگی اتنے وقت میں ہم آپ

طپنچوں کے دو چار فیروں سے قصہ پاک کئے لیتے ہیں اور کیا؟

فلیاس۔ بہت اچھا! میں پولسن کرک میں ریل سے اتر پڑوں گا

بریگیڈ۔ اچھا اسوقت سے جان لو کہ پھر قیامت تک وہیں۔ ہو گے

فلیاس۔ یہ کون جانتا ہے؟

یہ کہکر فلیاس خودداری اور متانت کے ساتھ برآمدہ سے ڈبہ میں آیا، اور جوہاباتی کو بہت تسلی دی کہ: بریگیڈ کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جس سے کوئی ڈرے پھر فیکس سے استدعا کی کہ وہ اس کا گواہ بنجائے، کیونکہ ڈوئل میں طرفین کا ایک ایک گواہ ہونا ضروری ہے۔ فیکس نے قبول کیا۔ فلیاس فوق پھر کمال اطمینان کے ساتھ وہی بازی کھیلنے لگا جو ناتمام رہ گئی تھی۔

۱۱ بجے انجن نے سیٹی دی جو "پولسن کرک" پر ریل کے پہونچنے کا اعلان تھا فلیاس فوق بیدھڑک فیکس کیساتھ برآمدہ میں آیا۔ پاسپارٹو بھی پیچھے پیچھے ایک طپنچہ کا جوڑا لئے ہوئے نکلا۔ جوہاباتی گھبرا اور بدحواس ہوکر ڈبہ میں پڑ رہی اس عرصہ میں ایک اور ڈبہ کا دروازہ کھلا اور بریگیڈ بھی اپنے ایک شاہد کو ساتھ لیے باہر آیا۔ یہ دونوں ریل سے اُتر رہے تھے کہ گارڈ نے دوڑ کر زور سے پکار کر کہا۔

حضرات! نیچے نہ اُتریئے گا۔

بریگیڈ۔ کیوں ؟

گارڈ۔ گاڑی یہاں ٹھہرتی نہیں ہے۔

بریگیڈ۔ مگر مجھے یہاں ڈوئل لڑنا ہے۔

گارڈ مجھے بہت افسوس ہے، لیکن اب کیا چارہ؟ دیکھیے وہ ٹرین چلنے کی سیٹی ہوگئی، درحقیقت سیٹی بجتے ہی ریل چلنے لگی۔ گارڈ نے کہا؟

مجھے آپ کے ڈوئل میں مانع آنیکا سخت افسوس ہے پھر بھی میں آپ کا ...

آپ حضرات کی خدمت کرنے میں کمی نہ کرونگا۔ فرمایئے تو آپ کے لئے ریل ہی میں ڈوئل لڑنے کی جگہ نکال سکتا ہوں۔

فلیاس بہت نوازش ہوگی! کیونکہ آپ کی عنایت میرے لئے بہت مفید ہوگی

پاسپارٹو نے اپنے جی میں کہا! لو ایک دوسرے امریکن کی حماقت دیکھو۔

دونوں حریف اور ان کے گواہ گارڈ کے پیچھے چلے وہ ایک ڈبہ سے دوسرے ڈبہ میں ہوتے ہوئے ٹرین کے آخری ڈبہ میں پہونچے اس میں چار پانچ مسافروں کے سوا کوئی نہ تھا۔ گارڈ نے نہایت تہذیب کے ساتھ ان مسافروں کو بتایا کہ یہ دو جنٹلمین یہاں ڈوئل لڑنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ لوگ چند منٹ کے لئے باہر آسکتے ہیں۔

مسافروں نے اس کار خیر میں حصّہ لینا اپنا فخر سمجھ کر اسی وقت ڈبہ خالی کر دیا۔

یہ ڈبہ پچاس قدم لمبا اور ڈوئل کے لئے نہایت موزوں ہے۔ مسٹر فلیاس فوگ اور برگیڈ دونوں ایک چھ نالی طپنچہ اپنے اپنے ہاتھوں میں لئے ڈبہ میں داخل ہوئے۔ اور گواہ باہر کھڑے رہے آپس میں یہ شرط قرار پائی کہ جو وقت پہلی مرتبہ انجن سے بھق بھق کی آواز نکلے، فوراً دونوں فریق ایک دوسرے پر فیر کریں، اور دو منٹ کے بعد گواہ ڈبہ میں آکر فریقین میں سے ایک یا دونوں نعشیں باہر لیجائیں۔

اس سے زیادہ آسان کام اور کیا ہوگا؟ اور کسقدر رسیدھا سادھا ڈوئل ہے دونوں دشمن آمنے سامنے کھڑے ہوئے، اور ایک دوسرے کو تاک کر انجن کی آواز کا انتظار کرنے لگے۔

دونوں کی دلی حالت کی تو ہمیں خبر نہیں، لیکن فیکس اور پاسپارٹو جو شاید برگیڈ کے ساتھ کھڑے ہیں ان کے چہروں سے کچھ اسقدر خود رفتگی اور بیچینی نمایاں ہے کہ "وہ مارا" کی آواز ہی ان کو چونکائے گی۔ پاسپارٹو اور فیکس بڑی بے صبری اور انتظار سے انجن کی طرف گوش بر آواز تھے کہ یکایک بہت خوفناک اور عجیب شور و غل کی آوازیں ریل کے

سامنے سے سننے میں آئیں۔ اُن کے بعد ہی بندوقوں اور ہتھیاروں کی آوازیں بھی بہت زور شور سے آنے لگیں۔ یہ آوازیں اس ڈبہ کی تھیں، جن میں دونوں حریف ملے کھڑے تھے، بلکہ ریل کے آگے اور بیچ کے ڈبوں کی طرف سے آرہی تھیں پھر تو بڑی واویلا مچ گئی، خوف ودہشت اور رونے چلانے کی آوازیں اُٹھیں۔ غرضکہ ہر شخص کو معلوم ہو گیا کہ ریل پر "سیو" نامی ایک وحشی قوم نے حملہ کیا ہے۔

بریگیڈ پر وکٹر اور غلیباس فوق گھبرائے، اور اپنی حالت کو فراموش کرکے طپنچے ہاتھ میں لیے ہوئے ڈبہ سے باہر نکل آئے اور جس طرف سے زیادہ چیخ وپکار کی آوازیں آرہی تھیں، اُدھر لپکے۔

"سیو" جنگی وحشیوں کا ریل پر حملہ صرف اسی بار نہیں ہوا ہے بلکہ بارہا ٹرین پر ان کا حملہ آور ہونا دیکھا گیا ہے۔ جو وقت ریل بہت تیز چلتی ہوتی ہے یہ وحشی لوگ لائن کے اِدھر اُدھر صف باندھ کر، ایک دم سیکڑوں ڈبوں پر دھاوا کرکے کھڑکیوں کے اندر گھس آتے ہیں اور ریل کی چھت پر چڑھ کر جو شخص اپنا سر نکالتا ہے اُسے قتل کر ڈالتے ہیں وحشیوں نے پہلے انجن پر حملہ کیا۔ ڈرائیور اور کوئلہ جھونکنے والوں کے سر پر گرز مار کے اُن کو گرا دیا اور ریل کے روکنے کے لیے اُس کی کَل زور سے گھما دی، جس سے اوس کی رفتار اور تیز ہو گئی۔

وحشی مسافروں سے کلہ بکلہ لڑتے ہیں، اور مال کے ڈبوں پر قبضہ کرکے تمام سامان نیچے برابر پھینکتے جاتے ہیں۔ مسافر بھی بڑی بہادری سے مدافعت کر رہے ہیں چونکہ ڈبے اس انداز سے بنائے گئے ہیں، کہ ایسے وقت میں اس طرح محفوظ رہتے ہیں جیسے خوب زبردست استحکام کر دیا گیا ہو اسی وجہ سے بہت کم وحشی ڈبوں کے اندر آسکتے ہیں اور جتنے چڑھ آئے تھے، یہ سب برآمدوں اور مال کے ڈبوں میں تھے۔

اس تہلکہ میں اول تو جوداہائی نے بھی بہت کچھ جرأت وشجاعت دکھائی، اس نے

ڈبہ کا دروازہ خوب مضبوطی سے بند کر کے یہ کیا کہ کھڑکی کی پشت پر جو وحشی نظر آتا وہ طمنچے کے فیر سے اُسے گرا دیتی کوئی ۲۰، ۲۵ وحشی جو وہاں اور مسافروں کی گولیوں کا نشانہ بنے اور ریل کے پہیوں کے نیچے لپس لپس کر بالکل ہلاک ہو گئے بہت سے مسافر بھی ضائع ہوئے۔

گارڈ جو مسٹر فلیاس فوق کے پاس ہی کھڑا ہوا وحشیوں سے لڑتا رہا تھا ایک وحشی کی قبیلہ دار بندوق سے زخمی ہو کر گرا، اور گرتے گرتے اُس نے کہا:۔

اگر ریل پانچ منٹ اور نہ ٹھہری تو وہ کیرنی کے اسٹیشن سے گذر کر وحشیوں کے ہاتھ میں پڑ جائیگی۔

اور حقیقت میں ایسا ہی تھا بھی کیونکہ اس اسٹیشن کے قریب ایک قلعہ ہے جہاں محافظ فوج رہتی ہے۔ اور اگر ریل وہاں نہ ٹھہرے اور یوں ہی گذر جائے تو بالکل ضائع ہو جائے۔ فلیاس فوق نے کہا "ضرور ٹھہرنا چاہیے"۔

یہ کہکر وہ دوڑا لیکن پاسپارٹو نے اپنے آقا کو روکا اور یہ کام میں کروں گا، کہکر اپنے ڈبہ سے باہر چل دیا۔ اور اس خوبی سے کہ کوئی وحشی اُسے نہ دیکھے، بہت مہارت کیساتھ اُن ڈبوں کے نیچے اتر آیا جن کے پہیے بڑے بڑے تھے۔ ایک ڈبے سے دوسرے ڈبہ کے ڈنڈے کو پکڑتا اور اپنی پاسپارٹو گری کے کمالات دکھاتا ہوا کوئلہ کے ڈبہ تک پہنچ گیا۔

یہاں اس نے ڈبہ کے ڈنڈے کو خوب مضبوط پکڑ کر پہلے ان زنجیروں کو کھولا جس سے انجن گاڑیوں میں جڑا گیا تھا پھر پیچ کا پیچ جس سے دو گاڑیاں جوڑی جاتی ہیں کھولنا شروع کیا چونکہ گاڑی غیر معمولی سرعت کیساتھ جا رہی تھی، ابھی وہ دو تین مرتبہ پیچ گھمایا تھا کہ نہایت شدت کیساتھ انجن گاڑیوں سے جدا ہو کر بجلی کی تیز رفتاری سے بھاگا، اور گاڑیاں آہستہ آہستہ چلتے چلتے "قلعہ کیرنی" سو دو سو قدم کے

فاصلہ پر بالکل ٹھہر گئیں۔

قلعہ سے جب لشکر نے بندوقوں اور طمنچوں کی آواز سنی اور انجن کو بغیر گاڑیوں کے جاتے دیکھا تو مسافروں کی مدد کیلئے وحشیوں پر حملہ کرنے لپکا، اور فوراً دوڑ آیا۔ وحشی فوج کے آنے سے پہلے جو مال اور قیدی انکے ہاتھ آگئے تھے انھیں لے لواکر بھاگ گئے۔

جب تمام مسافر اسٹیشن پر آئے اور ان کا شمار کیا گیا تو زخمیوں اور مقتولوں کے علاوہ کئی ایک غائب تھے۔ انھیں گم شدوں میں مسافروں کو رہائی دینے والا پاسپارٹو بھی تھا۔

اٹھائیسواں باب

فلیاس فوگ کہاں انسانی ہمدردی کا فرض ادا کر رہا ہے

پاسپارٹو کے علاوہ چار مسافر اور بھی گم تھے۔ کیا یہ لوگ مار ڈالے گئے ہیں یہ ابھی نامعلوم تھا۔ ریلوے لائن اور برف کے ٹیلوں پر جابجا تلاش کیا گیا مگر اُس کی لاش کا کچھ نشان نہ ملا۔

زخمیوں کے بہت زخم کاری تھے۔ سب سے زیادہ بریگیڈیر وکر مجروح ہوا تھا کیونکہ وہ بڑی بہادری اور عزت کے ساتھ وحشیوں سے لڑا تھا۔

جو دہابائی اور فلیاس فوگ بھی اگرچہ مقابلہ سے بالکل نہیں ہٹے تھے مگر انھیں کوئی زخم نہیں پہونچا۔ زخمیوں کو اسٹیشن پر لاکے ان کی مرہم پٹی کی گئی۔ پاسپارٹو اور دوسرے گم شدہ لوگوں کی بہت کچھ جستجو کی گئی، مگر کچھ پتہ نہ چلا۔

ریل کی حالت کچھ عجب خوفناک اور دہشت خیز ہو رہی تھی۔ گاڑیوں کے پہیوں میں انسانی گوشت کے ٹکڑے اس طرح پھٹے تھے جیسے قیمہ کرنے کی مشین میں اور گاڑی ہر طرف آدمیوں کے خون سے رنگ گئی تھی

فلیاس فوق اپنے دونوں ہاتھوں کو پکڑے ہوئے" ایک گہری فکر و خوض میں غرق تھا۔ جودہا بائی بھی حزن والم میں ڈوبی، اُسکے پہلو میں کھڑی تھی مگر کسی طرح کچھ بولنے کی جرأت نہیں کرتی تھی، جودہا بائی فلیاس فوق کی فکر کو پا گئی تھی اور سمجھ گئی تھی کہ اب وہ کیا کرنا چاہتا ہے۔

قلعہ کی محافظ فوج کا افسر اپنی فوج کو جمع کیے چند قدم کے فاصلہ پر کھڑا تھا فلیاس فوق نے اُسکے پاس جاکر بہت متانت اور تہذیب کے ساتھ کہا۔

جناب پانچ مسافر غائب ہیں۔

افسر۔ مارے گئے ہونگے

فلیاس۔ ان کا قتل ہونا تو ابھی تک ثابت نہیں، کوئی نعش بھی نہیں ملتی گرفتار ہو جانیکا احتمال زیادہ اور قوی ہے۔ لہٰذا ان کی رہائی کی نسبت آپکا کیا خیال ہے

افسر۔ وحشیوں کا پیچھا کرنا ممکن نہیں۔ اب وہ بہت دور نکل گئے ہونگے اور میں ان کے تعاقب میں قلعہ کو تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔

فلیاس۔ جناب، کیا یہ نہیں سمجھ سکتے کہ اس موقع پر پانچ آدمیوں کی زندگی کا مسئلہ درپیش ہے

افسر۔ ہاں جیسا آپ فرماتے ہیں ایسا ہی ہے، لیکن پانچ کے لیے پچاس کو ہلاکت میں نہیں ڈال سکتا

فلیاس۔ یہ تو میں نہیں جانتا کہ آپ ڈال سکتے ہیں یا نہیں ڈال سکتے، مگر اتنا ضرور جانتا ہوں کہ یہ جانیں بچا نیکے لیے آپ مجبور ہیں۔ کیوں جناب ہے نا

افسر۔ جناب! یہاں کسی کو یہ حق نہیں کہ مجھے میرے فرائض بتائے؟

فلیاس۔ بہت خوب! یہ بات ہے تو میں تنہا جاتا ہوں۔

افسر۔ کیا؟ آپ تنہا وحشیوں کے تعاقب میں جائینگے؟

فلیاس۔ بیشک! میں ایسے شخص کو وحشیوں کے ہاتھ میں نہیں چھوڑ سکتا، جس نے

خود اپنی جان قربان کر کے ہم سب کو اور ریل کو بچایا۔

افسر قلعہ فلیاس فوق کی اس گفتگو سے بہت متاثر ہو کر کہنے لگا نہیں نہیں! میں آپ کو تنہا نہ چھوڑوں گا تیس سپاہی الگ ہو جائیں۔

سب سپاہی سامنے آ گئے، افسر نے ان میں سے تیس آدمی الگ کیے اور فلیاس فوق نے سپاہیوں کے آگے آ کر رہائی کا حکم دیا۔

فیکس نے کہا "مسٹر فلیاس فوق مجھے بھی اجازت دیتے ہیں کہ آپکے ہمراہ چلا آؤں"

فلیاس۔ جیسا جی چاہے آپ کو اختیار ہے، لیکن اگر آپ میری مدد کرنا چاہتے ہیں تو وہ یہی ہے کہ جود ہابائی کو تنہا نہ چھوڑ دیں، خواہ مجھ پر کوئی آفت ہی کیوں نہ آ جائے

فیکس کا رنگ اڑ گیا، کیونکہ وہ اتنی دور دور دراز راہوں سے جس چور کا تعاقب کرتا ہوا آ رہا ہے، اب وہ اس سے جدا ہونے کو ہے یہ بات خفیہ فیکس کو مناسب تو نہیں معلوم ہوئی لیکن محض اس خوف سے کہ کہیں چور ناراض نہ ہو جائے مجبوراً رہ جانے پر راضی ہو گیا فلیاس فوق نے جود ہابائی سے ہاتھ ملا کر دبایا اور اپنا قیمتی سفری بکس اسکے سپرد کر کے سپاہیوں سے کہا بھائیو! یہ سمجھ لو کہ اگر ہم قیدیوں کو وحشی لوگوں کے ہاتھ سے سلامت چھڑا لائے تو میں ہزار پونڈ بہ طور انعام کے تم لوگوں کو دوں گا۔"

یہ کہکر وہ روانہ ہوا۔ اس عرصہ میں ظہر کو ایک گھنٹہ گذر گیا، ہوا ابر آلود اور بہت سرد تھی، چاروں طرف دور تک جمی ہوئی برف، شمالی دریائے منجمد کی طرح نظر آتی تھی فلیاس فوق اسی برف پر اپنے فوجی دستہ کو لیے ہوئے وحشیوں کے نشان قدم پر روانہ ہوا

جود ہابائی قیمتی بکس ہاتھ میں لیکر اسٹیشن کے ایک کمرے میں چپ چاپ الگ جا بیٹھی اور فلیاس فوق کی خصوصیت عالی ظرفی بلند ہمتی اور حیرت انگیز طبیعت پر غور کرنے لگی کہ وہ محض انسانی ہمدردی کے خیال سے اپنے ایک رفیق کی رہائی کیلئے تمام تر دولت

قربان کرنیکے علاوہ کیونکر اپنی حیات عزیز کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے. فلیاس فوق کے
یہی حالات اور یہی کارنامے ہیں، جنھوں نے اُسکو جو ہا پائی کی نظر وںمیں اسقدر باعظمت
اور قابل قدر بنا دیا ہے کہ وہ فلیاس فوق کو ایک سنسر دار پرستش انسان سمجھنے لگی ہے مگر فکس جو پاپائی
کی اس فکر و رائے کے خلاف اور ہی افکار میں اُلجھ رہا ہے اور بیچارہ عجیب اضطراب اور کشمکش میں ہے
کیونکہ ع از کوزہ ہماں برون تراود کہ در وست ڈپکتا ہے وہی برتن سے جو کچھ اسمیں ہوتا ہے
فیکس چونکہ پولس کا آدمی ہے اسکے تمام تر خیالات کا مدار فلیاس فوق کے چور اور
حیلہ جو ہونے پر ہیں. وہ اسکی تمام باتوں کو محض دھوکے اور بہانے سے تعبیر کرتا ہے اسی بناپر
اسوقت فلیاس فوق کو جانے دینے پر وہ اپنے کو بہت لعنت ملامت کر رہا تھا اسے یہ بھی
خیال آتا تھا کہ پاسپارٹو اپنے آقا کو میرے خفیہ پولیس ہونیکی اطلاع دے چکا ہے اسی وجہ سے
اسوقت یہ بہانا سوچ کر ان دونوں نے میرے پنجہ سے اپنا گریبان چھڑا یا ہے -
فیکس کچھ اسقدر رنگین اور ملول تھا کہ اُسے کسی پہلو چین نہ آتا تھا. کئی بار اُسکے
جی میں آیا کہ اُن کے پیچھے چل دے کیونکہ ان کے نشان قدم برف پر اچھی طرح نمایاں ہیں اُنھیں
نشانات پر چلتے چلتے وہ یقیناً اُن تک پہونچ سکتا ہے، لیکن بادل گھرے تھے اسے یہ خوف
دامنگیر ہوا کہ کہیں ایسا نہو آدھے راستے سے برف باری ہونے لگے، اور قدموں کے نشانات
مٹ جائیں اور خود راستے سے بھٹک کر ہلاک ہو جائے، لہذا اپنی روانگی سے قطع نظر کیا
اور یقین کر لیا کہ اس کا شکار ہاتھ سے نکل گیا. اس خیال سے حسرت و افسوس کے
دریا میں ڈوب کر فلیاس فوق سے بالکل ہاتھ دھو بیٹھا.
ظہر سے دو گھنٹہ کے بعد مشرق کی طرف سے ایک انجن کی آواز آئی. اور تھوڑی
ہی دیر کے بعد اس نے دیکھا کہ ایک انجن بہت تیزی کے ساتھ ہوا اُڑاتا ہوا اسٹیشن
کی طرف چلا آرہا ہے. یہ وہی انجن ہے جو سافرانسسکو سے فلیاس فوق اور دوسرے
مسافروں کو لا رہا تھا، اور جن پر وحشیوں نے حملہ کیا تھا اُسکے واپس آنیکی صورت یہ ہوئی،

کہ وہ تین گھنٹہ تک بہت تیزی سے چلنے کے بعد اسٹیم (بھاپ) کم اور آگ پانی ختم ہو جانے سے خود بخود رک گیا تھا، اتنی دیر میں اسٹوکر (کوئلہ جھونکنے والا) اور ڈرائیور کو بھی ہوش آگیا۔ یہ تنہا انجن کو کھڑا ہوا دیکھکر صورت حالات سمجھ گئے۔ اور گاڑی کا انجام معلوم کرنے کے لیے اُسے واپس لیکر آئے۔

تمام مسافر انجن کو دیکھکر بہت خوش ہوئے، کیونکہ موجودہ حالت میں دوسری گاڑی کے آنے کا انتظار انھیں ۲۴ گھنٹے ضرور کرنا پڑتا۔ انجن کے آجانے سے انتظار کی مصیبت سے نجات مل گئی۔ انجن گاڑیوں کو جوڑ کر اسٹیشن پر لایا مسافر سوار ہونے لگے۔

جودھا بائی نے ڈرائیور کے پاس آکر کہا۔ کیا آپ جاتے ہیں؟

ڈرائیور۔ ہاں پانچ منٹ کے بعد۔

جودھا۔ لیکن جو قیدی رہگئے ہیں، اور جو لوگ ان کی مدد کو گئے ہیں؟

ڈرائیور۔ کیا کیا جائے۔ گاڑی اب نہیں ٹھہر سکتی۔ تین گھنٹے لیٹ ہو گئی ہے؟

جودھا۔ دوسری ریل جو سانفرانسسکو سے آنیوالی ہے یہاں کب پہونچے گی؟

ڈرائیور۔ کل رات کو

جودھا۔ یہ تو بہت دیر ہے۔ کیا آپ اتنی دیر نہیں ٹھہر سکتے کہ وہ آلیں؟

ڈرائیور۔ میڈم یہ بالکل ناممکن ہے۔ اگر آپ چلنا چاہتی ہیں تو سوار ہو جائیے۔

جودھا۔ نہیں نہیں تو ان کے واپس آنے تک نہیں جا سکتی۔

فکس نے یہ گفتگو سنی، وہ خود چونکہ اپنے خیال میں فلیاس اور اس کی گرفتاری سے بالکل مایوس ہو چکا تھا، اُس نے چاہا کہ ریل پر سوار ہو کر چلا جائے۔ مگر پھر صبر کیا۔ دوسرے تمام مسافر اور زخمی جن میں بریگیڈیر دکٹر بھی تھا ریل پر سوار ہو گئے۔ اور گاڑی روانہ ہوئی اتنے میں ایک سخت طوفان آیا اور شدید برف پڑنے لگی، ریل برف کے دھندلے میں نظروں سے پنہاں ہو گئی۔

فیلکس ایک کونہ میں بیٹھا سخت حیرت میں مبتلا تھا۔ دیکھنے والے یہ خیال کرتے کہ سو رہا ہے، حالانکہ وہ عالم خواب میں نہیں، بلکہ عالم خیال میں تھا۔

جودہابائی چند چند منٹ کے بعد نکل نکل کر آتی، اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کئی کئی منٹ تک اسطرف دیکھتی رہتی، جدھر فلیاس فوق گیا تھا۔ طوفان اور برف کی کچھ پروا نہ کرتی تھی مگر مایوس ہو کر پھر ویٹنگ روم (انتظار خانہ میں) چلی آتی اور انسو حسرت آنکھوں سے بہانے لگتی تھی۔

شام قریب ہوگئی، مگر ابھی تک کچھ پتہ نہ تھا آخر یہ لوگ کیا ہو گئے؟ وحشیوں تک پہونچ بھی سکے؟ کیا ان سے لڑائی ہوئی؟ خدا جانے کیا نتیجہ ہوا۔

فکریں اور اندیشے جودہابائی کا جگر خون، اور خون خشک کئے دیتے تھے اور محافظ قلعہ کو بھی تردد میں ڈال دیا تھا۔ لیکن فیلکس کو یقین تھا کہ ڈاکٹر چپ رہتا، بھاگ گیا اس رنج و افسوس کے سوا اسے اور کوئی فکر نہ تھی

رات ہوگئی۔ اگرچہ برفباری بہت کم ہوئی، لیکن سردی بہت بڑھ گئی اندھیری رات گھٹا ٹوپ تاریکی چاروں طرف ایسی چھائی ہوئی تھی کہ بہادر سے بہادر آدمیوں کے بھی دل خوف و ہراس سے دہلے جاتے تھے باہر ہر طرف سناٹا، جاڑا، اندھیرا، کارفرما تھے پھر بھی جودہابائی پانچ پانچ چھ چھ منٹ کے بعد باہر آتی تھی اور ادھر ادھر کان لگا کر آہٹ لیتی تھی، مگر پھر ناامید ہو کر کونہ میں جا بیٹھتی۔

جودہابائی نے رات بڑی بے چینی اور صدمے کے ساتھ کاٹ کاٹ کر صبح کی سورج بھی نکل آیا لیکن فلیاس فوق اور اسکے ساتھی سپاہیوں کا نشان نہ تھا۔ جیسا جیسا جودہابائی کا غم بڑھتا جاتا تھا اتنا ہی محافظ قلعہ کی پریشانی بڑھتی جاتی تھی۔ وہ حیران تھا کہ کیا کرے ہو گیا اگلے دستہ کے پیچھے ایک اور فوجی دستہ بھیجے؟ یا کچھ دیر اور تامل کرے؟ آخر اپنے صوبہ دار کو بلا کر اس سے مشورہ کیا دونوں کی یہ رائے قرار پائی کہ باون سپاہی اونکی جستجو میں بھیجے جائیں

ابھی یہ بارہ سپاہی دو سو قدم بھی آگے نہ گئے ہونگے کہ جدھر فلیاس فوق گیا تھا اُدھر سے بندوقوں کی آواز قلعہ والوں کے کان تک پہونچی۔ سب لوگ قلعہ سے باہر نکلکر دوڑے، اور انھوں نے دیکھا کہ ایک مرتب باقاعدہ فوجی دستہ چلا آرہا ہے، اور اُسکے آگے آگے فلیاس فوق اور پاسپارٹو، اور دو آدمی اور ہیں۔ دونوں طرف سے "ہُرّے ہُرّے" کی آوازیں بلند ہوئیں۔ یہ سپاہیوں کا دستہ جو فلیاس فوق کی کمان میں قیدیوں کی رہائی کے لئے گیا تھا، "قلعہ کیرنی" کے جنوب جانب دس میل چلکر وحشیوں سے مقابل ہوا، اور ایک سخت لڑائی کے بعد اپنے قیدیوں کو چھڑا کر لے آیا۔ فلیاس فوق نے وعدے کے مطابق ایک ہزار پونڈ اُن سپاہیوں کو بانٹ دیئے جو اُس کے ساتھ گئے تھے۔ یہ دیکھکر پاسپارٹو دل ہی دل میں کہنے لگا

"اوہ! میں اپنے آقا کے لیے کسقدر گراں قیمت ہوا جاتا ہوں! اوہ!!"

فیکس کچھ کہہ نہ سکا۔ بلکہ بہت حیرت سے فلیاس فوق کا منھ دیکھتا رہ گیا۔ اور اپنے دل میں کہنے لگا: شکر ہے کہ تو میرے پنجہ سے رہا نہیں ہوا۔

جودا بائی نے فلیاس فوق کا ہاتھ پکڑکر، بہت محبت کے ساتھ زور سے دبالیا اور انتہائی خوشی و جوش مسرت سے کچھ کہہ نہ سکی۔

اسٹیشن پر پہونچکر پاسپارٹو کی آنکھوں نے سب سے پہلے ریل کو ڈھونڈھا کیونکہ وہ خیال کرتا تھا کہ گاڑی "قلعہ کیرنی" کے اسٹیشن پر ضرور پائیگا اور جھٹ پٹ سوار ہوکر "اوماہا" کو روانہ ہو جائیں گے۔ اور صاحب کا جو کچھ وقت ضائع ہوا ہے وہ ڈبل رفتار کو انعام دیکر پورا کرلیں گے، لیکن جب اُسنے اِدھر اُدھر اسٹیشن پر گاڑی نہ پائی تو بے اختیار چلاکر بولا:- ریل کہاں ہے؟ ریل؟

فیکس۔ ریل چلی گئی۔

فلیاس۔ دوسری ٹرین یہاں سے کب گذریگی؟

فیکس۔ آج رات کو یعنی ۱۲ گھنٹے کے بعد۔
فلیاس فوق کی وضع میں کوئی فرق نہیں آیا۔ وہ چپ ہی رہا

انتیسواں باب

برف گاڑی کا سفر کیونکر طے ہوتا ہے؟

فلیاس فوق ان جھگڑوں کی بدولت اپنے حساب سے ۲۰ گھنٹے پیچھے رہ گیا ہے، پاسپارٹو یہ سوچکر کہ اس تاخیر کا باعث وہی ہے، انتہائے حسرت و رنج سے دیوانہ سا ہوگیا۔ فیکس نے مسٹر فلیاس فوق کے پاس آکر کہا: مسٹر فلیاس فوق! اگر یہ حادثہ آپ کی راہ میں پیش نہ آجاتا، تو اپنی یادداشت کے حساب سے، جہاز کی روانگی سے کتنی مدت پہلے وہاں پہونچ جاتے؟

فلیاس۔ جہاز روانہ ہونے سے بارہ گھنٹے پہلے۔

فیکس۔ اس حساب سے گویا آپ ۲۰ گھنٹے پیچھے رہے ہیں اگر ان میں سے ۱۲ گھنٹے وضع کر لیے جائیں، تو جہاز کے پیچھے رہجانیکے ۸ ہی گھنٹے ہوتے ہیں، اگرچہ ان ۸ گھنٹوں کو بہم پہونچانے کی کوئی صورت نہیں نظر آتی، لیکن میں آپ کے لیے بہم پہونچائے دیتا ہوں

فلیاس۔ یہ کیونکر بہم پہونچائیے گا؟ کیا پیدل چلکر؟

فیکس۔ نہیں ہم برف گاڑی پر چلکر، وہ بھی بادبان والی برف گاڑی پر جو ہوا کی طاقت سے چلتی ہے، اسلیے بہت تیز رفتار ہوتی ہے۔

یہ برف پر چلنے والی گاڑی بادبان کی طاقت یا جانوروں کے کھینچنے سے جمی ہوئی برف، منجمد دریاؤں اور تالابوں پر بے تکلف چلتی ہی فیکس نے رات کو اس کشتی کا حال معلوم کیا تھا، جب یہ اسٹیشن کے ایک کونے میں لیٹا فلیاس فوق کی نسبت اپنے خیالات پکا رہا تھا، تو ایک شخص نے اسکے قریب آکر کہا: ۔ اگر آدھا کا بیجانیکا ارادہ ہو تو

برف گاڑی میں آپ چل سکتے ہیں،، مگر فیکس نے انکار کر دیا تھا۔ اب فلیاس فوق سے اس نے برف گاڑی والے کا سارا قصہ بیان گیا، پتہ بتایا فلیاس فوق نے فیکس کو کچھ جواب بھی نہ دیا۔ بلکہ سیدھا گاڑی والے کے پاس پہونچا۔ اس کا نام "موفِج" تھا چند ہی منٹ کے بعد موفِج" فلیاس فوق کو لیکر گھر آیا۔ اور برف گاڑی دکھائی۔ یہ برف گاڑی عجب طرز کی بنی ہوئی تھی، کہ فلیاس فوق نے ابتک ایسی برف گاڑی نہیں دیکھی تھی۔ اس میں چھ آدمیوں کی گنجائش تھی۔ آگے کی طرف ایک بہت اونچا چھتا تھا جسپر دو مضبوط اور بڑے بڑے بادبان لگے تھے اور ان کے پیچھے کشتی کے سکان کا ایسا ایک سکان بندھا تھا اُسکے ذریعہ سے جدہر چاہتے تھے، برف گاڑی کو پھیر سکتے تھے، بعض اوقات امریکہ کے نواح میں جب انجن کے آگے کا بنگھا ریلوے لائن کو صاف نہیں کر سکتا ہے، اور ریل بند ہوجاتی ہے تو ایک اسٹیشن سے دوسرے اسٹیشن تک خبر پہونچانے یا سفر کرنیکے لیے اس قسم کی برف گاڑی استعمال کی جاتی ہے۔ اگر ہوا موافق ہوئی تو یہ ریل کے برابر تیز چل سکتی ہے چند منٹ کے بعد فلیاس فوق اور برف گاڑی والے کا معاملہ ٹھیک ہوگیا، اس نے اپنی عادت کے موافق کرایہ کے علاوہ موفِج سے بھی انعام واکرام کا وعدہ کیا، اور برف گاڑی جلد تیار ہوگئی۔ ہوا چونکہ خوب تیز اور مطلوبہ سمت سے چل رہی تھی اور برف بھی بہت سخت ہوگئی تھی، اسلیے موفِج نے انھیں چند ہی گھنٹوں میں اوماہا پہونچا دینے کا وعدہ کر لیا اوماہا میں چونکہ ہر وقت ریل تیار رہتی ہے، اسلیے نیویارک تک پہونچنے میں جو وقت ضائع ہوا اُس وقت کی تلافی کر لینا ممکن نظر آتا ہے۔

دوپہر سے چار گھنٹے پہلے برف گاڑی روانگی کے لیے تیار ہوگئی۔ فلیاس فوق اور اُسکے ساتھی بیٹھ گئے، موفِج نے بادبان کھول دیے اور سکان کی رسی ہاتھ میں لے لی برف گاڑی چالیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلنے لگی، مگر واہ کیا سفر تھا اگر سب مسافر بیچارے سموری لحافوں میں خوب لپٹے اور ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے ہوا کی طرح نہیں بلکہ خود ہوا نے

اڑے چلے جاتے تھے۔ برف گاڑی کی سرعت رفتار اور سردی کی شدت بات نہیں کرنے دیتی تھی۔ ایک عالم سکوت تھا۔ فیکس باوجود فلیاس فوق کے واپس آنے اور اسقدر تیز رفتاری سے لندن پہونچنے پر بھی ابتک اسی خیال پر قائم ہے کہ فلیاس فوق جو ہر کس کی یہ سیاحت محض انگلش پولیس کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کیلئے ایک طلسم فریب ہے اس لئے لندن جلد پہونچنے میں وہ فلیاس فوق سے زیادہ کوشاں ہے۔

موڈرج انعام حاصل کرنیکے لئے برف گاڑی کو بہت تیز بڑھانے میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا تھا۔ اس سفر میں برف گاڑی کے ٹوٹ جانے یا ہوا کا رخ بدل جانیکے سوا اور کوئی مانع نہیں ہو سکتا تھا، حالانکہ ہوا موڈرج کی خوش قسمتی سے پل بہ پل بڑھتی ہی جاتی تھی فیکس اپنے قدیم خیالات میں، پاسپارٹو وحشیوں کے ہاتھ سے رہائی دلانیکے باعث اپنے ولی نعمت کی شکر گذاریوں کے جذبات میں، جودا بائی اپنے محسن حامی کی محبت و شیفتگی میں اور موڈرج اپنے موعودہ انعام کی رقم حاصل کرنے کی فکر میں مشغول تھے۔ فلیاس فوق بھی ان مختلف صداؤں کو جو شدت ہوا اور برف گاڑی کے بادبانوں اور کمانیوں کی جنبش سے پیدا ہوتی ہیں، بعض موسیقی سروں سے ملانے میں صرف ذہن کر رہا تھا۔

برف گاڑی کے پانچوں مسافر الگ الگ اپنی دھن اور اپنے اپنے غور و فکر کے دریا میں غوطے لگا رہے تھے۔ برف گاڑی نہایت سرعت کے ساتھ برف پر چلی جا رہی تھی، جنگل، دریا، ٹیلے، درے، سب کو برف کا ایک بڑا اور بانصوبہ تکیہ لپیٹے اور برف گاڑی کو ایک ہوا رفتار کشتی! کبھی کبھی موڈرج بعض علامتوں سے سمجھ لیتا تھا کہ برف گاڑی اسی دریا پر سے گذر رہی ہے، لیکن تمام دریا منجمد تھے۔ اور طبقۂ برف نے جنگل اور دریا سب کو اسطرح ڈھانک لیا تھا کہ ماہر موڈرج کے سوا دوسرا کون پہچان سکتا تھا؟ کبھی کبھی بھوکے بھیڑیوں کے غول برف گاڑی کیطرف لپکتے تھے، لیکن برف گاڑی کی تیز رفتاری انھیں قریب نہیں آنے دیتی تھی۔ لیکن خدانخواستہ اگر اسوقت برف گاڑی کو کوئی ضرر پہونچ جائے اور چل سکے

تو سچ مچ کو کہ ہمارے سیاح بڑی مصیبت میں پڑ جائیں
پاسپارٹو ہاتھ میں طمنچہ لیے ہوئے تھا جو بھیڑیا اپنے غول سے بڑھکر برف گاڑی کے قریب آجاتا تو وہ اُسے نشانہ بنا کر گرا دیتا تھا۔
ظہر کے وقت موڈج نے بعض آثار سے معلوم کیا کہ "بلاریور" بڑے دریا پر گذر رہا ہے۔ اس سے اندازہ ہوا کہ ۲۰ میل کی مسافت طے کر کے برف گاڑی اوہاما اسٹیشن پر پہونچ جائے گی حقیقت میں ایک گھنٹہ کے بعد موڈج نے سکان کی رسی چھوڑکر بادبان نیچے اوتارنا شروع کیے۔ سیاحوں کو دور سے بعض مکانات جن کی بالاخانے برف سے ڈھکے ہوئے تھے بتاکر کہا "اوہاما یہ ہے"
برف گاڑی اوہاما کے اسٹیشن پر پہونچکر ٹھہر گئی۔ فیکس اور پاسپارٹو نے زمین پر کودکر فلیاس فوق اور جوہابائی کو اتارنے میں مدد دی۔ فلیاس فوق اپنے وعدے سے زیادہ انعام واکرام موڈج کو دیکر اسٹیشن میں داخل ہوا۔
نیویارک جانے والی ایک گاڑی تیار تھی۔ فلیاس فوق اور اس کے ساتھی بے توقف ٹکٹ لیکر درجہ اول میں سوار ہو گئے۔ مشہور اوہاما کی سیر بھی نہ کی۔ جو صوبہ "نبراسکو" کا صدر مقام ہے، پاسپارٹو کو شہر نہ دیکھنے کا افسوس ہوا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ سفر شہروں کی سیر کے لیے نہیں ہو، بلکہ شہروں سے گذرنے کے لیے ہے۔
ریل پوری تیزی کے ساتھ "کونسل بلوفس" "ڈیس موائنس" اور "ڈیونپورٹ" سے گذر کر سرزمین "ڈاونپورٹ مین مس پی" کے بڑے دریا سے گذرتی ہوئی حکومت "ایلینوائس" میں داخل ہوگئی۔
دوسرے دن شام کے چار گھنٹے بعد "شکاگو" پہونچ گئے۔ یہ شہر "مچیگن" نام کی ایک بہت بڑی جھیل کے کنارے واقع ہے۔ اور ایک آباد و دل فزا شہر ہے۔
شکاگو اور نیویارک کے درمیان نو سو میل کا فاصلہ ہو۔ ریلوے ٹرینیں تھوڑی تھوڑی

دیر کے بعد روانہ ہوتی ہیں مسٹر فلیاس فوق اور اسکے ہمسفر گاڑی بدل کر نیویارک جانیوالی ریل پر سوار ہوگئے۔ گاڑی اپنی پوری تیزی کیساتھ چل دی گویا ٹرین فلیاس فوق کی عجلت سے آگاہ تھی جو تھوڑے عرصہ میں اپنی غیر معمولی اور حیرتناک سرعت رفتار سے انڈیانا "پانسلیونی" اور نیاگارا سے جلد گذرتی ہوئی "ہوڈسن" پہونچ گئی۔

۲۴ دسمبر کو سوا گیارہ بجے ریل دنیا کے مشہور شہر نیویارک پایہ تخت امریکہ کے اس اسٹیشن پر جا ٹھہری، جو بندر کے قریب ہے، لیکن ہزار افسوس کہ فلیاس فوق اپنے مقصد میں ناکام رہا کیونکہ جب وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ جہاز پر سوار ہونیکے لیے بندر پر آیا تو معلوم ہوا کہ "چینا" نامی جہاز جو ۲۴ دسمبر کو نیویارک کو لیورپول جاتا ہے وہ ۴۵ منٹ پہلے چھوٹ چکا ہے۔

تیسواں باب

فلیاس فوق کہاں اپنی قسمت سے لڑتا ہے

"چینا" جہاز جو نیویارک سے چلا گیا، وہ گویا فلیاس فوق کی امیدیں بھی اپنے ساتھ لیگیا کیونکہ فلیاس فوق کیلئے آخری چارہ کار صرف یہی جہاز "چینا" تھا اور بس اگرچہ نیویارک کے بندر میں اور جہاز بھی موجود تھے۔ مگر فلیاس فوق کے کام کا کوئی نہ تھا فرنچ "کمپنی کا جہاز دو دن کے بعد اور ٹمسہ کمپنی کا تین دن بعد" اور امریکہ کمپنی کا ایک ہفتہ بعد روانہ ہونیوالا تھا فلیاس فوق کی رہ مقصود میں جو جہاز کچھ کام آسکتا تھا وہ یہی چینا جہاز تھا، جو چلا گیا، اور اسکی تمام آرزوئیں اپنے ساتھ لیگیا فلیاس فوق نے اپنی پاکٹ بک سے جسپر تمام دنیا کے جہازوں کی اوقات روانگی درج تھی یہی نتیجہ نکالا۔ اور "اے بسا آرزو کہ خاک شدہ" کہکر بغیر کسی اضطراب اور بیصبری کے ایک کرایہ کی گاڑی پر سوار ہوکر ہوٹل کی راہ لی۔

آج کے دوسرے دن ۲۵ دسمبر ہو۔ کل صبح ۹ بجے سے ۸ بجکر ۴۵ منٹ پر جو اسکی شرط کی مدت ہے، ۹ دن، ۱۳ گھنٹے ۴۵ منٹ باقی رہ گئے تھے اگر فلیاس فوق چینا جہاز پر پہنچ سکتا

تو وہ اپنے ٹھیک وقت پر لندن پہونچ جاتا اور شرط جیت لیتا۔

بیچارہ پاسپارٹو کثرت رنج و غم سے الگ بنا سر پیٹ رہا تھا، اور اس تمام نقصان کو اپنے اوپر محمول کر رہا تھا۔ اور اس سوچ بچار میں تھا کہ صاحب کے اس سفر میں جہاں بھی اور جو بھی مانع پیش آیا ہے، اس کا باعث محض اُسکی ذات ہے، اور جو مصائب پاسپارٹو کی وجہ سے برداشت کئے ہیں اور جو کچھ اس سفر میں خرچ ہوا ہو اُس کا حساب کرتا تو معلوم ہوتا کہ اس کے صاحب کی تمام دولت و ثروت برابر ہو چکی ہے، اور اگر وہ شرط بھی ہار گیا تو نان شبینہ کو محتاج ہو جائیگا!

یہ تھے وہ خیالات، جنہوں نے سچے خادم کو اس حد پر پہونچا دیا کہ وہ خودکشی کے لیے آمادہ ہے!

فلیاس فوق لحظہ بھر ہوٹل میں سستایا، پھر جو دہا بائی اور اپنے خدمت گار کو وہیں موجود رہنے کی سخت تاکید و تنبیہ کر کے آپ تن تنہا بندر کی طرف چل دیا تاکہ وہاں اسی دن جانیوالا کوئی جہاز تلاش کرے، مگر ہزار افسوس کہ اپنے مطلب کا کوئی جہاز نہ پایا۔ اگرچہ بہت سی بادی کشتیاں روانگی کا پھریرا اڑا رہی تھیں۔ مگر اُن میں کوئی فلیاس فوق کے درد کا درماں نہ تھی، اُسے دور سے ایک جہاز دکھائی دیا جسکی چمنی سے دھواں نکل رہا تھا اور روانگی کا جھنڈا ابھی بلند تھا۔ فلیاس فوق ایک کشتی پر بیٹھکر سیدھا اُس جہاز کی طرف چلا اور قریب پہونچکر اُسکا نام پڑھا، جو جہاز کی پشت پر لکھا تھا "ہنریٹیا" باہر سے جہاز کی دیواریں لوہے کی اور اندر کا تمام حصہ لکڑی کا تھا۔

فلیاس فوق نے بے تکلف جہاز پر چڑھ کے کپتان کو دریافت کیا اسی وقت کپتان اُسکے سامنے حاضر ہوا یہ ایک سینتالیس یا پچاس سال کا فربہ اندام آدمی تھا، اوس کی آنکھیں بڑی بڑی، اور چہرہ سرخ تھا۔ یہ شخص تہذیب و شائستگی سے محض ناآشنا تھا فلیاس فوق نے پوچھا کہ جہاز کا کپتان کون ہے؟

کپتان ۔ میں ہوں، کیا چاہتے ہو؟
فلیاس ۔ میں لندن کا باشندہ فلیاس فوگ ہوں۔
کپتان ۔ میں بھی انڈرا اسپیڈی کا رڈیلف ہوں۔
فلیاس ۔ کیا روانگی کا خیال ہے۔
کپتان ۔ ہاں ایک گھنٹہ کے بعد۔
فلیاس ۔ کس طرف؟
کپتان ۔ بورڈو کی طرف
فلیاس ۔ آپ کے پاس کتنا وزن ہے۔
کپتان ۔ کچھ وزن نہیں تھی کہ جہاز کو بوجھل بنانے کے لیے کچھ پتھر کی سلین ڈال لی ہیں
فلیاس ۔ کچھ مسافر بھی ہیں؟
کپتان ۔ نہیں ہیں، بلکہ کوئی مسافر بھی نہیں لے سکتا۔
فلیاس ۔ آپ کا جہاز خوب تیز رفتار بھی ہے یا نہیں؟
کپتان ۔ فی گھنٹہ ۱۲ میل چلتا ہے۔
فلیاس ۔ مجھے اور میرے تین ساتھیوں کو لورپول تک لے جانا ہوگا۔
کپتان ۔ میں نے نہیں کہا کہ کسی طرف کسی کو نہیں لیجاؤنگا، میں اپنی خالی کشتی بورڈو لیجا رہا ہوں اور آپ مجھ سے لورپول کی باتیں کرتے ہیں! قہ قہ قہ ا!!
فلیاس ۔ چاہے کتنی ہی اجرت دوں، پھر بھی نہ چلیے گا؟
کپتان ۔ نہیں کسی طرح نہیں جاؤں گا۔
فلیاس ۔ اس جہاز کا آپ کے سوا کوئی اور بھی مالک ہے؟
کپتان ۔ نہیں، اس کا تنہا مالک میں ہی ہوں۔
فلیاس ۔ اگر یہ بات ہے تو جہاز ہمیں کرایہ پر دید یجئے۔

کپتان ۔نہیں!

فلیاس ۔پیچھا لیے۔

کپتان ۔نہیں!

فلیاس حیران رہگیا، مگر پھر بھی مضطرب نہ ہوا۔ معاملہ بہت ٹیڑھا تھا، کیونکہ رنگونیا کا کپتان ہانگ کانگ والے ٹینکوڈر کی طرح نہ تھا، یہاں پیسہ بھی کچھ زور واثر نہیں دکھاسکا لیکن فلیاس فوق کو بحر اٹلانٹک سے گذرنے کیلیے کوئی نہ کوئی صورت نکلنا ضروری ہے اور اس ضرورت کو جہاز کے سوا اور کوئی چیز رفع نہیں کر سکتی، ہوائی جہاز کے ذریعہ سے گذرنا بھی ممکن نہیں ہو، یکایک ایک تدبیر فلیاس فوق کے ذہن میں آ ئی۔ اُس نے کہا بہت اچھا ہمیں بورڈ وتک لے چلیے گا، جہاں آپکا جہاز جارہا ہے؟

کپتان ۔نہیں ہیں نہیں لیجاؤں گا، یہانتک کہ آپ فی کس سوڈالر بھی دیں، تب بھی نہ لے جاؤں گا

فلیاس ۔میں دو ہزار ڈالر دیتا ہوں، جو تقریباً چار سو پونڈ سے زیادہ ہوتے ہیں

کپتان ۔کیا فی آدمی۔

فلیاس ہاں فی آدمی

کپتان ۔کیا آپ چار آدمی ہیں۔

فلیاس ہاں چار آدمی

کپتان اسپیڈی اپنی گردن کھجلانے لگا، چار آدمیوں کو بورڈ وتک پہونچا دینا جہاں وہ خود جارہا ہے، اور سولہ سو پونڈ کی رقم ایسی نہیں، کہ خشک مزاجی اور کورہ دماغی اُس پر غالب آئے، آخر کچھ سوچ کر کہا،

میں نو بجے چلوں گا، آپ کو اسوقت جہاز میں آجانا چاہیئے۔

فلیاس ۔بہتر اُسی وقت حاضر ہوجاؤں گا

جسوقت یہ گفتگو ہو رہی تھی ساڑھے آٹھ بجے تھے۔ فلیاس فوق جہاز سے اُتر کر سیدھا ہوٹل آیا، پاسپارٹو، جو ہابائی اور فکس کو لیکر، اپنی قدیم عادت کے موافق نہایت اطمینان و استقلال سے جہاز پر آیا۔ جہاز چلنے کو تیار تھا، ان لوگوں کے پہونچتے ہی لنگر اٹھ گیا پاسپارٹو جب اس گراں کرایہ سے واقف ہوا تو اُس نے ایک سرد آہ کھینچی۔ فکس کو بھی بنک کا روپیہ اس طرح ضائع ہونے پر بہت افسوس ہوا۔ کیونکہ اگر اُسکے بعد فلیاس فوق کچھ بھی نہ خرچ کرے تب بھی بنک کے مسروقہ نوٹوں میں دس ہزار پونڈ سے زیادہ کا نقصان ہوگا

اکتیسواں باب

فلیاس فوق کہاں دریا دلی دکھاتا، اور کس موقع پر نہایت بیدردی سے صرف کرتا ہی؟

ایک گھنٹہ کے بعد ہنریٹا، جہاز ابنائے "ہوڈسن" سے گذر کر بحر اٹلانٹک میں داخل ہو گیا اور بہت تیزی سے اس نے مشرق کی طرف بحر پیمائی شروع کردی۔

دوسرے دن یعنی ۲۶ دسمبر کو صبح کیوقت ایک شخص کپتان کی جگہ پر آبیٹھا، اور جہاز کی رفتار کا رخ اس نے ٹھیک کیا۔ یہ کپتان اسپیڈی نہیں بلکہ خود فلیاس فوق تھا، ہمارے ناظرین حیرت و فکر میں ہونگے کہ فلیاس فوق خود کیونکر کپتان کی خدمت ادا کرتا ہے؟ یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ فلیاس فوق لورپول جانا چاہتا تھا اور کپتان اسپیڈی نے انکار کر دیا تھا۔ اسلیے یہ بورڈو جانے پر راضی ہو کر مذکورہ کرایہ پر جہاز میں سوار ہو گیا۔ سوار ہونیکے بعد اُس نے بنک نوٹوں کی مقناطیسی قوت سے سکاندار ملاحوں اور مشین میں کو اپنا بنا لیا، اور کپتان کو کمرہ میں بند کر دیا۔ کپتان اس زندان حبس سے ہزاروں گالیاں اور صلواتیں سناتا، چیختا چلاتا رہا۔ فلیاس فوق نے کپتانی کی خدمت خود اپنے ذمہ لے لی اور جہاز کا رخ لورپول کیطرف پھیر دیا۔ اس پر آپ کچھ تعجب نہ کریں، فلیاس فوق کپتانی میں بہت مہارت رکھتا ہی۔ اور ہنریٹا کو کپتان اسپیڈی سے بہت بہتر چلا رہا ہے اگر اس

حرکت کا نتیجہ کیا ہوگا؟ یہ ہمیں بعد کو معلوم ہوگا۔

جمدا بائی کو فلیاس فوق سے ایسی امید نہ تھی، اسلئے وہ بہت خوف زدہ تھی مگر فکر واندیشے کے آثار ظاہر نہ ہونے دیتی تھی۔ اور پاسپارٹو کو فلیاس فوق کا یہ کام اسقدر پسند آیا کہ کوئی حد نہیں۔ اور فیکس اس حرکت کو نہایت ہی قانون شکن اور ناجائز دلیری سمجھ کے دل ہی دل میں کہنے لگا۔

اس خبیث کے چور ہونے میں کوئی شک نہیں، لندن بنک کی نوٹ اُڑوا دینا تو الگ رہا، لو اب دریائی رہزنی شروع کردی، اور بنک نوٹوں کی قوت سے ایک جہاز کا مالک بن بیٹھا ہے، اور اب کیا ممکن جو لورپول جانے! اس تمام سفر کا مطلب صرف یہی تھا کہ دریائی رہزنی کا پیشہ اختیار کرے بس اور کچھ نہیں۔"

یہاں تک کہ فیکس اپنے اس جہاز پر سوار ہونے سے بہت پشیمان اور متردد تھا پاسپارٹو کپتان کا محافظ مقرر ہوا، اور اسقدر خوش اور مسرور تھا کہ اپنے نشہ سرور سے جہاز کے تمام خلاصیوں اور ملاحوں کو وجد و سرور میں لے آیا تھا۔ جہاز کے آدمی کپتان اسپیڈی کی بدد ماغی سے بہت تنگ آگئے تھے، ان کی کئی مہینوں کی تنخواہیں بھی کپتان پر چڑھی ہوئی تھیں۔ یہ فلیاس فوق کے بنک نوٹوں کے نشہ میں کچھ اسقدر مست و سرشار ہوگئے کہ کبھی دل میں یہ خیال بھی نہیں آتا کہ ہمارا اور کوئی کپتان تھا بھی یا نہیں۔

فلیاس فوق کو لندن سے چلے ہوئے چھتر دن گزر چکے ہیں اور اسکی شرط کو صرف پانچ دن باقی ہیں، لیکن اب کوئی اندیشہ کی بات نہیں، کیونکہ "ہنریٹا" جہاز اس وقت جہاں ہے وہاں سے لندن پانچ روز سے زیادہ مسافت پر نہیں ہے۔ ان چند دنوں میں یہاں تک ہوا مخالف ہونیکی وجہ سے بادبان بھی نہیں کھولے گئے بلکہ تمام تر طاقت و کوشش بھاپ پر صرف کی گئی ہے، اسی سبب سے فلیاس فوق کو کوئلہ صرف کرنے میں پورے اسراف اور فضول خرچی سے کام لینا پڑا ہے۔

۳۰ دسمبر کو جہاز کے مشین مین نے فلیاس فوق کے پاس آکر جہاں وہ کپتانی کر رہا تھا ایک لمبی چوڑی گفتگو کی۔ پاسپارٹو کو سخت اُلجھن ہونے لگی، او جو کچھ اُس نے کہا سنا، پاسپارٹو کچھ نہ سمجھا ، البتہ آخر میں فلیاس فوق کو مشین مین سے یہ کہتے سنا۔ کیا واقعی یہی بات ہی جو آپ فرما رہے ہیں۔

مشین مین ۔ جی ہاں جناب ! روانگی نیو یارک سے اب تک جناب کے حکم کے موافق ہم برابر کوئلہ جھونک رہے ہیں ، جسقدر کوئلہ نیو یارک سے معمولی رفتار کیساتھ چلنے میں ہمیں بوردو تک پہونچ سکتا تھا ، اسی قدر ہم نے رکھا تھا ، لیکن جناب بہت تیزی کے ساتھ بورپول لیے جا رہے ہیں تو یہ کوئلہ کسی صورت میں ہمیں کافی نہیں ہو سکتا۔

فلیاس ۔ ہم اسکے لیے کوئی تدبیر سوچتے ہیں ، کوئلہ جھونکنے میں کوئی کمی نہ کرنا جب تک بالکل ختم نہ ہو جائے آگ کی قوت گھٹنے نہ پائے۔

چند منٹ کے بعد جہاز کا انجن دھواں اُڑانے لگا جہاز اس صورت سے اور دو دن تک اُسی رفتار کیساتھ چلتا رہا تیسرے دن مشین مین نے فلیاس فوق کو اطلاع دی کہ "کوئلہ آج شام تک بالکل ختم ہو جائیگا" فلیاس فوق نے پھر برابر کوئلہ جھونکنے کا حکم دیکر پاسپارٹو سے کپتان اسپیڈی کے حاضر کرنے کو کہا۔

جس طرح تیندوا اپنے غار میں گھستا ہے اُسی شان سے پاسپارٹو کمرہ میں آیا اور دروازہ کھولا۔ کپتان سیکڑوں گالیاں بک رہا تھا زمین پر پاؤں دے دے مارتا تھا۔ پاسپارٹو اسی حالت میں اُسے کھینچتا ہوا فلیاس فوق کے حضور میں لایا سب سے پہلے کپتان اسپیڈی نے پوچھا :- ہم کہاں ہیں ؟

فلیاس ۔ لورپول سے سات سو میل پر ہیں۔

کپتان ۔ اے دریائی ڈاکو۔

فلیاس ۔ میں نے آپ کو اسلیے بلایا تھا کہ ....

کپتان - او بے ایمان قزاق!

فلیاس - میں آپ کا جہاز خریدنا چاہتا ہوں، کیونکہ ....

کپتان - تو بکتا ہو، کہ خریدیگا، میں ہرگز نہیں بیچتا۔

فلیاس - کیونکہ میں آپکا جہاز جلانے پر مجبور ہوں۔

کپتان - یہ تو کیا بکتا ہے۔ میرا جہاز جلا ئیگا۔

فلیاس - ہاں جسقدر چوبی حصہ ہے، سب جلا دوں گا اور رتی بھر لکڑی اس میں نہیں چھوڑوں گا۔

کپتان - یہ کیا کہتا ہو؟ تو نہیں جانتا کہ میرا جہاز پچاس ہزار ڈالر کا ہے۔

فلیاس - لیجئے یہ ساٹھ ہزار ڈالر!

فلیاس فوق نے یہ کہہ کر کپتان کے ہاتھ میں بنک نوٹ کی ایک گڈی تھمادی بنک نوٹ گویا پانی تھے جس نے کپتان صاحب کی آتشِ غضب کو ٹھنڈا کر دیا کیونکہ اس کا جہاز بیس برس پہلے بھی اس قیمت میں نہیں لیا گیا تھا۔ حالانکہ بیس برس سے وہ اس جہاز سے کام لے رہا ہو اور قیمت سے دو گنا نفع بھی اٹھا چکا ہے۔ اور لطف یہ کہ اب بھی ڈیوڑھی قیمت لے رہا ہے پھر اس نے کہا۔

آپ تو صرف چوبی حصہ خریدیں گے، تو آہنی حصہ میرے لیے نہ چھوڑ دیجیے،

فلیاس - ہاں مشین اور غیر چوبی حصہ وہ سب آپکا ہے!

کپتان - مجھے منظور ہے۔

یہ کہکر اس نے نوٹ گنے اور پورے پاکر جیب میں رکھ لیے۔ پاسپارٹو کا رنگ اڑ گیا اور فیکس تو قریب تھا کہ جوشِ اضطراب سے بگڑ پڑے! اس نے دیکھا کہ بنک کے مسروقہ روپیہ میں سے آدھے سے زیادہ تو صرف ہو چکا ہو۔ فلیاس فوق نے کپتان اسپیڈی سے کہا:۔

میں نے جو آپکے ساتھ حرکت کی ہی، اسے معاف فرمایئے! اگر میں ۲۱ رجنوری کو لندن نہ پہونچوں، تو بیس ہزار پونڈ ہار جاؤں گا، نیو یارک میں ڈچینا، جہاز بر نہ پہونچ سکا اور آپ بھی مجھے لورپول لیجانے پر راضی نہوے، تو میں بھی یہ حرکت کرنے پر مجبور ہو گیا

کپتان ۔ کچھ پروا نہیں جناب امیں نے معاف کیا!

فلیاس ۔ بہت اچھا! تو اب جہاز میرا ہے نا؟

کپتان ۔ ہاں ہاں جہاں جہاں لکڑی ہے وہ آپکا ہے۔

فلیاس ۔ یہ ہی تو اس کے کمرے سب سامان اور اندر کا کل حصہ گرا لیئے، اور جہاز کے آتش خانہ میں جھونکیے ہ

اپ غور فرمایئے کہ مشین کے بھاپ گھر کو پوری قوت میں رکھنا کس قدر خشک لکڑی پر منحصر ہے ؟

اس روز تمام دن کمروں زینوں، اور نیچے کے انبار خانہ کی کل لکڑی جل گئی دوسرا دن عرشہ، کٹہروں اور سرپوشوں کے تختے اور چھوٹے مستول جلانے میں گزرا۔ ۲۰ رجنوری کو بڑے بڑے مستول، اور دوسری عمدہ عمدہ لکڑیاں جسقدر بھی جہاز میں تھیں جلتی رہیں۔ جہاز ایک اس بڈھا سپنجے کے مانند رہگیا جسکا تمام گوشت پوست سڑ گل کر خالی ہڈیاں رہ گئی ہوں۔

پاسپارٹو بہت ذوق وشوق اور ہوشیاری کے ساتھ، اکیلا چار آدمیوں کا کام کرتا تھا اسی دن آئرلینڈ کے ساحل دکھائی دیے اور "کنگسٹاؤن" کا گھومتا ہوا چراغ نظر آیا لیکن پھر بھی جسوقت آدھی رات میں دو گھنٹے باقی تھے، صرف "کنگس ٹاؤن" کے قریب تک پہونچے تھے، فلیاس فوگ کے لیے صرف ۲۴ گھنٹے رہگئے تھے، یعنی بیس ہزار پونڈ جیتنے یا ہارنے کیلئے اتنی سی مدت باقی تھی، حالانکہ اگر جہاز کی لکڑی کم نہ پڑتی، تب بھی اتنے وقت میں یہ لوگ صرف لورپول تک پہونچ سکتے تھے۔ لیکن جب کبھی خطرات آپڑتی خاص کر

ایسی حالت میں جبکہ بھاپ کی سرعت قائم رکھنا ضروری ہے، اور جس لکڑی سے بھاپ پیدا ہوتی ہے وہ بھی ختم ہوئی جاتی ہے! اسوقت کپتان اسپیڈی نے فلیاس فوق کے پاس آکر دلسوزی سے کہا۔

جناب کیا کرنا چاہیئے، آپ کی قسمت ساتھ نہیں دیتی، لکڑی ختم ہوگئی اور آپکی منزل ابھی دور ہے۔ لیکن میں آپ کو ایک راہ بتاتا ہوں۔

فلیاس۔ کیا راہ بتاتے ہیں؟

کپتان۔ یہ گھومتا ہوا چراغ جو آپ دیکھ رہے ہیں، یہ بندر "کنگس ٹاؤن" کا ہے،

فلیاس۔ اوہو! میں آپ کا مطلب سمجھ گیا۔ اُدھر ہی، ہاں ہاں جہاز کو اسی طرف لے چلیے۔ جہاز کا سکان اسی طرف پھیر دیا گیا۔

کنگس ٹاؤن جزائر آئرلینڈ میں ایک چھوٹا جزیرہ ہے ڈاک کے جہاز ہمیشہ لندن کی ڈاک یہاں دیکر خود لورپول چلے جاتے ہیں کیونکہ نہایت تیز رفتار ٹرینیں پانچ پانچ منٹ کی بعد "کنگس ٹاؤن" سے ڈاک لیکر ڈبلن جاتی ہیں ڈبلن سے نہایت تیز چھوٹے چھوٹے جہاز ڈاک لیکر لورپول کو جاتے ہیں اس طرح ڈاک کے ۱۲ گھنٹے اور بچ جاتے ہیں کپتان اسپیڈی کا یہی مقصد تھا یہ فلیاس فوق کیلیے یاددہانی تھی وہ اسے بالکل بھول گیا تھا کپتان اسپیڈی کی یاددہانی نے فوراً اسے نہایت کارآمد بات بتادی اور اسی وقت جہاز کو ادھر چلا دیا۔

آدھی رات سے ایک گھنٹہ بعد ہنریٹا جہاز کنگس ٹاؤن کی بندرگاہ میں داخل ہوگیا فلیاس اور اسکے ساتھی کپتان اسپیڈی اسکے لنڈورے جہاز کو بندر میں چھوڑ کر اتر پڑے مسافر جب خشکی پر اتر پڑے تو فیکس نے چاہا کہ فلیاس فوق کو یہیں گرفتار کرلے، کیونکہ وارنٹ بھی اسکے پاس ہے اور سرزمین بھی انگریزی سرزمین ہے! پھر اب کون مانع ہے کہ اسے قید نہ کرے؟ فلیاس فوق کو یہاں نہ روکا۔ آخر کیوں؟ اسکے چور نہ ہونے کا قائل ہوگیا ہے؟ اس نے اپنا کچھ فائدہ نہ اٹھانا تصور کرلیا ہے؟ یہ بات ابھی تک معلوم نہیں

ہوئی مگر اتنا دیکھا گیا کہ فیکس فلیاس فوق سے جدا نہوا، بلکہ اسکے ساتھ ڈبلن والی تیز رو گاڑی پر سوار ہوا۔ ڈبلن سے بھی انھیں کے ساتھ ڈاک کے جہاز پر سوار ہو گیا جو جزیرہ آئرلینڈ سے جزیرہ برطانیہ عظمی کو جاتا ہے۔

ظہر میں دس منٹ باقی تھے کہ فلیاس فوق اپنے ہمراہیوں سمیت بندرگاہ لورپول کی گودی میں آ پڑا یہاں سے لندن تک ریل پر چھ گھنٹہ کی مسافت ہے یہاں فیکس نے اپنا ہاتھ فلیاس فوق کے کاندھے پر رکھا اور جو وارنٹ گرفتاری اسے لوکوہا میں ملگیا تھا اُسے بتا کر کہا:۔

کیا آپ کا نام فلیاس فوق نہیں ہے؟

فلیاس۔ ہاں! فلیاس فوق ہے

فیکس۔ قانون کی رو سے میں آپکو گرفتار کرتا ہوں!!!

تیسوان باب

پاسپارٹو کہاں ایک برجستہ مرجبا کہتا ہے۔

فلیاس فوق قید ہے بیچارہ کو کسٹم ہاؤس میں قید کر دیا گیا، یہ حوالات جنگی خانہ کے متعلق ہے جہاں رات گزار کر کے صبح لندن لیجائیں گے اور عدالت کے سپرد کریں گے جسوقت پاسپارٹو نے دیکھا کہ فیکس نے اُسکے صاحب کو قید کر دیا ہے، تو اُسنے لپک کر اسکا گلا دبا دیا، مگر پولیس والوں نے اسے الگ کر دیا جودہ بائی اس معاملہ کی اہمیت سے خوف زدہ ہو کر بات کرنا کیسا دیکھنا تک بھول گئی اور سمجھی کہ اس عالی ہمت کو اسوقت کوئی مدد نہیں دے سکتی جو اُسکا موت سے چھڑانے والا اور جان بچانے والا ہے، تو سوا اس کے کیا کر سکتی تھی کہ پاسپارٹو کے ساتھ قید خانہ کے دروازہ پر بیٹھ کر، اور تمام تر قوت اپنی آنکھوں کو دیکر نہایت حسرت کے ساتھ پھوٹ پھوٹکر

رونے اور اشکوں کا سیلاب بہانے لگے۔

فیکس کو اپنے فرض منصبی کی بنا پر جس شخص پر چور ہونے کا شبہ تھا اُسے پکڑ لیا رہا مجرم ہونا یا نہ ہونا اُسے عدالت جانے۔

اس اثنا میں ایک اور غمگین خیال پاسپارٹو کو دامنگیر ہوا۔ وہ یہ تھا کہ اس تمام معیبت کا سبب اُس نے اپنے کو سمجھا۔ بیشک یہ اس کا قصور تھا۔ اس نے فیکس کا خفیہ ہونا اپنے آقا سے کیوں چھپایا؟ اگر نہ چھپاتا تو مسٹر فلیاس فوق اس بلائے جان کے پاس تک نہ پھٹکتا، اور اپنے ہاتھوں اسقدر کثیر مصارف اُٹھا کر نیو یارک سے "ہنریٹا" جہاز میں یہاں تک نہ لاتا۔ اور یہ مصیبت و توقعت پیش نہ آتا۔ غرضکہ ان خیالات میں اس درجہ مغموم ہوا کہ دیوانہ وار دیواروں سے سر پھوڑ پھوڑ لیتا، گریبان پھاڑ پھاڑ ڈالتا اور دھاڑیں مار مار کے روتا تھا۔

فلیاس فوق اس مرتبہ شرط ہار گیا، مگر کیونکر؟ بالکل جیتنے کے وقت اس بلائے ناگہانی سے ہار گیا کیونکہ لورپول میں ظہر کے بیس منٹ پہلے پہونچا اور مشروطہ وقت میں ابھی تک نو گھنٹے اور باقی ہیں اور لورپول سے لندن تک صرف چھ گھنٹے کا راستہ ہے۔ اگر یہ حادثہ نہ پیش آجاتا تو فلیاس فوق تین گھنٹے پہلے ریفارم کلب میں موجود ہوتا اور بیس ہزار پونڈ جیت لیتا۔

اگر کوئی اور شخص لورپول کے قیدخانہ میں جو جنگی خانہ میں واقع ہے داخل ہوتا تو دیکھتا کہ فلیاس فوق ایک چوبی میز کے سامنے اپنے گھڑی کو میز پر رکھے سفرنامہ کھولے اور آنکھیں گھڑی کی سوئی پر جمائے نہایت اطمینان اور کامل سلامت روی کے ساتھ بیٹھا ہے۔ جناب! فلیاس فوق کو اس آخری دہشتناک حادثہ نے بھی کچھ غمگین و متاثر نہ کیا وہی اطمینان ہے۔ وہی متانت۔!

کسٹم ہاؤس کی بڑی گھڑی نے ایک بجایا مسٹر فلیاس فوق نے دیکھا کہ اُس کی

گھڑی اُس سے پانچ منٹ آگے ہو۔ ایک گھنٹہ کے بعد پھر بڑی گھڑی نے دو بجائے اسوقت بھی اگر وہ آزاد ہو جائے تو اپنے وعدہ پر لندن پہونچ سکتا ہے دس منٹ جب بڑی سوئی گذر گئی تو فلیاس فوق کی پیشانی پر بے اختیار ایک شکن پڑی، اور اُسکے چہرے کے رنگ پر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ضرور ایک بم چھوڑے گا۔ مگر کیسا بم یہ ہنوز معلوم نہیں !!!

اسے ۳۳ منٹ ہو گئے تو یکایک جیل خانہ کے باہر کچھ غُل ہوا اور باتوں کی آوازیں فلیاس فوق کے کان میں آئیں ساتھیں آوازوں میں پاسپارٹو اور فیکس کی آوازیں بھی سنیں اُس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

عدالات کا دروازہ زور سے کھلا، فلیاس فوق نے دیکھا کہ جودہا بائی پاسپارٹو اور فیکس اُس کی طرف دوڑے چلے آتے ہیں

فیکس اسقدر بدحواس تھا کہ بات تک نہیں کرسکتا تھا اُسکے سر کے بال پریشان اور سارا بدن تھر تھر کانپ رہا تھا۔ ڈرتے ڈرتے قصورواروں کی طرح بولا۔ میرے محترم .... میرے مخدوم .... مجھے معاف فرمائیے .... میری خطا بخشدیجیے .... آپ چور نہیں۔ اصل چور اس سے تین دن پہلے گرفتار ہو چکا ہے۔ شکل و صورت کی مشابہت نے مجھے دھوکا دیا .... معاف فرمائیے .... آپ .... آپ آزاد و مختار ہیں !

فلیاس فوق آزاد ہو گیا! وہ ایک قدم فیکس کی طرف بڑھکر تیز نظروں سے گھور گھور کر دیکھنے لگا۔ پھر ایکدم لپک کر فیکس کے سر پر ایک ایسا دوہتڑ مارا کہ بیچارہ چار پانچ لڑھکنیاں کھا گیا۔

فلیاس فوق کے غضب کا بم یہی تھا جو فیکس کے سر پر گرا ہم آپ کو یہ بھی بتلائے

دیتے ہیں کہ اس کا یہ جوش غضب اسکے سوا تمام عمر میں کبھی نہیں دیکھا گیا بیچارے فیکس نے آواز بھی نہ نکالی۔ پاسپارٹو نے بے اختیار چلا کر کہا۔

شاباش! ہزار آفریں!! زندہ باد مسٹر فلیاس فوق!!! نہایت قابل قدر اور بہت ہی خوب دوہتڑ تھا، ہزار آفریں ہے آپکے دوہتڑ پر!

فلیاس فوق، پاسپارٹو اور جودا بائی، فیکس کو اسی حالت میں چھوڑ کر حوالات سے نکلے، اور ایک گاڑی میں بیٹھکر سیدھے ریلوے اسٹیشن پر آئے سب سے پہلے لندن جانے والی ٹرین کو دریافت کیا ٹرین اسی وقت چھوٹ چکی تھی۔ دوسری گاڑی ۵۰ منٹ کے بعد چھوٹنے والی تھی، فلیاس فوق نے ذرا صبر نہ کیا اور فوراً اسپیشل ٹرین تیار کرائی اور ڈرائیور سے بہت کچھ بخشش و انعام کا وعدہ کر کے روانہ ہو گیا، اگرچہ ڈرائیور کی کوشش اور انعام کی قوت سے ساڑھے پانچ گھنٹے میں لندن پہونچ جانا ممکن تھا لیکن اثنائے راہ میں گاڑی کو دو ایک جگہ ٹھہرنا بھی ضرور تھا۔ اس سبب سے جسوقت فلیاس فوق کی اسپشل لندن میں داخل ہوئی ہے، شہر کی تمام گھڑیاں نو کا گھنٹہ بجا رہی تھیں آخر فلیاس فوق تمام کرۂ زمین کا دورہ کر چکنے کے بعد اپنے وعدہ سے ۵ منٹ پیچھے لندن پہونچا! اسی بنا پر شرط ہار گیا!!

تینتیسواں باب

پاسپارٹو کہاں اپنے آقا کی ایک بات بھی نہیں کاٹتا ہے۔

فلیاس فوق اور اسکے ساتھی ریل سے اُتر پڑے، اور ایک گاڑی میں بیٹھکر نہایت اطمینان سے اپنے مکان نمبر ۷ واقع سول روڈ میں آگئے اگر اسکے محلہ والوں سے کہا جاتا کہ فلیاس اپنے گھر میں آگیا ہے تو وہ کبھی باور نہ کرینگے اُنکو کہ مکان کی کھڑکیاں اور دریچے جس طرح اسی دن تک بند رہے، اب بھی اسی طرح بند ہیں کوئی ایسا تغیر دیکھنے میں

نہیں آیا جس سے لوگ سمجھ سکیں کہ اس گھر میں کوئی ہے!!!

فلیاس فوق نے اپنی نہ بدلنے والی عادت کے موافق اس ناکامی کی چوٹ کو بھی نہایت تحمل و سکون سے برداشت کیا۔ حالانکہ اس صدمہ کی چوٹ نہایت خطرناک تھی۔ کرۂ زمین کا دورہ کیجیئے اور ہزاروں مواقع و مصائب کو تو ایک طرف رکھیے مگر اپنی منزل مقصود پر پہونچکر وہاں ایک ایسی قوت کا شکار ہو جایئے جس کا روپیہ پیسہ اور کوئی شے مقابلہ نہیں کر سکتی۔

اس سے زیادہ دردناک اور کیا بات ہوگی؟ ایک بہت بڑی رقم ہیں ہزار پونڈ کے بنک نوٹ، جو فلیاس فوق اپنے ساتھ لے گیا تھا اب ان میں چند رقم رہگئی اور وہ بیس ہزار پونڈ کی رقم جو بنک میں تھی وہ بھی شرط میں ہار چکا ہے۔ فلیاس فوق نے یہ شرط کچھ نفع اٹھانیکے لیے نہیں بدی تھی، کیونکہ جیتنے کی شرط تھی۔ اتنا پیسہ راستے میں بیدریغ خرچ ہو چکا ہے اور اس کی زندگی بھر کی تمام رہی سہی دولت کلب کے احباب لیجائیں گے، اس کی ملک میں ایک پیسہ بھی نہ رہے گا۔ پھر آخر اب فلیاس فوق کیا کرے گا، اور کیونکر بسر کرے گا یہ بھی معلوم ہے کہ اس قسم کے انگریزوں کی حالتیں بھی واضح اور کھلی ہوئی ہیں۔ ان لوگوں کے نزدیک ایسے وقت میں زندگی و موت میں کچھ فرق نہیں رہتا۔ انھیں اس طرح کی کشاکش اور الجھنوں سے نجات پانیکے لیے طمنچہ کا ایک یا تنیچ پیسہ والا کارتوس کافی ہوتا ہے!

جودیا بائی اور پاسپارٹو اسی نتیجہ پر پہونچکر اپنے مخدوم کو دم بھر کیلیے بھی نگرانی اور نظر احتیاط سے اوجھل نہیں ہونے دیتے تھے۔

پاسپارٹو نے سب سے پہلے اپنے کمرہ میں آکر گیس کا چراغ گل کیا جو اسی دن سے ابتک اُسکے حساب میں جل رہا تھا۔ پھر جو لیٹر بکس فلیاس فوق کے دروازہ پر لگا تھا اور جہیں فلیاس فوق ہی کی ڈاک ڈالی جاتی تھی، اس میں گیس کا بل بھی پایا۔

رات گزر گئی فلیاس فوق اپنے کمرے میں رہا لیکن وہ سویا بھی ہوگا ؟ معلوم نہیں! فلیاس فوق نے جودہا بائی کے لیے جو کمرہ الگ مخصوص کر دیا تھا اس میں تمام رات رو رو کر جودہا بائی نے صبح کی - پاسپارٹو نے ایک وفادار کتے کی طرح اپنے آقا کے دروازے پر پڑے پڑے ساری رات کاٹی

مسٹر فلیاس فوق نے صبح سویرے، پاسپارٹو کو پکار کر دو ایک مختصر لفظوں میں جودہا بائی کے لیے صبح کے کھانے کی ہدایت کی اور خود اُس نے ایک پیالی چائے پر اکتفا کیا - پھر کہا جودہا بائی سے کہدینا کہ چاشت کے کھانے پر حاضر ہونے سے معاف فرمادیں - اور مجھے اجازت دیں کہ شام کو اُن کے پاس حاضر ہوکر دو ایک ضروری باتیں جو اُن سے کہنا چاہتا ہوں کہہ دوں

اتوار کا دن تھا، یعنی فلیاس فوق کے حساب سے اتوار کا دن، جو اسطرح گذر گیا کہ گھر میں کسی کے رہنے تک کے کچھ آثار معلوم نہ ہوئے - جب سے فلیاس فوق اسمیں رہتا ہے آج پہلا دن ہے وہ رفارم کلب نہیں گیا اور سارا دن گھر میں گذرا آیندہ بھی کبھی نہ جائے گا ؟ بیشک نہ جائے گا! کیونکہ ایک دن پہلے یعنی ہفتہ کے دن ۲۱ جنوری کو ۸ بجکر ۴۵ منٹ پر اپنے کو نہ پہونچا سکا - کلب کے احباب اسوقت اسکا انتظار کرتے رہے ہونگے، مگر اس کے نہ پہونچنے پر اقرار نامہ کے موافق یہ لوگ شرط جیت کر بیس ہزار پونڈ وصول کر چکے ہونگے - اور آج نہ اس کا انتظار کرتے ہوں گے، نہ کچھ پروا اور کلب کی ممبری جو محض متمولی پر موقوف ہے وہ بھی دولت کی شکل حرف غلط کی طرح مٹ گئی - لہذا اب فلیاس فوق کو مکان سے باہر نکلنے اور کلب جانے سے کیا مطلب ؟

دن کے سات بجے فلیاس فوق نے جودہا بائی کے کمرے کا دروازہ آہستہ آہستہ کھٹکھٹا کر اندر آنے کی اجازت چاہی اجازت ملنے پر وہ اندر آیا اور میڈم کے

سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کی صورت اور وضع سے ذرا بھی غم و غصہ یا حسرت کے آثار نمایاں نہ تھے، وہی سکون! وہی متانت!

پانچ منٹ تک خاموش بیٹھنے کے بعد اس نے اپنا سر اٹھا کر کہا:۔

میڈم! میں آپ کو، آپکے عزیز وطن ہندوستان سے لے آیا کیا اس کے لیے مجھے معاف فرمائیے گا؟

جودھا (گھبرا کر) ہاں، مسٹر فلیاس فوق!

فلیاس۔ میں ہندوستان میں آپکا رہنا خطرہ سے خالی نہ سمجھکر، جسوقت آپکو لندن لا رہا تھا میں دولتمند اور مالدار تھا، میرا خیال تھا کہ یہاں اپنی دولت کا ایک حصہ آپکے لیے مخصوص کر کے، آپ کو خوش حال بنا دوں گا مگر اب میں فقیر ہوں،

جودھا۔ میں جانتی ہوں مسٹر فلیاس فوق! اب میں بھی آپ سے پوچھتی ہوں، کہ کیا آپ بھی مجھے معاف فرمائیے گا! کہ محض میرے ساتھ ہونے کی وجہ سے آپ شرط ہار رہے ہیں! میں ہی آپ کی تباہی و بربادی کا سبب ہوئی ہوں،

فلیاس۔ جناب میڈم! آپ ہندوستان میں نہیں رہ سکتی تھیں، آپ کا وہاں سے بھاگنا ضروری تھا۔

جودھا۔ تو کیا آپ اسکو کافی نہ سمجھے کہ مجھے ظالموں کے پنجہ سے رہائی دی اور محض میری بہبودی کے لیے اپنی دولت کا کچھ حصہ الگ کرنا چاہتے تھے،

فلیاس۔ ہاں میڈم! میری یہی آرزو تھی، تاہم اب التماس ہے کہ میرے پاس جو حقیر ناچیز رقم باقی رہ گئی ہے اُسے قبول فرمائیے۔ اُسے آپ ہی کیلیے چھوڑنا چاہتا ہوں،

جودھا۔ جب یہ میرے لیے چھوڑ دینگے تو آپ کیا کریں گے،

فلیاس۔ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں،

جودھا۔ میں نہیں سمجھتی کہ آپنے اپنے لیے کیا سوچ رکھا ہے؟ اور کدھر جانیکا خیال ہے؟

فلپاس - جدھر جی میں آئے اور جہاں سینگ سمائے ؟

جودہا - پھر بھی یہ خیال کرنا چاہیئے کہ محتاجی وتنگدستی آپکے لیے مناسب نہیں اور ناامیدی بھی آپکی شان کو زیب نہیں دیتی - کیا آپ کوئی دوست آشنا نہیں رکھتے ؟

فلپاس - نہیں میڈم -

جودہا - عزیز واقارب -

فلپاس - نہ کوئی عزیز واقارب -

جودہا - اگر ایسا ہے تو مسٹر فلپاس فوق میں بہت افسوس کرتی ہوں، کیونکہ تنہائی بہت بری چیز ہے، بہ نسبت ایک تنہا شخص کے دو آدمی مل جل کر، فقر وفاقہ کی مصیبت بخوبی برداشت کر سکتے ہیں -

فلپاس - ہاں میڈم ! کہتے تو لوگ ایسا ہی ہیں -

جودہا بائی کھڑی ہوگئی اور اپنا نازنین ہاتھ فلپاس فوق کی طرف بڑھا کر کہنے لگی - مسٹر فلپاس فوق ! تو کیا ایک سچا دوست بھی، اور ایک جان نثار عزیز بھی پیدا کرنا پسند کریں گے ؟ کیا مجھے اپنی زوجیت میں، قبول فرمائیں گے ؟

جودہا بائی کی ان لفظوں پر مسٹر فلپاس فوق بھی کھڑا ہوگیا، اور حسین ونازنین جودہا کے چہرۂ دلربا اور پیکر لطافت ادا کی طرف نظر کی تو محبت، صداقت، راستبازی وفاداری استواری کو اس کی بے مثال اشک آلود شوق آگیں آنکھوں سے نمایاں دیکھا، اُسکے دل کو شکار کر لینے والی جھکی ہوئی پلکوں کے نیچے جسمیں ایک منبع طبیعی تاثیر بھری تھی اس نے کچھ ایسا محسوس کیا کہ گویا وہ تمام دنیا کی دولت کا مالک ہوگیا ہے اُسکے جوش وخروش سے لبریز، اور جذبۂ محبت سے معمور دل سے نکل کر یہ جواب زبان پر آگیا کہ -

جودہا میں تجھے عزیز رکھتا ہوں ! میں اپنے تمام بزرگان دین کی قسم کھاتا ہوں کہ میں تجھے عزیز رکھتا ہوں !! اور حقیقت میں تجھے چاہتا ہوں، تیرا مطیع وفرماں بردار ہوں !

جودھا بائی نے اپنے جگر محبت پرور سے ایک آہ کھینچی، جو کتاب عشق کے تمام معانی کی تفسیر کر رہی تھی، ایک ہاتھ سے فلیاس فوق کا ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ ہاتھ جو ایک محبت زوجیت کے جذبہ میں اسکی طرف پھیلائے ہوئے تھا اور دوسرا ہاتھ اپنے دل پر رکھ لیا،

اسی وقت پاپسارٹو کو آواز دی گئی سمجھدار پاپسارٹو نے جودھا بائی کا ہاتھ فلیاس فوق کے ہاتھ میں دیکھ کر سارا راز سمجھ لیا۔ اس کا دل ٹھکانے ہوا کہ اب اس کا جب موت نہیں بلکہ حیات چاہتا ہے!

فلیاس۔ پاپسارٹو! "میری یقین" گرجا میں جو پادری رہتا ہو، اگر اس سے کہدیا جائے کہ کل دوشنبہ کو ہمارا نکاح پڑھنے کے لیے چلا آئے تو کیسا ہوگا؟

پاپسارٹو۔ "در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست"۔ اس سے بہتر مبارک اور کیا کام ہوگا تو کل دوشنبہ ہی کی اطلاع دوں نہ؟

فلیاس فوق نے جودھا بائی کی طرف دیکھ کر پوچھا کہ

کہیے میڈم آپ کیا فرماتی ہیں۔ کل دوشنبہ کے لیے کہا جائے نہ؟

جودھا بائی۔ ہاں کل دوشنبہ کو!

پاپسارٹو نے یہ بات کاٹی نہیں، بلکہ دھجھٹ باہر لپک گیا،

چونتیسواں باب

رفارم کلب کا ستاونواں سکنڈ کیا نتیجہ دکھاتا ہے؟

جس وقت لندن بنک کا اصلی چور جسکا نام "جیمس اسٹرانڈ" تھا شہر ڈبرگ میں گرفتار ہوا ہے اور اس سے جو کچھ شور و غل لندن میں مچا ہے وہ درحقیقت لائق ذکر اور قابل بیان ہے، اس شخص کے گرفتار ہونے سے ایک دن پہلے تک فلیاس فوق لندن کے تمام

لوگوں کی نظروں میں گویا ایک سخت مجرم و ملزم تھا۔ جسے گرفتار کرنے کے لیے پولیس تعاقب میں رہی، مگر اصل چور کی گرفتاری کے بعد فلیاس فوق پھر نئے سرے سے عزت دار اور باکباز جنٹلمین ہو گیا۔ تمام عالم کا دورہ پورا کرنے کے لیے کرۂ زمین کے گرد سیاحت کر رہا ہے!

اخباروں کو اٹھا لیجیے اور انہیں دیکھیے کہ کیا بحث و مباحثہ ہو رہا ہے؟ تمام شرط باندھنے والے جو اس معاملہ کو بالکل بھول گئے تھے پھر سب کے سب نئے سرے سے میدان قمار میں آ گئے۔ جسقدر رقمیں اب کی مرتبہ شرط بدنے والوں میں لگائی گئی ہیں، وہ حیرتناک ہیں۔ فلیاس فوق کا نام لندن کے مرد و عورت چھوٹے بڑے سب کی زبانوں پر ضرب المثل بن گیا ہے۔ فلیاس فوق کے پانچوں کلب والے دوست جنھوں نے بیس ہزار پونڈ کی شرط بدی ہے، جسوقت سے فلیاس فوق کے چور ہونیکا بلڑ مچا ہے، یہ سب اپنا اپنا روپیہ جیبوں میں رکھکر آرام اور چین سے گھر میں بیٹھ رہے تھے۔ اب جو تین دن پیشتر اصل چور کا پتہ لگ گیا تو پھر سخت اندیشہ و اضطراب میں پڑ گئے اور یہ تین روز بڑی بیتابی اور بیچینی سے بسر کیے۔ فلیاس فوق، جو صفحۂ دل سے مٹ چکا تھا، پھر از سر نو انکے سامنے وجود میں آ گیا ہے۔ آخر وہ اسوقت کہاں ہوگا؟ جسدن اصل چور جیمسن اسٹرینڈ قید ہوا ہے۔ فلیاس فوق کی روانگی لندن سے اس دن تک پورے تر سٹھ دن گزرے تھے اور اتنی مدت تک اسکی کچھ خبر نہیں آئی تو کیا کامیاب ہوا ہے، یا نہیں؟ یا اپنی یکسانی و یکرنگی کے اصول پر اپنے دورۂ عالم کی سیاحت برابر کیے جا رہا ہے؟

فلیاس فوق کی خبر معلوم کرنے کے لیے امریکہ اور ایشیا تک تار دیے گئے۔ ہر روز سول روڈ میں اس کے مکان پر آدمی بھیجے گئے، مگر کچھ پتہ اور کوئی خبر نہیں! صدر دفتر پولیس کو بھی فیکس کا کچھ حال معلوم نہیں۔ انھیں وجوہ سے پھر یہ معاملہ شرطیں بدنے اور بڑی بڑی رقمیں لگانے کا سبب بن گیا ہے۔

ہفتہ کے دن ۳۰ جنوری کو ریفارم کلب واس کی سڑک میں بڑا ہجوم اور بکثرت لوگوں کا جماؤ تھا، عوام میں اس قدر جوش وخروش پیدا تھا، اور وہ بحث ومباحثہ جاری تھا کہ دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈالے دیتا تھا۔

۸ بجے شام کو فلیاس فوق کے پانچوں شرط بدنے والے دوست یعنی ویونگ کے ملازم سولیون، اور سموئیل فلائین، اینڈرو اسٹوارٹ انجینیر گوتیہ رالف اور ٹامس فلنگن شراب کا تاجر سب ریفارم کلب کے بڑے ہال میں جمع تھے

جب ہال کی بڑی گھڑی میں معلوم ہوا کہ ہوئی ۸ بجکر ۲۵ منٹ سے آگے نکل گئی تو اسٹوارٹ نے کہا۔

حضرات ۲۰ منٹ کے بعد ہماری اور مسٹر فلیاس فوق کی شرط ختم ہو جائیگی،

فلنگن۔ لورپول سے آنے والی گاڑی یہاں کے ۷ بجے پہونچتی ہے۔

رالف۔ ۷ بجکر ۲۳ منٹ پر پہونچتی ہے" اگر اس گاڑی پر نہ آئے تو دوسری گاڑی جو آدھی رات کو پہونچتی ہے فلیاس فوق کے لیے بیکار ہے!

اسٹوارٹ۔ اگر فلیاس فوق، ۷ بجے والی گاڑی میں آجاتے تو اس وقت یہاں آچکے ہوتے اور ابتک شرط جیت لے گئے ہوتے۔

فلنگن۔ ہم ابھی تامل کریں جلدی نہ کریں آپ جانتے ہیں کہ ہمارا دوست کتنا اپنی وضع کا پابند اور بکرنگ آدمی ہے، مقررہ وقت سے بال برابر نہ ہٹے گا۔ لہذا اگر اپنے وعدے کے آخری سکنڈ میں بھی اس دروازہ کے اندر قدم رکھے تو ہمیں کچھ حیرت وتعجب نہوگا

اسٹوارٹ۔ میں خود اگر اپنی آنکھوں سے فلیاس فوق کو اس دروازہ سے اندر آتا ہوا دیکھ لوں تو آنکھوں پر اعتماد نہ کروں گا

فلنگن۔ یہ سچ ہے کہ فلیاس فوق کی یہ جرأت کچھ معقول نہ تھی، وہ خواہ کچھ بھی کرے پھر بھی بعض موانع کو رفع کرنے پر قادر نہوگا۔ انھیں میں ایک نہ ایک اس کی شرط

ہار جائیگا باعث ہو جائیگا

سولیون۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ اُس نے ہمیں ابتک کوئی تار بھی نہیں دیا، حالانکہ جہاں سے بھی وہ گذریگا، یقیناً ٹیلیفون وہاں موجود ہوگا۔

اسٹوارٹ۔ خاطر جمع رکھئے! فلیاس فوق شرط ہار گیا، کیونکہ جو اخبار سینگ گزٹ میں ان تمام مسافروں کے نام پڑھ چکے ہیں، جو جہاز "چینا" سے لورپول میں اتر پڑے ہیں ان میں فلیاس فوق کا نام نہ تھا۔ حالانکہ اس شرط کے وقت پر پہونچنے کے لئے اور کوئی ڈاک کا جہاز ہی نہیں، مسٹر فلیاس نے بہت کوشش کی ہوگی تو اسوقت تک وہ اپنے کو امریکہ پہونچا سکے ہونگے۔

رالف۔ آپ بہت صحیح فرماتے ہیں، حقیقت میں یہی بات ہے۔ کل چل کر بارنگ بنک سے بیس ہزار پونڈ لے لیں! اللہ اللہ خیر سلا

اب کلب ہال کے بڑے کلاک میں ۸ بجکر ۴۰ منٹ آئے،

اسٹوارٹ۔ بھائیوں پانچ منٹ باقی ہیں

پانچوں دوستوں نے ایک دوسرے کو دیکھا، اگرچہ ان میں سے ہر ایک سخت الجھن میں مبتلا تھا۔ مگر اپنی دلی بیقراری اور الجھن ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے،

اسٹوارٹ۔ اگر اب کوئی فلیاس فوق کے نہ آنے پر بیس ہزار پونڈ کی شرط لگائے تو میں تیار رہوں،

گھڑی کی سوئی ۸ بجکر ۴۳ منٹ سے بڑھ گئی، دالان میں سب ساتھیوں پر سکوت اور سناٹا چھا گیا، مگر کلب کے باہر شرط بدنے والوں اور تماشائیوں میں جسقدر موعودہ وقت قریب آتا جاتا تھا، اتنا ہی شور و غل اور کشاکشی بڑھتی جاتی تھی۔

سولیون نے بڑی اضطرابی کے ساتھ گھڑی کی سوئی دیکھکر کہا ۸ بجکر ۴۴ منٹ گزر چکے ہا! اب مقررہ وقت نکل جانے اور شرط ہار جانے میں ایک منٹ باقی رہا اور کچھ نہیں

کہ رفارم کلب کے احباب فلیاس فوق سے شرط جیت لے گئے تھے، انڈراسٹوارٹ اور اُسکے دوست سکنڈ گننے میں مشغول ہو گئے۔

۴۹ سکنڈ میں کچھ نہیں! ۵۵ سکنڈ میں بھی کچھ نہیں!

۵۷ سکنڈ پر باہر بجلی کیطرح کڑکتی ہوئی ایک گاڑی کی آواز آئی اور اس کے پیچھے شاباش، شاباش، واہ وا، ہرّے ہرّے کی آوازیں آسمان تک بلند ہوئیں اور سب دوست کھڑے ہو گئے۔

گھڑی کی سوئی ٹھیک ۵۷ سکنڈ پر تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ابھی ساٹھواں سکنڈ پورا نہیں ہوا تھا کہ فلیاس فوق والان کے دروازہ سے اندر داخل ہوا اور پیچھے پیچھے تحسین وآفریں کہنے والوں کا ہجوم تھا اسکی طرف کچھ التفات نہ کر کے اپنی دائمی متانت واطمینان کے لہجہ میں کہا "حضرات ایں آگیا"

کچھ تعجب نہ کیجیے، بالکل سچ جانیئے کہ کمرے کے دروازہ سے فلیاس فوق ہی اندر آیا ہے!! اور ان الفاظ کا کہنے والا فلیاس فوق ہی ہے!!

سنیئے کہ یہ سفر کیونکر طے ہوا!!

پینتیسواں باب

اس ناول کا آخری سین!

ہمارے معزز ناظرین نہ بھولے ہونگے کہ فلیاس فوق او جود ہا ئی نے پاسپارٹو کو میری لیبن گرجا کے پادری کی خدمت میں کل دوشنبہ کے دن اپنی شادی کی اطلاع دینے کیلئے بھیجا تھا۔ پاسپارٹو بجلی کی سی تیزی کیساتھ اس گرجے کے پادری "سموئیل ولسن" نامی کے مکان پر پہونچا اور پادری صاحب کی ملاقات میں ۲۰ منٹ گذارے۔

بجگرہ ۵۰ منٹ پر پادری کے مکان سے نکلا، لیکن کیسا نکلنا؟ ایسا جیسے کوئی دیوانہ اسپتال سے بھاگ کر باہر نکل آیا ہو!

ٹوپی سر سے اُتارے، بال پریشاں، آنکھیں خون کے پیالوں کی طرح حلقوں سے باہر نکلی، منھ میں کف، ایسا دوڑتا بھاگتا جاتا تھا کہ اُس کی تصویر قلم سے نہیں کھنچ سکتی!

چند آدمیوں سے سخت ٹکرانے، کئی بار منھ کے بھل گرنے، اور اپنا سر لہولہان کر لینے کے بعد صرف ۵ منٹ میں وہ اپنے گھر پہونچ گیا اور ایک گونگے کی طرح فلیاس فوق کے سامنے گر پڑا کیونکہ اس میں بولنے، بات کرنے کی طاقت نہ تھی فلیاس فوق نے پوچھا کیا ہے؟ کیا ہوا؟

پاسپارٹو۔ جنا..... جناب من..... یہ ہوا کہ..... کل شادی۔ نہیں ہو سکتی..... نہ ہو گی!

فلیاس۔ کیوں؟

پاسپارٹو۔ اس لئے کہ کل یکشنبہ ہے!

فلیاس۔ نہیں آج یکشنبہ اور کل دوشنبہ ہے!

پاسپارٹو۔ نہیں خدا کی قسم کل یکشنبہ، اور آج شنبہ ہے۔

فلیاس۔ شنبہ نہیں ہے

پاسپارٹو۔ میں کہتا ہوں کہ شنبہ ہے آپ نے اپنے حساب میں غلطی کی ایک دن کا دھوکا کھا گئے، اپنے مشروطہ وعدے سے پورے چوبیس گھنٹے پہلے آپ لندن میں آگئے ہیں، اب بھی مقررہ وقت میں دس منٹ باقی ہیں۔ آئیے آئیے!

یہ کہکر بے اختیار فلیاس فوق کا بازو پکڑ کر اس طرح کھینچا کہ وہ بازو کے بھل گر پڑا فلیاس فوق، پاسپارٹو کی طاقت آزمائی سے عاجز آ کر گھر سے نکلا، اور ایک گاڑی لیکر اُسے سو پونڈ انعام دینے کا وعدہ کیا۔ آخر اس طرح کہ گاڑی کے پہیوں سے دو کتوں کو کچلا

پانچ گاڑیوں سے گاڑی ٹکرائی اور دو آدمیوں کے کسی قدر چوٹ آئی، وہ رفارم کلب میں پہونچ گیا۔

جسوقت فلیاس فوق کلب کے کمرے میں داخل ہوا ہے۸ بجکر ۵۹ منٹ گزر رہے تھے فلیاس فوق نے تمام کرۂ ارض کے گرداگرد اسی دن میں سفر پورا کر لیا، اور بیس ہزار پونڈ شرط کے بھی جیت لے گیا! فلیاس فوق ایک معزز شریف اور نامور باعصمت آدمی ہوا! فلیاس فوق کے اس سفر نے شرط بازی کی بدولت سیکڑوں کو ہرادیا اور اور سیکڑوں کو غریب و محتاج بنادیا!

حصّہ علمی جغرافی

اب یہ کیونکر معلوم ہو گیا کہ فلیاس فوق ایسا باریک بین پابند وضع اور با اصول آدمی اپنے حساب میں ایک دن کیونکر بھول جاتا ہے؟ اور کس طرح اسقدر کھلی ہوئی غلطی اس سے ہوتی ہے کہ وہ جس روز لندن پہونچا ہے، اُسے ۲۱ جنوری اور یکشنبہ کا دن سمجھ لیتا ہے؟ حال یہ ہے کہ ۲۱ جنوری شنبہ کے دن یعنی اپنی روانگی سے اناسی دن کے بعد وہ لندن پہونچ جاتا ہے!

اس سبب کا سہو بھی معمولی اور واضح ہے چونکہ فلیاس فوق اپنے اس سفر کرۂ زمین میں سیدھا مغرب سے مشرق کی طرف گیا تھا، اسی سبب سے گو اس نے کچھ خیال نہ کیا، مگر ایک دن اور ملگیا ہے۔ اگر وہ سیدھا مشرق سے مغرب کی طرف جاتا تو پورے ایکدن کا نقصان اٹھاتا حقیقت میں یہی بات ہے کیونکہ فلیاس فوق سیدھا آفتاب کے طلوع ہونے کی طرف روانہ ہوا تھا، اُدھر جانے میں ہر ایک نصف النہار کے دائرہ سے گذرنے کے بعد ۴۰ منٹ اُسے بچتے رہے۔ چونکہ زمین کا کرہ نصف النہار کے دائروں پر تقسیم کیا گیا ہے اور ۳۶۰ درجہ کو ہر روز کے ۴ منٹ سے ضرب کرنے پر ۱۴۴۰ منٹ حاصل ضرب ہوتے اور ۱۴۴۰ منٹ کے ۲۴ گھنٹے یعنی پورا ایک دن ہوتا ہے۔ فلیاس فوق مشرق کی جانب

آگے ہی بڑھتا گیا ہو۔ چنانچہ لندن میں واپس آنے تک اُس نے ۸۰ مرتبہ آفتاب کو طلوع ہوتے دیکھا ہے! حالانکہ اسکے کلب کے احباب نے ۷۹ مرتبہ طلوع آفتاب کا مشاہدہ کیا ہو! فلیاس فوق کی بھول کا سبب علم جغرافیہ ریاضی کا یہی مسئلہ ہے اسی مسئلہ کی بنا پر فلیاس فوق جبدن لندن میں داخل ہوا ہے، اس کے ۲۴ گھنٹے بعد کو اس نے اپنی کتاب سیاحت میں یکشنبہ گمان کر لیا، حالانکہ اسدن لندن میں شنبہ ہی تھا اور اسی سبب سے اسکے دوست کلب میں انتظار کر رہے تھے۔

معلوم ہوا کہ فلیاس فوق شرط میں بیس ہزار پونڈ جیت گیا! ۱۹ ہزار پونڈ وہ سفر میں صرف کر چکا ہے شرط جیتنے میں آ سے صرف ایک ہزار پونڈ ملے، یہ ایک ہزار پونڈ اس نے پاسپارٹو اور فیکس کو بانٹ دیے لیکن پاسپارٹو کے حصہ میں سے اس گیس کے چراغ کے مصارف وضع کر لیے جو اس کمرہ میں ۹۲۰ گھنٹے تک جلتا رہا ہے۔

آج رات کو کلب کے واپس آنیکے بعد فلیاس فوق نے اپنی دائمی متانت کے ساتھ جودہا بائی سے پوچھا کہ :

میڈم آپ اب بھی شادی کرنا چاہتی ہیں۔

جودھا۔ مسٹر فلیاس فوق یہ سوال تو مجھے آپ سے کرنا چاہیے تھا کیونکہ اس وقت آپ دوبارہ دولتمند ہو گئے ہیں، اور میں وہی فقیرنی!.......

فلیاس۔ معاف فرمائیے میڈم! یہ دولت آپ ہی کی ہے، میری نہیں ہے، کیونکہ اگر شادی کا ذکر آپ درمیان میں نہ لاتیں، اور میرا خدمتگار پادری کے مکان پر نہ جاتا تو میں اپنی اسی غلطی سے ناواقف رہ کر بیس ہزار پونڈ ہار جاتا۔

جودھا۔ آہ پیارے مسٹر فلیاس!

فلیاس۔ آہ پیاری جودہا!

۴۸ گھنٹے کے بعد بیاہ ہو گیا۔ پاسپارٹو بڑے فخر اور مسرت کامیابی کے ساتھ

جو دھابائی کا نکاحی باپ بنا! بیشک! کیوں نہ بنتا؟ آخر اُسے آگ میں جلنے سے چھڑا کر لانیوالا پاسپارٹو نہیں ہی؟ تو پھر نکاحی باپ بننے کا حق اُسے نہ ہوگا تو کسے ہوگا۔

غرضکہ فلیاس فوق نے اسّی دن میں تمام کرۂ زمین کا دورہ پورا کر لیا۔ اس وضعدار با اصول انگریز نے اپنے تمام سفر میں ذرا بھی خودداری و متانت کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا ہی۔ بہت بہتر۔ یہ تو فرمایئے کہ اس نے اس سفر سے فائدہ کیا اُٹھایا؟ ہم بتاتے ہیں مال کے لحاظ سے تو کچھ بھی نہیں! لیکن جودھا بائی ایسا گوہر یکتا ہاتھ آگیا اس نزاکت آگیں لطافت پرور ہستی کے وجود مسعود سے وہ دنیا بھر سے زیادہ خوش نصیب کامگار ہوگیا ہے! زہے نصیب ....! سچ پوچھیے تو ایک ایسی خاتون کے لیے کرۂ زمین کیا چیز ہے آسمان کے کرہ زہرہ کا سفر اور اس کی تمام زحمتیں بھی گوارا اور سودمند ہیں

———÷———
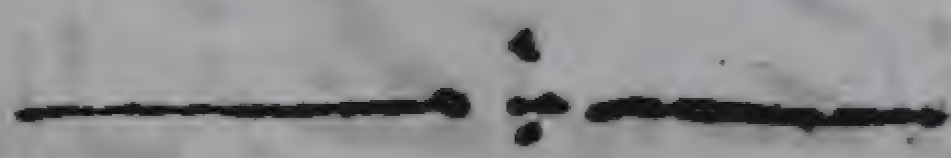
ضروری معلومات

لندن ۔ حکومتِ برطانیہ کا پایۂ تخت، اور انگلستان کا دار السلطنت دریائے ٹیمس پر واقع ہے ۔ بہ لحاظ آبادی و تمول و تجارت دنیا کا سب سے بڑا شہر ہے مردم شماری قریباً ۵۰۰۰۰۰ ہو اگر حوالی شہر کے مقامات بھی شامل کر لیے جائیں تو ۵۰۰۰۰۰، ۶ ہو جاتی ہے ۔

ڈوور ۔ انگلستان کا مشہور بندر گاہ ہے ۔ فرانس سے بہت قریب یعنی صرف ۲۱ میل ہے

کیلے ۔ فرانس کی سرحد اور بندر گاہ ہے ۔ ڈوور کی طرح انگلستان سے قریب ترین اور ۲۱ میل ہے ۔

گلاسگو ۔ برطانیہ اعظم کا یہ دوسرا بڑا شہر ہے اسکاٹ لینڈ میں کلائڈ دریا پر واقع ہے یہاں یونیورسٹی اور صنعت او رحرفت کے کارخانے ہیں آبادی ۵۵۴۴۰ ہے ۔

ہاور ۔ فرانس کا بندر گاہ انگلش چینل میں دریائے سین کے دہانہ پر واقع ہو ۔

پیرس ۔ فرانس کا دار السلطنت دریائے سین پر واقع ہے ۔ صنعت و حرفت اور دولت و تجارت کے لحاظ سے دنیا کا بہترین شہر ہے ۔ اور عالیشان عمارتوں، قومی یادگاروں کے اعتبار سے بھی بہت وسیع ہے اس کا رقبہ ۲۰ میل اور آبادی ۲۸۰۰۰۰۰ ہے

ٹیورن ۔ جزیرہ سارڈینین اور پیڈمانٹ کا قدیم دار السلطنت ہے اٹلی کے شمال میں دریائے پو اور ڈورا پر واقع ہے ۔ یہاں یونیورسٹی شاہی

محل اور قلعہ ہے جس میں ۲۰۰۰ فوج رہتی ہے فوج کے علاوہ اس کی آبادی ۵۵۵۱۳ ہے مختلف قسم کی دستکاریاں اور تجارت یہاں ہوتی ہے۔

برنڈیزی۔ شمالی اٹلی کا مشہور بندرگاہ ہے۔ جو بحیرۂ ایڈریاٹک پر واقع ہے ہندوستان کی ڈاک یہاں سے ہوکر ولایت جاتی ہے۔

سویز۔ بحر قلزم کے ساحل پر ایک عرب کا شہر ہے جس کی آبادی ۴۶۵۲۶ میل ہے اور آب ہوا خراب ہے۔ دنیا کی سب سے بڑی اور مشہور و معروف نہر اور مصر کی بندرگاہ (جو نہر سویز کے جنوبی راستہ پر واقع ہے) کو بھی کہتے ہیں۔ اس نہر کا طول ۱۰۰ میل کے قریب، گہرائی ۲۷ فیٹ اور چوڑائی صرف اتنی ہے کہ ایک جہاز آسانی سے گذر سکتا ہے۔ فرانس کے مشہور انجینیر فرڈی نینڈ دی لیسپس کے ہاتھوں سے ۱۸۵۹ء سے ۱۸۶۹ء تک دس برس میں اس کی تعمیر ہوئی۔ تقریباً ۲۰ کروڑ روپیہ اس میں لگا ہے۔ بحر قلزم اور بحر روم اس کے ذریعہ سے ملائے گئے ہیں۔ اور آج کل یہی یورپ اور ہندوستان کا راستہ ہے۔

بمبئی۔ ہندوستان کا سب سے بڑا تجارتی شہر، مغربی ہندوستان کا مشہور بندرگاہ ہے اور احاطہ بمبئی کا صدر مقام ہے۔ دنیا کے اعلیٰ ترین ریلوے کے صدر مقاموں میں ہے، رقبہ دیسی ریاستوں کو ملا کر ۱۹۰۹۴۱ مربع میل آبادی ۲۵ لاکھ ہے یہ روئی کی تجارت اور کاشت کا خاص مرکز ہے، یہاں ایک یونیورسٹی ہے۔

کوہ گھاٹ۔ ہندوستان میں خلیج بنگال اور بحر ہند کے ساحلوں کے متوازی دو پہاڑوں کے سلسلے احاطہ بمبئی اور مدراس میں پھیلے ہوئے ہیں مغربی سمت (احاطہ بمبئی) کے پہاڑوں کو مغربی گھاٹ اور دوسرے کو مشرقی گھاٹ کہتے ہیں

برہان پور۔ ضلع نماڑ میں دریائے تاپتی پر واقع ہے پہلے یہ ہندوستان میں

دکن کا دار السلطنت تھا اور ریشمی کپڑے، زردوزی کام کے لیے مشہور تھا تجارتی شہر اب بھی ہے آبادی ....۳ ہے۔

کالپی۔ دریائے جمنا کے کنارہ پر بندیلکھنڈ کا ایک پرانا قصبہ ہے، یہاں کا کاغذ اور مصری کھارو امشہور ہے۔

الہ آباد۔ صوبۂ ممالک متحدہ آگرہ اودھ کا دار السلطنت اور ہندؤں کا ایک مقدس شہر ہے پہلے اس کا نام "پراگ" تھا۔ دہلی سے ۱۰۰ میل اور کلکتہ سے ۵۶۰ میل کا فاصلہ ہے۔ رقبہ ۲۸۵۲ مربع میل ہے، آبادی ۱۷۲٬۰۰۰ ہے۔ یہاں فوج کی بڑی چھاونی اور یونیورسٹی ہے۔

بنارس۔ ہندوؤں کا سب سے بڑا اور سب سے پرانا مقدس شہر ہے پیتل کے کام کے لیے مشہور ہے۔ ممالک متحدہ آگرہ واودھ میں دوسرے درجہ کا شہر ہے یہاں ہندوؤں کی بڑی مذہبی درسگاہ ہے۔

بھاگلپور۔ دریائے گنگا کے جنوب میں واقع ہے اور بہار کا ایک ضلع ہے، جس کا رقبہ ۴۲۲۶ مربع میل اور آبادی ۷۵٬۰۰۰ ہے۔ یہاں کا بھاگلپوری کپڑا مشہور ہے، دراصل کہا جاتا ہے اس کا نام "غالقوند" تھا۔ خلیاس نوق کے خط سفر پر اور کوئی ایسا مقام نہیں پڑتا جو "غالقوند" سے اتنی بھی لفظی مشابہت رکھتا ہو)

مرشدآباد۔ صوبہ بنگال میں دریائے بھاگیرتی پر واقع ہے، شاہی زمانہ میں بنگال کا صدر مقام تھا، یہاں محل، باغ، مقبرے، مسجدیں بہت ہیں۔ سونے چاندی کی دستکاری ہاتھی دانت کی نقاشی، ململ اور ریشمی کپڑے کے لیے مشہور ہے آبادی ۲۵٬۰۰۰ ہے مگر دن بدن کم ہوتی جاتی ہے۔

کلکتہ۔ یہ ہندوستان کا بلحاظ آبادی کے سب سے بڑا شہر دریائے ہگلی پر واقع ہے جو ۲۰ میل کے بعد سمندر سے ملتا ہے۔ پہلے یہ حکومت برطانیہ کا دار السلطنت تھا آبادی علاوہ حوالی شہر کے ۹۰۰٬۰۰۰ ہے۔ یہاں عمدہ عمدہ عمارتیں ہیں، اور تجارت بڑے پیمانہ پر ہوتی ہے

سنگاپور ۔ یہ جزیرہ اسٹریٹ سٹلمنٹ کی گرزن نوآبادی کا ایک حصہ اور برٹش حکومت میں ہے یہ بڑا تجارتی شہر ہے ۔ اس میں ایک خاص بندرگاہ اور مضبوط قلعہ ہے ۔ جزیرہ مالے پن کے جنوبی سرے پر واقع ہے ۔ اس کا رقبہ ۲۰۶ مربع میل ہے اور آبادی ۳۲۰۰۰۰ ہے جس میں قریب قریب ۴۰۰۰ یوربین ہیں

ملاکا ۔ اسٹریٹ سٹلمنٹ جزیرہ نما ”مالے پن“ کے مغرب اور سنگاپور کے شمال و مغرب اور برٹش مقبوضات میں ہے ۔ یہاں ایک بڑی چھاؤنی ہے رقبہ قریب ۷۰۰ مربع میل ہے آبادی ۱۱۰۰۰۰ ہے ۔ ملاکا سپیر یٹسن جزیرہ مالاپن سے جدا کرتا ہے

کوچن چین ۔ پہلے انڈو چین کے کل مشرقی حصہ کو کوچن چین کہتے تھے مگر اب صرف اس فرینچ نوآبادی پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جو چین کے جنوب مشرق میں ہے ۔ رقبہ ۳۰۰۰۰ مربع میل ہے اور آبادی ۹ لاکھ ہے ۔ چاول ریشم اور قہوہ وغیرہ کے لیے مشہور ہے ۔

انام ۔ انڈو چین میں شولہ کا مشرقی حصہ ہے جس میں ایک چھوٹی سی سلطنت خود مختارانہ حکمرانی کرتی ہے ۔ رقبہ قریب ۲۰۰۰۰ میل ہے آبادی ۳½ ملین ہے ۔

ہانگ کانگ ۔ یہ جزیرہ ساحل چین کے جنوب میں برطانیہ کی ایک نوآبادی ہے یہاں وکٹوریا نامی بہت بڑا اور عمدہ بندرگاہ ہے ، دنیا بھر میں سب سے زیادہ جہازوں کی آمد و رفت ہوتی ہے ۔ یہ بہت بڑی تجارتی منڈی ہے ۔

شنگھائی ۔ دریائے ووسنگ پر ایک شہر اور بندرگاہ ہے یہاں غیر ممالک کی تجارت ہوتی ہے ۔ تجارت چین کے لیے نہایت مفید ہے آبادی تخمیناً ۴۰۰۰۰۰ ہے جس میں تقریباً ۶۰۰۰ غیر ممالک کے لوگ اور ۲۷۰۰ انگریز ہیں ۔

ننگاساگی۔ جزیرہ کیوسیو کا ایک عمدہ بندرگاہ اور شہر ہے۔
فارموسا۔ چین کے مشرق میں ایک جزیرہ ہے، جو ۱۸۹۵ء میں جاپانیوں کے حوالہ کر دیا گیا تھا۔ اس کی آبادی تقریباً ۳ کروڑ اور رقبہ ۱۴۹۰۰ مربع میل ہے اسکے اور چین کے درمیان جو آبنائے ہے اُسے بھی فارموسا کہتے ہیں۔
یوکوہاما۔ خلیج یدو پر جاپانیوں کا ایک خاص تجارتی بندرگاہ اور شہر ہے جسکی مردم شماری ۲۰۰۰۰۰ سے زیادہ ہے۔
یدو۔ جاپان میں ایک خلیج اور شہر ہے جسے اب ٹوکیو کہتے ہیں۔
سانفرانسسکو۔ ممالک متحدہ امریکہ میں کیلی فورنیا کا دار السلطنت اور ایک بڑا شاندار خوبصورت بندرگاہ پاسیفک اوشن پر واقع ہے تجارت امریکہ کا صدر مقام ہے۔ یہاں سے سونا چاندی، پارہ غلہ اور اون باہر جاتا ہے اس کی آبادی ۳۶۵۴۵۰ ہے،
سیکرا۔ کیلی فورنیا میں ایک شہر ہے جسکی آبادی ۳۰۵۰۰ ہے اور ایک دریا کا نام بھی ہے جو ۵۰۰ میل لمبا اور گوز جھیل سے نکلتا ہے اور خلیج سانفرانسسکو تک بہتا ہے
نبراسکا۔ امریکہ کا سنٹرل مقام ہے، اس کا دار السلطنت لائن کولن ہے رقبہ ۷۶۰۵۵ مربع میل ہے۔ آبادی ۱۰۶۶۳۰۰ ہے نبراسکا ایک شہر بھی ہے جو دریائے مسوری پر واقع ہے
اوماہا۔ دریائے مسوری پر واقع ہے اور نبراسکا کا تجارتی مرکز ہے آبادی ۱۱۰۱۰۴ ہے یہاں ریلوے کا ایک بڑا جنکشن ہے۔
مسسپی۔ ممالک متحدہ امریکہ کی ایک جنوبی ریاست ہے جو خلیج مکسیکو اور لوسیانا کے شمال میں ہے اس کا رقبہ ۴۶۸۱۰ مربع میل ہے، آبادی

۰۰۰،۷۵۱ ہے۔ اور ایک دریا کا نام بھی ہے جو اُس کے مغرب میں ہے اور دُنیا کے سب دریاؤں سے زیادہ طویل یعنی ۴ ہزار میل لمبا ہے تجارتی نقطۂ نظر سے خاص اہمیت رکھتا ہے،

گریٹ سالٹ جھیل - اوٹاہ کے شمال میں ہے، ۹۰ میل لمبی اور اس کا رقبہ ۲۳۶۰ مربع میل ہے۔ بیر جارڈن اور بیور دریاؤں سے اس میں پانی آتا ہے اُوجاتا کہیں نہیں ہے۔

اوجڈن - گریٹ سالٹ جھیل کے قریب دریائے ویبر کا ایک شہر اور ریلوے کا بڑا جنکشن ہے، آبادی ۱۶۸۹۶ ہے۔

پلاٹ ریور - یہ دریا بحر اٹلانٹک میں بہتا ہے۔ سرے پر ۲۵ اور دہانہ پر ۱۳۸ میل چوڑا ہے

ہومبولڈ - ممالک متحدہ جنوبی امریکہ کے ملک نیواڈا میں ایک شہر ہے جس کی آبادی ۲۷۰۰ ہے۔ ایک کھاڑی کا نام بھی ہے جو کیلی فورنیا کے کنارے واقع ہے، نیواڈا میں ایک جھیل بھی اس نام سے موسوم ہے جس میں دریائے ہومبولڈ سے پانی آتا ہے۔ اُس پہاڑی سلسلہ کو بھی کہتے ہیں جو ہومبولڈ جھیل کے قریب نیواڈا کے مشرق میں پھیلا ہوا ہے۔

دس موانیس - امریکہ کی ریاست ایوا میں ایک دریا ہے جو مس سپی کا معاون اور مینی سوٹا سے بہتا ہے ملک پولک کے دارالسلطنت کا بھی نام ہے جس کی آبادی ۶۵۰۰۰ ہے۔ یہاں ریلوے کا بڑا اسٹیشن ہے،

بلوفیلڈس - ایک دریا وسط امریکہ نکاراگو میں ایک شہر ہے جس کی آبادی ۲۴۰۰۰ ہے،

مچیگان امریکہ میں ایک بڑی جھیل اور شہر ہے جس کا رقبہ ۲۵۰۹۱۵ مربع میل ہے

چگاگو مچیگان جھیل پر ایک شہر اور ریلوے کا صدر مقام ہے یہ امریکہ میں دوسرے درجہ کا شہر ہے ریلوے اور مچیگان جھیل کے ذریعہ سے خوب تجارت ہوتی ہے۔ دنیا میں سب سے بڑی گیہوں کی منڈی ہے۔ آبادی ۳۰۰۰۰۰۰ ہے۔

انڈیانا۔ امریکہ میں ایک شہر ہے جسکی آبادی ۲۷۵۰۰۰۰ اور رقبہ ۳۶۳۵۰ مربع میل ہے۔

اڈاہ۔ ممالک متحدہ امریکہ کی مغربی ریاست ہے، رقبہ ۸۴۲۹۰ مربع میل ہے آبادی ۴۵۰۰۰۰ ہے اور ایک جھیل کا نام بھی ہے، جو ۲۲ میل لمبی ہے۔

نیو یارک۔ ممالک متحدہ امریکہ کی وہ ریاست ہے جسے "امپائر اسٹیٹ" کہتے ہیں جسکے شمال میں کناڈا۔ جنوب میں بحر اٹلانٹک مغرب میں نیگرا اور ایری جھیل ہے جس کا رقبہ ۹۶۰۰ مربع میل ہے اور مغرب میں دریائے کنکٹی کیوٹ اور ورمونٹ ہے اس کا رقبہ ۴۷۶۲۰ مربع میل ہے۔ نیو یارک، امریکہ کے اس سب سے بڑے شہر کو بھی کہتے ہیں جو اسی ریاست میں ہے اور تجارتی لحاظ سے دنیا کے دوسرے درجہ کے شہروں میں ہے۔ رقبہ ۳۰۵ مربع میل ہے اور مردم شماری ۵۰۰۰۰۰ ہے۔

کوئنسٹاؤن۔ آئرلینڈ ملک کورک کا ایک عمدہ بندرگاہ ہے برٹش ساوتھ افریقہ کیپ کالونی کا ایک قصبہ بھی ہے جو گرٹ کی کی وادی پر ہے نیوزی لینڈ میں دے کی ٹی پو جھیل پر ایک چھوٹا سا قصبہ ہے، اُسے بھی کوئنسٹاون کہتے ہیں۔

کنگسٹاؤن۔ آئرلینڈ میں ایک بندرگاہ ہے۔ لندن کے مغرب میں دریائے ٹیمس پر سرے کا ایک قصبہ ہے اُسے کنگسٹاؤن آن ٹیمس کہتے ہیں کنگسٹاؤن اور کئی مقاموں کا بھی نام ہے۔

ہڈسن۔ ایک آبنائے اور کناڈا کا ایک اندرونی دریا ہے جو آبنائے ہڈسن

سمیت ۲۰۰ میل لمبا ہے،

ڈیون پورٹ ۔ دریائے ٹمر کے دہانہ پر ایک بندرگاہ اور ایک شہر ہے جسکی آبادی ۴۶۹ ۱۶۹ ہے،

ڈوبلن آئرلینڈ کا دارالسلطنت، ایک بڑا بندرگاہ اور ریلوے کا صدر مقام ہے، یہ تعلیم کا بڑا مرکز ہے ۔ یہاں مشہور یونیورسٹی ہے،

لورپول ۔ دریائے مرسی پر ایک بندرگاہ اور شہر ہے جو تجارت کے لحاظ سے انگلستان میں دوسرے درجہ کا شہر ہے روئی کی تجارت یہاں کثرت سے ہوتی ہے ۔ اس کی آبادی ۷۴۶۵۷۶، ہے ۔